عائلی قوانین
اور
پاکستانی سیاست

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر قاری محمد طاہر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

20858
LIBRARY
Punjab University, Lhr.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

www.KitaboSunnat.com

MFN
1541
DATA ENTERED

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Institute of Islamic Studies
LIBRARY
Punjab University, Lahore

عائلی قوانین اور پاکستانی سیاست

پروفیسر ڈاکٹر قاری محمد طاہر

جنگ پبلشرز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکیسویں صدی کے تقاضوں سے ہم آہنگ
ہر عمر اور ہر ذوق کے قارئین کے لئے
خوبصورت اور معیاری مطبوعات

ISBN ; 969 - 36 - 0036 - 3

جملہ حقوق محفوظ

ناشر	:	میر شکیل الرحمٰن
اشاعت اول (جنگ پبلشرز)	:	جون 1999ء
قیمت	:	125 روپے
پبلشر	:	جنگ پبلشرز (جنگ انٹرپرائزز پرائیویٹ لمیٹڈ کا ذیلی ادارہ)
پرنٹر	:	جنگ پبلشرز پریس 13۔ سر آغا خان روڈ لاہور۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب

www.KitaboSunnat.com

20858

فہرست

تقریظ (جسٹس خلیل الرحمٰن خان)	7
عائلی قوانین اور پاکستانی معاشرہ (ڈاکٹر محمد رفیق خان)	9
پیش لفظ	13
باب اول ----- عائلی قوانین کی اہمیت کتاب و سنت کی رو سے	17
نکاح	19
محرمات	20
تعدد ازدواج	21
طلاق	22
طلاق و نکاح	23
حلالہ	23
عدت	24
متنازعہ امور۔ اصلاح احوال	25
یتیم	26
مہر	27
وراثت	29
مال یتیم	31
متفرق احکامات	32
حوالہ جات	35
باب دوم ---- عائلی قوانین کی تدوین ایک تاریخی جائزہ	37
تدوین قبل از قیام پاکستان	39
تدوین بعد از قیام پاکستان	42

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عائلی قوانین کا نفاذ	55
مزاحمتی اقدامات	60
مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کا مکتوب، صدر مملکت پاکستان کے نام	62
صدر مملکت پاکستان کا جواب	65
حوالہ جات	72
باب سوم------طبقاتی رد عمل	75
مفتی محمد شفیع کی اصلاحی تجاویز	92
غلام احمد پرویز کی اصلاحی تجاویز	101
سیاسی اثرات	111
معاشرتی اثرات	114
بیگم زری سرفراز کمیشن	122
اسلامی مشاورتی کونسل کی سفارشات	125
حوالہ جات	128
باب چہارم------علمی اثرات-دینی اثرات	133
مضامین	143
صحافتی اداریے	148
طنزیہ و ظریفانہ شاعری	155
حوالہ جات	158
باب پنجم------تحلیلی و تنقیدی تجزیہ	159
تجزیہ	161
تجاویز	173
مراجع و مصادر	178
اعلام	185

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

20858

تقریظ

برطانوی سامراج نے برصغیر پاک وہند کو جب اپنی نو آبادی بنایا تو 1857ء کی جنگ آزادی کی صورت میں شدید مذہبی جوش کا سامنا کرنا پڑا۔ لہٰذا اس نے مذہبی امور میں مداخلت سے اپنا دامن بچانے کا رویہ اختیار کیا حتیٰ کہ خاندانی امور میں کم از کم قانون سازی کی۔ بلکہ عدالتوں نے برطانوی کامن لاء کے طریقہ پر صرف برصغیر کے باشندوں کے رسم ورواج کو متعین کرنے کی کوشش کی۔ اس سلسلے میں قانونی معاونت کے لئے بھی مسلمانوں کے دو فقہی مکتب فکر یعنی حنفی اور جعفری فقہ کی کتابوں کو پیش نظر رکھا گیا۔

قیام پاکستان کے بعد چونکہ حکومت بھی مسلمانوں کی تھی۔ اس لئے صورت حال مختلف ہو گئی۔ حکومت پاکستان نے ایک طرف نصف آبادی۔ عورت کی حمایت کے دعوے سے اور مذہبی طبقوں میں اختلاف رائے کو بنیاد بناتے ہوئے 1961ء میں مسلم فیملی لاء آرڈیننس جاری کیا جو قدیم فقہی جمود کے بالمقابل وضعی نظریہ قانون کی کامیابی کی طرف ایک بڑا قدم تھا۔

قاری محمد طاہر صاحب نے اپنے مقالہ جو کہ کتابی صورت میں قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ میں عائلی قوانین کے ارتقاء اور جس پس منظر میں ان قوانین کا نفاذ ہوا ان پر روشنی ڈالی ہے۔ اس بارے میں موافقانہ اور مخالفانہ کوششوں کا بھی سیر حاصل جائزہ پیش کیا ہے اور آخر میں اپنی تجاویز بھی دی ہیں۔ تحقیقی اعتبار سے یہ کاوش اہم بھی ہے اور پسندیدہ بھی۔ اس سلسلے میں انہوں نے جانبین کی کوششوں کا غیر جانبدارانہ موازنہ کرنے کی طرف بھی نظر ڈالی ہے۔ چونکہ ان کے سامنے مذہبی نقطہ نظر سے تجدد پسندانہ رجحانات پسندیدہ نہیں۔ اس لئے مذکورہ فیملی قانون نافذ کرنے کی بنا پر فیلڈ مارشل ایوب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خان کی حکومت پر تنقید بھی کی ہے اور خود مذہبی روایات کا حامل بن کر عائلی قانون کا ناقدانہ تبصرہ بھی کیا ہے۔ تاہم فقہی جمود چونکہ زمانہ کی متنوع تبدیلیوں کا ساتھ نہیں دے سکتا اس لئے ان کا رجحان روشن خیالی کی طرف ہے لہٰذا تفویض طلاق۔ پوتے کی وراثت اور تعدد ازدواج وغیرہ مسائل میں انہوں نے فقہ کو نئے رجحانات کا حامل بنانے کا مشورہ دیا ہے۔ قاری صاحب موصوف کا نقطہ نظر فقہ میں قانون سازی کا ہے۔ تدوین فقہ جدید اور قانون سازی بہرحال دو مختلف چیزیں ہیں۔ گو فقہ کی تدوین نو کی زمانہ کی ضرورتوں کے اعتبار سے اہمیت مسلمہ ہے لیکن فقہی مسائل اور رائے کو بنیاد بنا کر قانونی صورت میں نفاذ اور بات ہے۔ تدوین فقہ کا سلسلہ آج تک جاری وساری ہے لیکن کسی فقہ کو قانونی شکل دے کر اپنانے کی حوصلہ افزائی نہیں کی گئی۔ امام مالک نے ”موطا“ کو قانونی شکل دے کر اپنانے اور نافذ کرنے کی پیش کش دوبار مسترد کر دی تھی۔ تاکہ اجتہاد کا دروازہ کھلا رہے اور فقہی ذخیرہ شریعت کی وسعتیں ظاہر کرتا رہے۔ قاری صاحب موصوف کی کاوش کتابی صورت میں قارئین کو پیش ہے۔ ان کی یہ محنت اور کاوش سوشل رفارمز ' انصاف اور قانون سے تعلق رکھنے والے افراد اور انتظامیہ کے لئے بہت مفید ثابت ہوگی۔ علمی حلقے تو بہرحال ادبی لٹریچر میں اضافہ سے مستفید ہوں گے۔

از مسٹر جسٹس خلیل الرحمٰن خان صاحب لاہور ہائی کورٹ

مسٹر جسٹس خلیل الرحمٰن خان
لاہور ہائی کورٹ

حال جسٹس شرعی عدالت پاکستان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عائلی قوانین اور پاکستانی معاشرہ

اشک موتی نہ سہی، بوند سہی پانی کی
پھر بھی اک مخزنِ حکمت ہے، گہر ہونے تک

قاری محمد طاہر کو میں ایک ایسے مذہبی سکالر کے طور پر جانتا ہوں جو انتہائی دقیق موضوعات پر بھی کما حقہ دسترس رکھتے ہیں۔ گزشتہ کئی برسوں سے میرا معمول ہے کہ میں یونیورسٹی کی لالہ زار مسجد میں نماز جمعہ ادا کرتا ہوں۔ قاری محمد طاہر گورنمنٹ کالج فیصل آباد میں علوم اسلامیہ کے استاد ہیں اور اکثر و بیشتر لالہ زار مسجد میں نماز جمعہ کا خطبہ پیش کرنے کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ ان کے انداز خطابت اور علمی مباحث کی عقدہ کشائی کے طرز استدلال نے مجھے ہمیشہ متاثر کیا ہے۔ گزشتہ جمعہ کے روز بعد از نماز جمعہ حسب معمول علیک سلیک ہوئی تو انہوں نے اپنی زیر طبع تصنیف "عائلی قوانین اور پاکستانی معاشرہ" کا مسودہ میرے ہاتھ میں تھما کر اس کے حاشیہ کے لئے میری تحریری رائے طلب فرمائی۔ میں بنیادی طور پر ایک سائینسدان ہوں۔ اسلام کے متعلق میرا مطالعہ اتنا وسیع یقیناً نہیں ہے کہ میں کسی دینی سکالر کی کسی دقیق اور ضخیم تصنیف پر رائے زنی کر سکوں۔ قاری محمد طاہر کی تصنیف "عائلی قوانین اور پاکستانی معاشرہ" کا مطالعہ کرنے کے بعد میں محسوس کرتا ہوں کہ عائلی مسائل پر فقہ اسلام کے حوالے سے میرے علم میں اچھا خاصا اضافہ ہوا ہے اور میں اس موضوع پر سیر حاصل گفتگو کر سکتا ہوں۔

قاری محمد طاہر نے یہ کتاب انتہائی جستجو اور تحقیق کے بعد لکھی ہے۔ اپنے موضوع کے حوالے سے ملک کے جس شہر کی کسی بھی لائبریری اور کتب خانے میں کوئی اخبار، جریدہ یا کتاب ملی قاری محمد طاہر نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے استفادہ کیا ہے۔ میں خود تحقیق سے وابستہ رہا ہوں اور مجھے معلوم ہے کہ کسی محقق کو اپنے موضوع کا احاطہ کرنے کے لئے کس قدر جانفشانی اور عرق ریزی سے کام لینا پڑتا ہے۔ سائنسی تحقیق کے ثمرات اب پوری دنیا پر آشکار ہیں۔ ایک زمانے میں ستاروں پر کمندیں ڈالنے کی بات محض خیالی پرواز تھی مگر اب سائینسدانوں نے فضائے بسیط کے ایسے ایسے گوشے بے نقاب کر دیئے ہیں کہ عام انسان انگشت بدنداں ہے۔ ایٹمی ٹیکنالوجی کی دریافت کے بعد اس صدی کا دوسرا بڑا معجزہ بائیو ٹیکنالوجی کی صورت میں سامنے آ چکا ہے کہ جس کو بروئے کار لا کر خدائی کاموں میں مداخلت کا گمان گزرتا ہے۔ قاری محمد طاہر نے عائلی قوانین کو قرآن وسنت کی روشنی میں جس طرح اپنے طرز استدلال کا مبحث بنایا ہے اس سے ان کے فکری اور نظری رجحان کا بہت واضح طور پر پتہ چل جاتا ہے۔ انہوں نے فیلڈ مارشل ایوب خاں کے دور اقتدار میں نافذ ہونے والے "عائلی قوانین کے آرڈیننس" پر مختلف مکاتب فکر کے فقہاء و آئمہ کی آراء کو اس قدر مہارت اور چابکدستی سے اپنے فکری رجحان کے دھارے میں ڈال کر پیش کیا ہے کہ اس آرڈیننس کا نفاذ نہ صرف اسلامی شعائر کے منافی محسوس ہوتا ہے بلکہ لگتا ہے کہ اس کے نفاذ سے پاکستانی معاشرے کا اسلامی تشخص بہت بری طرح مجروح ہوا ہے۔ یہ آرڈیننس 1961ء میں نافذ ہوا تھا اور 1964ء تک علمی مباحث کا موضوع رہا۔ 1965ء کی پاک بھارت جنگ نے علماء کرام سمیت ملک کے عوام الناس کی توجہ اس کی طرف سے یکسر ہٹا دی اور اس دوران عدالتوں کے ذریعے اس پر عملدرآمد شروع ہو گیا۔

گزشتہ تیس برسوں کے دوران "عائلی قوانین کا یہ آرڈیننس" ہماری معاشرتی زندگی کا حصہ بن چکا ہے۔ ہمارا معاشرہ ان دنوں رشتوں کے انحطاط سے دوچار ہے۔ عائلی قوانین کے باعث گزشتہ برسوں کے دوران بیویوں کی طرف سے شوہروں کے خلاف فیملی کورٹس میں دائر کیے گئے تنسیخ نکاح کے ہزاروں دعوے ڈگری ہو کر قربتوں اور رفاقتوں کے سہاگ موتیوں کو فاصلوں کے ناپیدا کنار صحراؤں میں گم کر چکے ہیں۔ ایک سے زائد بیویوں کا تصور سماجی طور پر کبھی بھی پسندیدہ رویہ نہیں رہا اور اب ہمارے معاشرے میں ایسے لوگوں کی تعداد بہت کم ہے جن کے گھروں میں ایک سے زیادہ ازواج موجود ہیں۔ دادا کی وراثت میں یتیم پوتے کو عائلی قوانین کی رو سے اپنے چچاؤں کے برابر جو حصہ ملا ہے اسے اسلام سے متصادم قرار دینے والی آوازیں فضائے بسیط میں گم ہو گئی ہیں کیونکہ فی زمانہ عبد المطلب کی وفات کے بعد اس کے یتیم پوتے کو ابو طالب جیسا چچا میسر نہیں آ سکتا۔ عزیز و اقارب کی کفالت کی قدریں تبدیل ہو گئی ہیں لہٰذا ملکی قانون نے یتیم پوتے کو اگر دادا کی وراثت میں سے اس کے چچا اور تایا کے برابر حصہ دے دیا ہے اور اسلام اگر پوتے کو اس کا حق دار نہیں ٹھہراتا تو ہمارے فقہاء کو اسے یتیم پوتے کے لئے "سامان کفالت" سمجھ کر قبول کر لینا چاہئے۔ یہ عصر حاضر کی علمی ضرورتوں کا تقاضا بھی ہے اور منتہائے انصاف بھی یہی ہے۔ میں ذاتی طور پر خود کو آئمہ اسلام کے اس گروہ کے قریب تر محسوس کرتا ہوں جو اسلام کے بنیادی اصولوں کے مطابق وسیع النظری کے ساتھ اس کی عقلی توجیہات اور توضیحات کے حق میں ہیں جو دنیائے جدید کے عقلی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور سائنسی ارتقاء کے پس منظر میں اسلامی تعلیمات کی قابل قبول مثبت تعبیروں کو اجتہاد کے طور پر اپنا لینے پر آمادہ ہوں۔

قاری محمد طاہر نے "عائلی قوانین اور پاکستانی معاشرہ" کو مرتب کرتے وقت ہر چند علمی تحقیق کو اپنی اس تصنیف کی بنیاد بنایا ہے اور ایک طرح سے انہوں نے اس مسئلے پر قرآن وسنت کی روشنی اور ملکی قانون کے تقابلی جائزے سے ایک تاریخی دستاویز مرتب کی ہے۔ وہ اپنے اس گراں بہا کام کی وجہ سے شاباش کے مستحق ہیں۔ خدا ان کو جزائے خیر دے مگر بہتر ہوتا کہ وہ پاکستانی معاشرے پر عائلی قوانین کے اطلاق اور انطباق کی موزونیت کے حوالے سے گزشتہ تیس برسوں کے دوران فیملی کورٹس میں زیر سماعت آنے والے چیدہ چیدہ مقدمات کے عائلی پس منظر اور ان میں فریقین کی طرف سے پیش کی جانے والی شہادتوں کو شامل کر کے اپنے موضوع کا دائرہ کار عدالتی فیصلوں کی صورت میں سامنے آنے والی نظیروں تک بڑھا دیتے۔ بہر حال قاری محمد طاہر کی یہ کاوش مطالب و معانی کے ساتھ، فنی خوبیوں سے بھی مالا مال ہے اور عائلی مسائل کو اسلام کی روشنی میں سمجھنے اور عائلی قوانین کے آرڈیننس سے اس کا تقابلی جائزہ کرنے کے لئے یہ انتہائی مفید کتاب ہے۔ فقہ اسلام کے طالب علم اس سے خاطر خواہ استفادہ کر سکتے ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد رفیق خان

(سابق) وائس چانسلر جامعہ زرعیہ یونیورسٹی فیصل آباد

20858

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

20858

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں سب تعریفیں جو ربّ کائنات ہے۔ لاکھوں درود و سلام۔ حضور خاتم النبیّین حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذات والا صفات پر جو دنیا میں اللہ کا پیغام لے کر تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق میں سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا اور حکم دیا کہ وہ لکھے۔ چنانچہ قلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر امور تقدیر لکھ دیئے۔ اسی نوکِ قلم سے پھر تمام کے تمام علوم نے جنم لیا۔ اسی وجہ سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم قلم کی توقیر کا حکم دیا کرتے تھے۔ عملِ تحقیق بھی نوکِ قلم ہی کا محتاج ہے اور علم تحقیق کا حاجت مند ہے۔ تحقیق کے بغیر علم کا قدم آگے نہیں اٹھتا اور علم بغیر تحقیق کے کوتاہ رسا ہے۔ اس لحاظ سے علم کو تحقیق کی ضرورت ہے اور تحقیق کو علم کی۔ اگر دونوں کا کچھ رشتہ ہے تو فقط یہ کہ ایک لازم ہے اور دوسرا ملزوم۔ ایک مبتدا ہے دوسرا خبر۔ ایک تابع ہے، دوسرا متبوع۔

محقق کی کاوشوں کے نتائج علمی حلقوں تک پہنچیں اس کی پذیرائی ہو یہ محقق کی فطری خواہش ہے۔ اور بجا بھی ہے۔ اس خواہش کی تسکین عملِ تحقیق کے لئے مہمیز ہے اور علم کی نشوونما کا ذریعہ ہے اور اگر یہ خواہش پوری نہ ہو تو عملِ تحقیق ختم ہو جاتا ہے یا کم از کم رفتار ضرور سست ہوتی ہے۔

روزنامہ جنگ نے میدان صحافت میں اپنا نام پیدا نہیں کیا بلکہ صحافت کو بلند اور منفرد مقام عطا کیا ہے۔ ادارہ جنگ کا شعبہ اشاعت کتابوں کی طباعت کے ذریعہ علمی آبیاری کر رہا ہے۔

اللہ رب العزت کا کرم و احسان ہے کہ اس نے مجھے اس مقالے کی تحریر و تکمیل کی سعادت عطا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمائی۔ اس سپاس گزاری کے بعد روزنامہ جنگ کے شعبہ اشاعت کے جملہ احباب میرے شکریئے کے مستحق ہیں جن کی توسط سے یہ علمی مقالہ کتابی شکل میں علمی حلقوں تک رسائی حاصل کرنے کے قابل ہوا۔ میرے دیرینہ استاد محترم و مکرم حافظ احمد یار صاحب نے قدم قدم پر میری راہ نمائی فرمائی ہیں ان کا شکر گذار ہوں۔

خاندان یا کنبہ معاشرے کی بنیادی اکائی ہے جس کی تشکیل مرد و عورت کے باہم تعلق کی رہینِ منت ہے۔ قرآن نے اسی بات کو وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً سے تعبیر کیا ہے۔ مرد عورت کا یہ تعلق بے ضابطہ ہو تو اس کی حیثیت جانوروں کے اس گلہ سے زیادہ نہیں جس میں محض نر و مادہ کا اتصال افزائش نسل کا موجب ہوتا ہے البتہ اگر یہی تعلق کچھ ضابطوں کا پابند ہو تو اس سے ایک صالح معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ اسلام مرد و عورت کے تعلق کو ایسے ہی ضابطوں میں منضبط کرتا ہے تاکہ بقائے نسلِ انسانی کا مقصد بھی پورا ہو اور مرد و عورت اپنے اپنے دائرے میں حقوق و فرائض کی پاسداری بھی کر سکیں تاکہ اس طرح گلے شکوے سے دور...... ایک پُرسکون ماحول میسّر آئے۔

پاکستان کی تاریخ میں عائلی قوانین کی تدوین و تنفیذ نے سیاسی' سماجی اور معاشرتی افق پر بہت سے مدوجزر پیدا کئے۔ پھر اسی مدوجزر نے مستقبل میں پاکستان کے معروضی حالات پر گہرے نقوش ثبت کئے۔ پیش نظر مقالہ انہی نقوش و حالات کی قلمی تصویر ہے جس میں عمل تحقیق کی مدد سے نتائج اخذ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ممکن ہے ان نتائج پر مبنی عملی اقدامات ملک و قوم کے لئے بہتری کا سبب بن سکیں اور اس طرح یہ مقالہ علمی ضرورت کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ ملک میں اسلامائزیشن کے راستے میں ممد و معاون ثابت ہو سکے۔

مقالہ پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

پہلا باب عائلی قوانین کی معاشرتی و معاشی اہمیت پر ہے جس میں مختلف عنوانات کے تحت قرآنی آیات اور احادیث کو جمع کیا گیا ہے دوسرے باب میں عائلی قوانین کی تدوین کا تذکرہ ہے جس کے دو حصے ہیں۔

(1) عائلی قوانین کی تدوین قبل از قیام پاکستان (2) عائلی قوانین کی تدوین بعد از قیام پاکستان دوسرے حصے میں ان اسباب و علل کا تذکرہ بھی ہے جو پاکستان میں ان قوانین کی تشکیل و تنفیذ کا باعث بنے اور ساتھ ہی ان مزاحمتی کوششوں کا ذکر ہے جو مختلف طبقوں کی طرف سے ان قوانین کو کالعدم قرار دلوانے کے سلسلے میں کی گئیں۔ تیسرا باب طبقاتی ردعمل سے متعلق ہے جس میں ملک کے مختلف طبقوں مثلاً حکومت' خواتین' علماء اور دانشوروں کے انفرادی اور اجتماعی ردعمل کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان اثرات کا کھوج لگانے کی کوشش بھی کی گئی ہے جو معاشرے کے مختلف اطراف و جوانب پر مرتب ہوئے۔ اور ان فقہی مباحث کا تذکرہ بھی ہے جو ان قوانین کی وجہ سے پیدا ہوئیں۔

چوتھے باب میں خالصتاً ان علمی اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے جو عائلی قوانین کے نتیجہ میں ظہور پذیر ہوئے۔ مثلاً وہ کتب جو علماء اور دانشوروں نے اس سلگتے ہوئے موضوع پر لکھیں اور وہ مضامین جو اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان کے حوالے سے مختلف علمی جرائد میں وقتاً فوقتاً طبع ہوتے رہے۔

پانچواں باب ان قوانین کے بارے میں تنقیدی جائزے اور تجزیے پر مشتمل ہے جبکہ آخر میں کچھ مثبت تجاویز بھی دی گئی ہیں۔

عائلی قوانین کا عنوان ایک طویل عرصہ تک پاکستان کی تاریخ کا انتہائی سلگتا موضوع رہا ہے۔ اس دور کے علمی جرائد و روزنامے اس کی بازگشت سے مملو ہیں۔ لہٰذا اس عنوان سے متعلق مواد بھی زیادہ تر اخبارات او علمی جرائد ہی میں مستور تھا۔ جس کی کھود کرید میرے فرائض کا حصہ تھی۔ میں نے اس فریضہ کا حق ادا کرنے کے لئے مختلف قومی لائبریریوں کا سہارا لیا اور بعض حضرات کی ذاتی لائبریریوں کو بھی ٹٹولا۔

جو کچھ اخبارات و جرائد سے میسّر آیا حتی المقدور جمع کر دیا۔ اسی مواد کی اساس پر کچھ نتائج اخذ کیے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ عائلی قوانین میں نہ تو سب کچھ صحیح ہے کہ مِن وعَن تسلیم کر لیا جائے اور نہ ہی سب کچھ غیر صحیح کہ حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا جائے۔ اچھائی کو اچھائی سمجھ کر قبول کر لینا اور غلط کو درست کرنے کی سبیل کرنا عقل سلیم کا تقاضا ہے اسی طرح نکاح و طلاق اور موت و سوگ کی رسومات میں ہندومت کے اثرات کا سراغ لگانا اور پھر ان سے اسلامی تعلیمات کے شفاف چہرے کو نکھارنا بھی ضروری ہے۔

حوالہ جات ہر باب کے آخر میں دیئے گئے ہیں جبکہ تمام مراجع و مصادر کی فہرست مقالے کے آخر میں درج ہے۔

ہزار بار حکیموں نے اس کو سلجھایا
مگر یہ مسئلۂ زن رہا وہیں کا وہیں
قصور زن کا نہیں ہے کچھ اس خرابی میں
گواہ اس کی شرافت پہ ہیں مہ و پرویں
فساد کا ہے فرنگی معاشرت میں ظہور
کہ مرد سادہ ہے بیچارہ زن شناس نہیں

ممکن ہے اہلِ علم حضرات کی نظرِ استیعاب مقالے میں کسی سقم کو تلاش کر لے۔ تو یہ میری کوتاہ علمی اور نارسائی کے علاوہ کچھ نہیں۔ تحقیق بے لاگ تبصرے کا نام ہے۔ صغریٰ کبریٰ سامنے رکھ کر ان سے صحیح نتیجہ اخذ کرنا محقق کا کام ہے۔ نتیجہ سے ماتھے پر شکن آنے کا خوف ہو تو قلم نہ اٹھانا ہی بہتر ہے۔ میں نے موضوع سے متعلق جو پڑھا' جمع کر دیا۔ اسی کی اساس پر نتائج مرتب کیے۔ ممکن ہے بعض گوشوں تک میری رسائی نہ ہو سکی ہو۔ بہر حال میں محسنوں کی اصلاحی تنقید اور مستور گوشوں کے اکتشاف پر مسرت محسوس کروں گا۔

جس طرح علم و تحقیق کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے اسی طرح عمل تحقیق ستھرے ماحول اور اچھی کتابوں اور عمدہ لائبریریوں کا متقاضی بھی ہے۔ بدقسمتی سے یہ چیز پاکستان میں پوری طرح میسر نہیں۔ اچھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اچھی لائبریریوں میں بھی اہلکاروں کی طرف سے محقق کو عدم تعاون کا سامنا رہتا ہے۔ جو محقق کی حوصلہ شکنی کے لئے کافی سامان ہے۔ عاجز نے مقالے کی تیاری میں بہت سی لائبریریوں سے رجوع کیا۔ وہاں کتاب داروں سے رابطہ کیا۔ کیا دیکھا کیا سنا۔ اکثر باتیں ناگفتنی ہیں۔ اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ اصلاح کی بہت ضرورت ہے۔ وسائل ایک طرف صرف لائبریریوں کے چابی برداروں کو ان کی ذمہ داری کا احساس ہی دلا دیا جائے تو بھی بہت کچھ بہتر ہو جائے گا۔ اس پورے سفر میں بہاولپور کی سنٹرل لائبریری قابل ذکر ہے جو یقیناً امیر بہاولپور کے لئے توشۂ آخرت ہو گی اس لائبریری کو دیکھ کر خیال آتا ہے کہ اگر بادشاہ اچھا ہو تو اس کی بادشاہت پر ہزاروں جمہوریتیں قربان۔ علامہ اقبالؒ نے بھی "گریز از طرزِ جمہوری غلامے پختہ کارے شو" کا مشورہ شاید اسی لئے دیا تھا۔ سینٹرل لائبریری بہاول پور میں غالباً 1860ء سے لے کر اب تک کے قابل ذکر اور قابل قدر اخبارات ورسائل کے تمام فائل موجود ہیں اور بڑے قرینے سے رکھے ہیں۔

ایسا انتظام میں نے پاکستان کی کسی لائبریری میں نہیں دیکھا حتیٰ کہ لاہور کی پرانی لائبریریوں میں بھی نہیں، بلکہ ان لائبریریوں میں تو جرائد ورسائل دیمک کے لئے اچھا سامانِ خوراک مہیا کر رہے ہیں۔ چلیئے کسی کا تو بھلا ہو ہی رہا ہے۔

اتنی مایوسی بھی اچھی نہیں۔ ملک میں بہت سے باذوق حضرات ابھی موجود ہیں جو اپنی ذات پر خرچ کرنے کی بجائے کتابوں پر خرچ کرنے کو بہتر خیال کرتے ہیں۔ لاہور کے محترم خلیل الرحمن داؤدی کی ذاتی لائبریری ذائقینِ تحقیق کے لئے' بڑا خزانہ ہے۔ گوجرانوالہ کے ضیاء اللہ کھوکھر تاجر ہیں لیکن علمی ذوق کی تسکین کے لئے انہوں نے دس لاکھ سے زائد کی رقم خرچ کر کے بلڈنگ خریدی ہے۔ جس میں لاکھوں کی کتابیں اہل ذوق کے لئے جمع کی ہیں۔ وہاں آیئے جس کا جی چاہے۔ لائبریری کا دروازہ سب کے لئے کھلا ہے۔ پڑھیئے جب تک دل چاہے۔ کتاب لے جانے کی اجازت نہیں۔ اگر بہت ضرورت ہے تو کھوکھر صاحب بہت سخی ہیں۔ ذاتی خرچ پر پوری کتاب کے فوٹو سٹیٹ عطا فرمائیں گے۔ فیصل آباد کے برادرم علی ارشد صاحب بھی اسی میدان کے شہسوار ہیں۔ عزیزم انوار الحق ندیم' شکریئے کے مستحق ہیں کہ انہوں نے مقالے کے الفاظ کو موتیوں کا رنگ دیا اور میں ان تمام دوستوں کا ممنونِ احسان ہوں جنہوں نے کسی طرح بھی تعاون فرمایا۔

(قاری) محمد طاہر گورنمنٹ کالج فیصل آباد

15رجنوری1996ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب اول

عائلی قوانین کی اہمیت کتاب و سنت کی رو سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن وحدیث میں عائلی مسائل کی اہمیت کا اندازہ صرف اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن حکیم کا کثیر حصہ انہی امور سے متعلق ہے اور نساء کے نام سے مستقل سورۃ کا نزول اس بات کی علامت ہے کہ خانگی امور' اسلامی معاشرہ میں بے پناہ اہمیت کے حامل ہیں۔ اس باب میں قرآن وحدیث کی رُو سے عائلی مسائل کی معاشرتی اور معاشی اہمیت کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ موضوع سے متعلق تمام آیات و احادیث کا حصر تو ممکن نہ تھا۔ اس لئے منتخب آیات اور احادیث پر اکتفا کیا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکاح

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُم بِهِۦ مِنْ خِطْبَةِ ٱلنِّسَآءِ
أَوْ أَكْنَنتُمْ فِىٓ أَنفُسِكُمْ ۚ عَلِمَ ٱللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ
وَلَٰكِن لَّا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّآ أَن تَقُولُوا۟ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۚ
وَلَا تَعْزِمُوا۟ عُقْدَةَ ٱلنِّكَاحِ حَتَّىٰ يَبْلُغَ ٱلْكِتَٰبُ أَجَلَهُۥ ۚ

زمانۂ عدت میں خواہ تم ان بیوہ عورتوں کے ساتھ منگنی کا ارادہ اشارے کنایے میں ظاہر کر دو خواہ دل میں چھپائے رکھو دونوں صورتوں میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ ان کا خیال تو تمہارے دل میں آئے گا ہی۔ مگر دیکھو خفیہ عہد و پیاں نہ کرنا۔ اگر کوئی بات کرنی ہے تو معروف طریقے سے کرو اور عقدِ نکاح باندھنے کا فیصلہ اس وقت تک نہ کرو جب تک کہ عدت پوری نہ ہو جائے۔

فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَٰكَهَا لِكَىْ لَا يَكُونَ
عَلَى ٱلْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِىٓ أَزْوَٰجِ أَدْعِيَآئِهِمْ إِذَا قَضَوْا۟
مِنْهُنَّ وَطَرًا ۚ

پھر جب زیدؓ اس سے اپنی حاجت پوری کر چکا تو ہم نے اس (مطلقہ خاتون) کا تم سے نکاح کر دیا تاکہ مومنوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے معاملے میں کوئی تنگی نہ رہے جبکہ وہ ان سے اپنی حاجت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوری کر چکے ہوں۔

عن ابی ہریرہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تنکح الا یم حتی تسامر ولا تنکح البکر حتے تسا ذن قالو یا رسول اللہ و کیف اذنھا قال ان تسکت

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایم (یعنی بیوہ بالغہ) کا نکاح نہ کیا جائے جب تک کہ اس کا حکم حاصل نہ کر لیا جائے' اسی طرح کنواری عورت (یعنی کنواری بالغہ) کا نکاح نہ کیا جائے جب تک اسکی اجازت حاصل نہ کر لی جائے" (یہ سن کر) صحابہؓ نے عرض کیا کہ "یارسول اللہ اس (کنواری) کی اجازت کیسے حاصل ہوگی (کیونکہ کنواری عورت تو بہت شرم وحیا کرتی ہے) آپؐ نے فرمایا "اس طرح کہ وہ چپ رہے یعنی کوئی کنواری عورت اپنے نکاح کی اجازت مانگے جانے پر اگر بسبب شرم وحیا زبان سے ہاں نہ کرے بلکہ خاموش رہے تو اس کی یہ خاموشی بھی اس کی اجازت سمجھی جائے گی۔

محرمات

وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكَٰتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ ۚ وَلَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ
مِّن مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ ۗ وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ
يُؤْمِنُوا ۚ

تم مشرک عورتوں سے ہرگز نکاح نہ کرنا جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔ ایک مومن لونڈی مشرک شریف زادی سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں بہت پسند ہو اور اپنی عورتوں کے نکاح مشرک مردوں سے کبھی نہ کرنا جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔

وَلَا تَنكِحُوا مَا نَكَحَ ءَابَآؤُكُم مِّنَ
ٱلنِّسَآءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ فَٰحِشَةً وَمَقْتًا
وَسَآءَ سَبِيلًا ﴿٢٢﴾ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَٰتُكُمْ
وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَٰتُكُمْ وَعَمَّٰتُكُمْ وَخَٰلَٰتُكُمْ وَبَنَاتُ
ٱلْأَخِ وَبَنَاتُ ٱلْأُخْتِ وَأُمَّهَٰتُكُمُ ٱلَّٰتِىٓ أَرْضَعْنَكُمْ
وَأَخَوَٰتُكُم مِّنَ ٱلرَّضَٰعَةِ وَأُمَّهَٰتُ نِسَآئِكُمْ
وَرَبَٰٓئِبُكُمُ ٱلَّٰتِى فِى حُجُورِكُم مِّن نِّسَآئِكُمُ
ٱلَّٰتِى دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُوا۟ دَخَلْتُم بِهِنَّ
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَٰٓئِلُ أَبْنَآئِكُمُ ٱلَّذِينَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَن تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ
إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٢٣﴾

اور جن عورتوں سے تمہارے باپ نکاح کر چکے ہیں ان سے ہرگز نکاح نہ کرو مگر جو پہلے ہو چکا سو ہو چکا۔ درحقیقت یہ ایک بے حیائی کا فعل ہے ناپسندیدہ ہے اور برا چلن ہے تم پر حرام کی گئیں تمہاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے ان کو دودھ پلایا ہو اور تمہاری دودھ شریک بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری بیویوں کی لڑکیاں جنہوں نے تمہاری گودوں میں پرورش پائی ان بیویوں کی لڑکیاں جن سے تمہارا تعلق زن و شوہو چکا ہو ورنہ اگر (صرف نکاح ہوا ہو) تعلق زن و شونہ ہوا ہو تو (انہیں چھوڑ کر ان کی لڑکیوں سے نکاح کر لیتے ہیں) تم پر کوئی مواخذہ نہیں ہے اور تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں جو تمہاری صلب سے ہوں اور یہ بھی تم پر حرام کیا گیا ہے کہ ایک نکاح میں دو بہنوں کو جمع کرو مگر جو پہلے ہو گیا سو ہو گیا۔ اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا یجمع بین المراۃ و عمتھا ولا بین المراۃ و خالتھا

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کسی عورت کو اس کی پھوپھی کے ساتھ اپنے نکاح میں نہ رکھا جائے اور کسی عورت کو اس کی خالہ کے ساتھ اپنے نکاح میں نہ رکھا جائے۔

و عن عائشہ قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یحرم من الرضاعہ ما یحرم من الولادۃ

اور حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دودھ پینے کی وجہ سے وہ رشتے حرام ہوتے ہیں جو پیدائش کی وجہ سے حرام ہیں۔"

تعدد ازدواج

وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا
مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ ۖ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا
فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعُولُوا

اور اگر تم یتیموں کے ساتھ بے انصافی کرنے سے ڈرتے ہو تو جو عورتیں تم کو پسند آئیں ان میں سے دو دو، تین تین، چار چار سے نکاح کر لو۔ لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ ان کے ساتھ عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی کرو یا ان عورتوں کو زوجیت میں لاؤ جو تمہارے قبضہ میں آئی ہیں بے انصافی سے بچنے کے لئے یہ زیادہ قرین صواب ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَن تَسْتَطِيعُوٓا۟ أَن تَعْدِلُوا۟ بَيْنَ ٱلنِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ ۖ فَلَا تَمِيلُوا۟ كُلَّ ٱلْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَٱلْمُعَلَّقَةِ ۚ وَإِن تُصْلِحُوا۟ وَتَتَّقُوا۟ فَإِنَّ ٱللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا

بیویوں کے درمیان پورا پورا عدل کرنا تمہارے بس میں نہیں ہے تم چاہو بھی تو اس پر قادر نہیں ہو سکتے لہٰذا (قانونِ الٰہی کا منشا پورا کرنے کے لئے یہ کافی ہے کہ) ایک بیوی کی طرف اس طرح نہ جھک جاؤ کہ دوسری کو ادھر لٹکتا چھوڑ دو اگر تم اپنا طرزِ عمل درست رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو تو اللہ چشم پوشی کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

طلاق

وَإِنْ عَزَمُوا۟ ٱلطَّلَٰقَ فَإِنَّ ٱللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

اور اگر انہوں نے طلاق ہی کی ٹھان لی ہو تو جاتے رہیں کہ اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔

ٱلطَّلَٰقُ مَرَّتَانِ ۖ فَإِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌۢ بِإِحْسَٰنٍ

طلاق دوبار ہے یا تو سیدھی طرح عورت کو روک لیا جائے یا بھلے طریقے سے اس کو رخصت کر دیا جائے۔

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ ٱلنِّسَآءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ ۚ وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا۟ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُۥ

اور جب تم عورتوں کو طلاق دے دو اور ان کی عدت پوری ہونے کو آجائے تو یا بھلے طریقے سے انہیں روک لو یا بھلے طریقے سے رخصت کر دو محض ستانے کی خاطر انہیں نہ روکے رکھنا کہ یہ زیادتی ہوگی اور جو ایسا کرے گا وہ درحقیقت آپ اپنے اوپر ظلم کرے گا۔

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ ٱلنِّسَآءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَٰجَهُنَّ إِذَا تَرَٰضَوْا۟ بَيْنَهُم بِٱلْمَعْرُوفِ

جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ اپنی عدت پوری کرلیں تو پھر اس میں مانع نہ ہو کہ وہ اپنے زیرِ تجویز شوہروں سے نکاح کرلیں جبکہ وہ معروف طریقے سے باہم مناکحت پر راضی ہوں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن ابن عباس ان امراة ثابت ابن قیس اتت النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقالت یارسول اللہ ثابت بن قیس ما اعتب علیہ فی خلق ولا دین ولکنی اکرہ الکفر فی الاسلام فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اتردین علیہ حدیقتہ

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ ثابت ابن قیس ؓ کی بیوی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ "یارسول اللہ! ثابت ابن قیس پر مجھے غصہ نہیں آتا اور نہ میں ان کی عادات اور ان کے دین میں کوئی عیب لگاتی ہوں۔ لیکن میں اسلام میں کفر (یعنی کفران نعمت یا گناہ) کو پسند نہیں کر سکتی" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم ثابت ابن قیس کا باغ (جو انہوں نے تمہیں مہر میں دیا ہے) ان کو واپس کر دو گی؟ ثابت ؓ کی بیوی نے کہا کہ "ہاں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) ثابت ؓ سے فرمایا کہ تم اپنا باغ لے لو اور اس کو ایک طلاق دے دو۔

طلاق و نکاح

فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِن بَعْدُ حَتَّىٰ تَنكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۗ فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَن يَتَرَاجَعَا إِن ظَنَّا أَن يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۗ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ

پھر اگر (دو بار طلاق دینے کے بعد شوہر نے عورت کو تیسری بار) طلاق دے دی تو وہ عورتیں اس کے لئے حلال نہ ہوں گی۔ اِلّا یہ کہ اس کا نکاح کسی دوسرے شخص سے ہو وہ اسے طلاق دیدے تب اگر پہلا شوہر اور یہ عورت دونوں یہ خیال کریں کہ حدود الٰہی پر قائم رہیں گے تو ان کے لئے ایک دوسرے کی طرف رجوع کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں جنہیں وہ ان لوگوں کی ہدایت کے لئے واضح کر رہا ہے جو (اس کی حدود کو توڑنے کا انجام) جانتے ہیں۔

حلالہ

عن عائشہ قالت جاءت مراۃ رفاعتہ القرظی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقالت انی کنت عند رفاعہ فطلقنی طلاقی فتزوجت بعدہ عبدالرحمن بن الز و ما معہ الا مثل ھدبۃ الثوب فقال تریدین ان ترجعی الی رفاعہ قالت نعم قال لا حتی تذوقی عسیلتہ و یذوق عسیلتک

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ (ایک دن) رفاعہ قرظیؓ کی عورت رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میں رفاعہؓ کے نکاح میں تھی مگر انہوں نے مجھے طلاق دے دی اور طلاقیں بھی تین دیں چنانچہ میں نے رفاعہؓ کے بعد عبدالرحمٰن بن زبیر سے نکاح کر لیا لیکن عبدالرحمٰن کپڑے پھندنے کی مانند رکھتے ہیں۔ یعنی اس عورت نے از راہ شرم وحیاء عبدالرحمٰن کی نامردی کو کنایتاً ان الفاظ کے ذریعہ بیان کیا کہ وہ عورت کے قابل نہیں ہیں آنحضرتؐ نے (یہ سن کر) فرمایا کہ کیا تم پھر رفاعہؓ کے پاس جانا چاہتی ہو؟ اس نے عرض کیا کہ "ہاں" آپؐ نے فرمایا "تم اس وقت تک رفاعہؓ سے دوبارہ نکاح نہیں کر سکتیں جب تک کہ عبدالرحمٰن تمہارا مزہ نہ چکھ لے اور تم اس کا مزہ نہ چکھ لو۔

عدت

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِذَا نَكَحْتُمُ ٱلْمُؤْمِنَـٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو اور پھر انہیں ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دو تو تمہاری طرف سے ان پر کوئی عدّت لازم نہیں ہے جس کے پورے ہونے کا تم مطالبہ کر سکو۔ لہٰذا انہیں کچھ مال دو۔

وَلَا تَعْزِمُوا۟ عُقْدَةَ ٱلنِّكَاحِ حَتَّىٰ يَبْلُغَ ٱلْكِتَـٰبُ أَجَلَهُۥ

اور عقدِ نکاح باندھنے کا فیصلہ اس وقت تک نہ کرو جب تک کہ عدّت پوری نہ ہو جائے۔

وَٱلْمُطَلَّقَـٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَـٰثَةَ قُرُوٓءٍ ۚ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَن يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ ٱللَّهُ فِىٓ أَرْحَامِهِنَّ إِن كُنَّ يُؤْمِنَّ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْـَٔاخِرِ ۚ وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِى ذَٰلِكَ إِنْ أَرَادُوٓا۟ إِصْلَـٰحًا ۚ وَلَهُنَّ مِثْلُ ٱلَّذِى عَلَيْهِنَّ بِٱلْمَعْرُوفِ ۚ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ

جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو وہ تین مرتبہ ایّام ماہواری آنے تک اپنے آپ کو روکے رکھیں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اللہ نے ان کے رحم میں جو کچھ خلق فرمایا ہوا سے چھپائیں۔ انہیں ہرگز ایسا نہیں کرنا چاہئے اگر وہ اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتی ہوں۔ ان کے شوہر تعلقات درست کر لینے پر آمادہ ہوں تو وہ اس عدت کے دوران میں انہیں پھر اپنی زوجیت میں واپس لینے کے حقدار ہیں۔ عورتوں کے لئے بھی معروف طریقے پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں البتہ مردوں کو ایک درجہ حاصل ہے۔

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا

اور جو لوگ تم میں سے فوت ہو جاتے ہیں تو ان کی بیواؤں کو چار ماہ اور دس دن خود کو روکے رکھنا چاہئے۔

و عن ام حبیبہ و زینب بنت جحش عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یحل لامراۃ تومن باللہ والیوم الاخر ان تحد علی میت فوق ثلاث لیل الا علی زوج اربعۃ اشھر و عشرا

اور حضرت ام حبیبہؓ اور زینب بنت جحشؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں جو آپؐ نے فرمایا "جو بھی عورت اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اس کے لئے یہ درست نہیں ہے کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے ہاں اپنے شوہر کا سوگ چار مہینے دس دن تک کیا جائے۔

متنازعہ امور - اصلاح احوال

وَالَّٰتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ ۖ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا ﴿٣٤﴾ وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا إِن يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا

اور جن عورتوں سے تمہیں سرکشی کا اندیشہ ہو انہیں سمجھاؤ خواب گاہوں میں ان سے علیحدہ رہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مارو پھر اگر تمہاری مطیع ہو جائیں تو خواہ مخواہ ان پر دست درازی کے لئے بہانے تلاش نہ کرو یقین رکھو کہ اوپر اللہ موجود ہے جو بڑا اور بالاتر ہے اور اگر تم لوگوں کو کہیں میاں اور بیوی کے تعلقات بگڑ جانے کا اندیشہ ہو تو ایک حکم مرد کے رشتہ داروں میں سے اور ایک عورت کے رشتہ داروں میں سے مقرر کرو وہ دونوں اصلاح کرنا چاہیں گے تو اللہ ان کے درمیان موافقت کی صورت نکال دے گا اللہ سب کچھ جانتا ہے اور باخبر ہے۔

وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ وَإِنْ تُحْسِنُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا

جب کسی عورت کو اپنے شوہر سے بدسلوکی یا بے رخی کا خطرہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں اگر میاں اور بیوی (کچھ حقوق کی کمی بیشی پر) آپس میں صلح کر لیں۔ صلح بہرحال بہتر ہے نفس تنگ دلی کی طرف جلدی مائل ہو جاتے ہیں لیکن اگر تم لوگ احسان سے پیش آؤ اور خدا ترسی سے کام لو تو یقین رکھو کہ اللہ تمہارے اس طرز عمل سے بے خبر نہ ہو گا۔

یتیم

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَىٰ قُلْ إِصْلَاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَعْنَتَكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ

اور پوچھتے ہیں یتیموں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟ کہو جس طرز عمل میں ان کے لئے بھلائی ہو وہی اختیار کرنا بہتر ہے اگر تم اپنا اور ان کا خرچ اور رہنا سہنا مشترک رکھو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں آخر وہ تمہارے بھائی بند ہی تو ہیں۔ برائی کرنے والے اور بھلائی کرنے والے، دونوں کا حال اللہ پر روشن ہے اللہ چاہتا تو اس معاملے میں تم پر سختی کرتا مگر وہ صاحب اختیار ہونے کے ساتھ صاحب حکمت بھی ہے۔

وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ
اللَّاتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَن تَنكِحُوهُنَّ
وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَأَن تَقُومُوا لِلْيَتَامَىٰ
بِالْقِسْطِ ۚ

اور لوگ تم سے عورتوں کے معاملہ میں فتویٰ پوچھتے ہیں کہو اللہ تمہیں ان کے معاملے میں فتویٰ دیتا ہے اور ساتھ ہی وہ احکام بھی یاد دلاتا ہے جو پہلے سے تم کو اس کتاب میں سنائے جا رہے ہیں یعنی وہ احکام جو یتیم لڑکیوں کے متعلق ہیں جن کے حق تم ادا نہیں کرتے اور جن کے نکاح کرنے سے تم باز رہتے ہو (یا لالچ کی بنا پر تم خود ان سے نکاح کر لینا چاہتے ہو) اور وہ احکام جو ان بچوں کے متعلق ہیں جو بیچارے کوئی زور نہیں رکھتے اللہ تمہیں ہدایت کرتا ہے کہ یتیموں کے ساتھ انصاف پر قائم رہو۔

مہر

وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ

اور طلاق یافتہ عورتوں کو اچھے طریقے سے کچھ مال دے دیا کرو متقین پر حق ہے۔

لَّا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِن طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ
مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ
قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ
﴿٢٣٦﴾ وَإِن طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ
لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ إِلَّا أَن يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوَ
الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۚ وَأَن تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۚ
وَلَا تَنسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم پر کچھ گناہ نہیں اگر اپنی عورتوں کو طلاق دے دو قبل اس کے کہ ہاتھ لگانے کی نوبت آئے یا مہر مقرر ہو اس صورت میں انہیں کچھ نہ کچھ دینا ضرور چاہئے۔ خوشحال آدمی اپنی مقدرت کے مطابق اور غریب اپنی مقدرت کے مطابق معروف طریقے سے دے یہ حق ہے نیک آدمیوں پر اور اگر تم نے ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دی ہو لیکن مہر مقرر کیا جا چکا ہو تو اس صورت میں نصف مہر دینا ہو گا یہ اور بات ہے کہ عورت مرضی برتے (اور مہر نہ لے) یا وہ مرد جس کے اختیار میں عقدِ نکاح ہے نرمی سے کام لے (اور پورا مہر دیدے) اور تم (یعنی مرد) نرمی سے کام لو تو یہ تقویٰ سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے آپس کے معاملات میں فیاضی کو نہ بھولو۔ تمہارے اعمال کو اللہ دیکھ رہا ہے۔

وَءَاتُواْ ٱلنِّسَآءَ صَدُقَٰتِهِنَّ نِحۡلَةٗۚ فَإِن طِبۡنَ لَكُمۡ عَن شَيۡءٖ مِّنۡهُ نَفۡسٗا فَكُلُوهُ هَنِيٓـٔٗا مَّرِيٓـٔٗا

اور عورتوں کے مہر خوشدلی کے ساتھ (فرض جانتے ہوئے) ادا کرو، البتہ اگر وہ خود اپنی خوشی سے مہر کا کوئی حصہ تمہیں معاف کر دیں تو اسے تم مزے سے کھا سکتے ہو۔

وَٱلۡمُحۡصَنَٰتُ مِنَ ٱلنِّسَآءِ إِلَّا مَا مَلَكَتۡ أَيۡمَٰنُكُمۡۖ كِتَٰبَ ٱللَّهِ عَلَيۡكُمۡۚ وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَآءَ ذَٰلِكُمۡ أَن تَبۡتَغُواْ بِأَمۡوَٰلِكُم مُّحۡصِنِينَ غَيۡرَ مُسَٰفِحِينَۚ فَمَا ٱسۡتَمۡتَعۡتُم بِهِۦ مِنۡهُنَّ فَـَٔاتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةٗۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ فِيمَا تَرَٰضَيۡتُم بِهِۦ مِنۢ بَعۡدِ ٱلۡفَرِيضَةِۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمٗا

اور وہ عورتیں بھی تم پر حرام ہیں جو کسی دوسرے کے نکاح میں ہوں (محصنات) البتہ ایسی عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں جو (جنگ میں) تمہارے ہاتھ آئیں۔ یہ اللہ کا قانون ہے جس کی پابندی تم پر لازم کر دی گئی ہے۔ ان کے ماسوا جتنی عورتیں ہیں انہیں اپنے اموال کے ذریعہ سے حاصل کرنا تمہارے لئے حلال کر دیا گیا ہے، بشرطیکہ حصارِ نکاح میں ان کو محفوظ کرو، نہ یہ کہ آزاد شہوت رانی کرنے لگو۔ پھر جو ازدواجی زندگی کا لطف تم ان سے اٹھاؤ اس کے بدلے ان کے مہر بطور فرض کے ادا کرو، البتہ مہر کی قرارداد ہو جانے کے بعد آپس کی رضامندی سے تمہارے درمیان اگر کوئی سمجھوتہ ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اللہ علیم اور دانا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَانكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَءَاتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ
بِالْمَعْرُوفِ مُحْصَنَٰتٍ غَيْرَ مُسَٰفِحَٰتٍ وَلَا مُتَّخِذَٰتِ
أَخْدَانٍ فَإِذَآ أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَٰحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ
مَا عَلَى الْمُحْصَنَٰتِ مِنَ الْعَذَابِ

پس ان کے سرپرستوں کی اجازت سے ان کے ساتھ نکاح کر لو اور معروف طریقہ سے ان کے مہر ادا کرو' تاکہ وہ حصارِ نکاح میں محفوظ (محصنات) ہو کر رہیں۔ آزاد شہوت رانی نہ کرتی پھریں اور نہ چوری چھپے آشنائیاں کریں اور اس کے بعد کسی بدچلنی کی مرتکب ہوں تو ان پر اس سزا کی بہ نسبت آدھی سزا ہے جو خاندانی عورتوں (محصنات) کے لئے مقرر ہے۔

و عن عقبۃ بن عامر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احق الشروط ان توفوا بہ ما استحللتم بہ الفروج

اور حضرت عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جن شرطوں کا پورا کیا جانا تمہارے لئے ضروری ہے ان میں سب سے اہم شرط وہ ہے جس کے ذریعہ تم نے شرم گاہوں کو حلال کیا ہے۔

وراثت

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَٰلِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ
مِّمَّا تَرَكَ الْوَٰلِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا
مَّفْرُوضًا ﴿٧﴾ وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُوا الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَٰمَىٰ
وَالْمَسَٰكِينُ فَارْزُقُوهُم مِّنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا

مردوں کے لئے اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتہ داروں نے چھوڑا ہو' اور عورتوں کے لئے بھی اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتہ داروں نے چھوڑا ہو' خواہ تھوڑا ہو یا بہت اور یہ حصہ اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرف سے مقرر ہے اور جب تقسیم کے موقع پر کنبہ کے لوگ اور یتیم مسکین آئیں تو اس مال میں سے ان کو بھی کچھ دو اور ان کے ساتھ بھلے مانسوں کی سی بات کرو۔

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِن لَّمْ يَكُن لَّهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِن كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ

تمہاری اولاد کے بارے میں اللہ تمہیں ہدایت کرتا ہے کہ مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے اگر (میت کی وارث) دو سے زائد لڑکیاں ہوں تو انہیں ترکے کا دو تہائی دیا جائے اور اگر ایک ہی لڑکی وارث ہو تو آدھا ترکہ اس کا ہے۔ اگر میت صاحب اولاد ہو تو اس کے والدین میں سے ہر ایک کو ترکے کا چھٹا حصہ ملنا چاہئے اور اگر وہ صاحب اولاد نہ ہو اور والدین ہی اس کے وارث ہوں تو ماں کو تیسرا حصہ دیا جائے اور اگر میت کے بھائی بہن بھی ہوں تو ماں چھٹے حصہ کی حق دار ہو گی (یہ سب حصے اس وقت نکالے جائیں گے جبکہ وصیت جو میت نے کی ہو پوری کر دی جائے اور قرض جو اس پر ہو ادا کر دیا جائے۔

❁ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ وَلَدٌ فَإِن كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّكُمْ وَلَدٌ فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم مِّن بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَإِن كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَإِن كَانُوا أَكْثَرَ مِن ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تمہاری بیویوں نے جو کچھ چھوڑا ہو اس کا آدھا حصہ تمہیں ملے گا اگر وہ بے اولاد ہوں ' ورنہ اولاد ہونے کی صورت میں ترکہ کا ایک چوتھائی حصہ تمہارا ہے جبکہ وصیت جو انہوں نے کی ہو پوری کر دی جائے 'اور قرض جو انہوں نے چھوڑا ہو ادا کر دیا جائے اور وہ تمہارے ترکہ میں سے چوتھائی کی حق دار ہوں گی اگر تم بے اولاد ہو' ورنہ صاحبِ اولاد ہونے کی صورت میں ان کا حصہ آٹھواں ہو گا' بعد اس کے کہ جو وصیت تم نے کی ہو وہ پوری کر دی جائے اور جو قرض تم نے چھوڑا ہو وہ ادا کر دیا جائے اور اگر وہ مرد یا عورت (جس کی میراث تقسیم طلب ہے) بے اولاد بھی ہو اور اس کے ماں باپ بھی زندہ نہ ہوں 'مگر اس کا ایک بھائی یا ایک بہن موجود ہو تو بھائی اور بہن ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا۔ اور بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں تو کل ترکہ کے ایک تہائی میں وہ سب شریک ہوں گے' جبکہ وصیت جو کی گئی ہو پوری کر دی جائے 'اور قرض جو میت نے چھوڑا ہو ادا کر دیا جائے گا' بشرطیکہ وہ ضرر رساں نہ ہو۔

قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ۚ إِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ
لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَآ
إِن لَّمْ يَكُن لَّهَا وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ۚ
وَإِن كَانُوٓا إِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ ۗ

کہو اللہ تمہیں فتویٰ دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص بے اولاد مر جائے اور اس کی ایک بہن ہو تو وہ اس کے ترکہ میں سے نصف پائے گی 'اور اگر بہن بے اولاد مرے تو بھائی اس کا وارث ہو گا۔ اگر میت کی وارث دو بہنیں ہوں تو وہ ترکے میں سے دو تہائی کی حقدار ہوں گی اور اگر کئی بھائی بہنیں ہوں تو عورتوں کا اکہرا اور مردوں کا دوہرا حصہ ہو گا۔

مال یتیم

وَآتُوا الْيَتٰمٰىٓ أَمْوٰلَهُمْ ۖ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ ۖ وَلَا تَأْكُلُوٓا
أَمْوٰلَهُمْ إِلٰىٓ أَمْوٰلِكُمْ ۚ إِنَّهٗ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا

یتیموں کے مال ان کو واپس دو۔ اچھے مال کو برے مال سے نہ بدل لو اور ان کے مال اپنے مال کے ساتھ ملا کر نہ کھا جاؤ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوٰلَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي
بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو لوگ ظلم کے ساتھ یتیموں کے مال کھاتے ہیں وہ درحقیقت اپنے پیٹ کو آگ سے بھرتے ہیں۔

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا ﴿٥﴾ وَابْتَلُوا الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ ۖ وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَنْ يَكْبَرُوا ۚ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۖ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ﴿٦﴾

اور اپنے وہ مال جنہیں اللہ نے تمہارے لئے قیام کا ذریعہ بنایا ہے نادان لوگوں کے حوالے نہ کرو البتہ انہیں کھانے اور پہنے کے لئے دو اور انہیں نیک ہدایت کرو اور یتیموں کی پرورش کرتے رہو یہاں تک کہ وہ نکاح کے قابل عمر کو پہنچ جائیں پھر اگر تم ان کے اندر اہلیت پاؤ تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو۔ ایسا کبھی نہ کرنا کہ حد انصاف سے تجاوز کر کے اس خوف سے ان کے مال جلدی جلدی کھا جاؤ کہ وہ بڑے ہو کر اپنے حق کا مطالبہ کریں گے۔ یتیم کا جو سرپرست مال دار ہو وہ پرہیز گاری سے کام لے اور جو غریب ہو وہ معروف طریقہ سے کھائے پھر جب ان کے مال ان کے حوالے کرنے لگو تو لوگوں کو اس پر گواہ بنا لو۔ اور حساب لینے کے لئے اللہ کافی ہے۔

متفرق احکامات

لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ ۖ فَإِنْ فَاءُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ

جو لوگ اپنی عورتوں سے تعلق نہ رکھنے کی قسم کھا بیٹھتے ہیں ان کے لئے چار مہینے کی مہلت ہے۔ اگر انہوں نے رجوع کر لیا تو اللہ معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔

وَاللَّاتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَائِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِنْكُمْ ۖ فَإِنْ شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّىٰ يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہاری عورتوں میں سے جو بدکاری کی مرتکب ہوں ان پر اپنے میں سے چار آدمیوں کی گواہی لو، اور اگر چار آدمی گواہی دے دیں تو ان کے گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ انہیں موت آجائے یا اللہ ان کے لئے کوئی راستہ نکال دے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَرِثُوا۟ ٱلنِّسَآءَ كَرْهًا ۖ وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا۟ بِبَعْضِ مَآ ءَاتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّآ أَن يَأْتِينَ بِفَٰحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوهُنَّ بِٱلْمَعْرُوفِ ۚ فَإِن كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰٓ أَن تَكْرَهُوا۟ شَيْـًٔا وَيَجْعَلَ ٱللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا ﴿١٩﴾ وَإِنْ أَرَدتُّمُ ٱسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَءَاتَيْتُمْ إِحْدَىٰهُنَّ قِنطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا۟ مِنْهُ شَيْـًٔا ۚ أَتَأْخُذُونَهُۥ بُهْتَٰنًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ﴿٢٠﴾

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تمہارے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن بیٹھو اور نہ یہ حلال ہے کہ انہیں تنگ کر کے اس مہر کا کچھ حصہ اڑا لینے کی کوشش کرو جو تم انہیں دے چکے ہو۔ ہاں اگر وہ کسی صریح بد چلنی کی مرتکب ہوں (تو ضرور تمہیں تنگ کرنے کا حق ہے) ان کے ساتھ بھلے طریقہ سے زندگی بسر کرو۔ اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں ناپسند ہو مگر اللہ نے اسی میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو۔ اور اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی لے آنے کا ارادہ ہی کر لو تو خواہ تم نے اسے ڈھیر سا مال ہی کیوں نہ دیا ہو اس میں سے کچھ واپس نہ لینا۔ کیا تم اسے بہتان لگا کر اور صریح ظلم کر کے واپس لو گے؟

وَٱلْوَٰلِدَٰتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَٰدَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ ۖ لِمَنْ أَرَادَ أَن يُتِمَّ ٱلرَّضَاعَةَ ۚ وَعَلَى ٱلْمَوْلُودِ لَهُۥ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِٱلْمَعْرُوفِ ۚ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَٰلِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَّهُۥ بِوَلَدِهِۦ ۚ وَعَلَى ٱلْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ ۗ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَن تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۗ وَإِنْ أَرَدتُّمْ أَن تَسْتَرْضِعُوٓا۟ أَوْلَٰدَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُم مَّآ ءَاتَيْتُم بِٱلْمَعْرُوفِ ۗ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّ ٱللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٢٣٣﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو باپ چاہتے ہوں کہ ان کی اولاد پوری مدت رضاعت تک دودھ پیئے' تو مائیں اپنے بچوں کو کامل دو سال دودھ پلائیں۔ اس صورت میں بچے کے باپ کو معروف طریقے سے انہیں کھانا کپڑا دینا ہو گا۔ مگر کسی پر اس کی وسعت سے بڑھ کر بار نہ ڈالنا چاہیے۔ نہ تو ماں کو اس وجہ سے تکلیف میں ڈالا جائے کہ بچہ اس کا ہے' اور نہ باپ ہی کو اس وجہ سے تنگ کیا جائے کہ بچہ اس کا ہے۔ دودھ پلانے والی کا یہ حق جیسا بچے کے باپ پر ہے ویسا ہی اس کے وارث پر بھی ہے۔ لیکن اگر فریقین باہمی رضامندی اور مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں' تو ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اور اگر تمہارا خیال اپنی اولاد کو کسی غیر عورت سے دودھ پلوانے کا ہو' تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اس کا جو کچھ معاوضہ طے کرو' وہ معروف طریقے پر ادا کرو۔ اللہ سے ڈرو اور جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو' سب اللہ کی نظر میں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

1-	سورۃ البقرہ		آیت 235
2-	سورۃ الاحزاب		آیت 37
3-	مشکوٰۃ المصابیح	باب الولی فی النکاح واستئذان المراۃ	الفصل الاوّل
4-	سورۃ البقرہ		آیت 221
5-	سورۃ النساء		آیت 22
6-	سورۃ النساء		آیت 23
7-	مشکوٰۃ المصابیح	باب المحرمات	الفصل الاوّل
8-	//	//	//
9-	سورۃ النساء		آیت 3
10-	سورۃ النساء		آیت 129
11-	سورۃ البقرہ		آیت 227
12-	//		آیت 229
13-	//		آیت 231
14-	//		آیت 232
15-	مشکوٰۃ المصابیح	باب الخلع والطلاق	الفصل الاوّل
16-	سورۃ البقرہ		آیت 230
17-	مشکوٰۃ المصابیح		الفصل الاوّل
18-	سورۃ الاحزاب		آیت 49
19-	سورۃ البقرہ		آیت 235
20-	//		آیت 225

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

21-	〃		آیت 234
22-	مشکوٰۃ المصابیح	باب العدۃ	الفصل الاول
23-	سورۃ النساء		آیت 34/35
24-	〃		آیت 128
25-	سورۃ البقرہ		آیت 220
26-	سورۃ النساء		آیت 127
27-	سورۃ البقرہ		آیت 241
28-	〃		آیت 237-36
29-	سورۃ النساء		آیت 4
30-	〃		آیت 24
31-	〃		آیت 25
32-	مشکوٰۃ المصابیح	باب اعلان النکاح والخطبۃ والشرط	الفصل الاول
33-	سورۃ النساء		آیت 708
34-	سورۃ النساء		آیت 11
35-	سورۃ النساء		آیت 12
36-	سورۃ النساء		آیت 177
37-	〃		آیت 2
38-	〃		آیت 10
39-	〃		آیت 506
40-	سورۃ البقرہ		آیت 236
41-	سورۃ النساء		آیت 15
42-	〃		آیت 20
43-	سورۃ البقرہ		آیت 233

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب دوم

عائلی قوانین کی تدوین ایک تاریخی جائزہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تدوین قبل از قیام پاکستان

برصغیر پاک وہند میں مسلم عائلی قوانین کی ابتداء 1860ء سے ہوتی ہے(1)۔ جب انگریز حکومت نے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے لئے یہ قانون بنایا کہ پرسنل لاز کے معاملے میں دونوں اقوام کا فیصلہ الگ الگ قوانین کے تحت ہوا کرے گا۔ مسلمانوں کے لئے وضع کئے جانے والے قوانین کو محمدن لاء سے تعبیر کیا گیا۔ یہ محمدن لاء (Mahammadan law) من وعن وہ قانون نہ تھا جو کتاب وسنت سے ماخوذ ہو بلکہ اصل اسلامی قانون کی ایک محرف شکل تھی جس پر مسلمانوں نے احتجاج بھی کیا۔ علاوہ دیگر وجوہات کے مسلمانوں کے احتجاج کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ چونکہ اسلامی فقہ کے مطابق بعض عائلی مسائل میں قاضی کا مسلمان ہونا لازمی ہے جبکہ مذکورہ ایکٹ تعزیرات ہند 1860ء کے مطابق غیر مسلم بھی منصف بن سکتے تھے۔ اور عائلی مسائل میں مسلمانوں کو ان کا فیصلہ ماننا لازمی تھا۔

لہٰذا مسلمانوں کے اس احتجاج کے پیش نظر بیس برس بعد یعنی 1880ء میں محمدن لاء کی بجائے "قاضی ایکٹ" کے نام سے نیا قانون مرتب ہوا۔ (3) جس کے ذریعے مختلف جگھوں پر شرعی قاضی مقرر ہوئے اور ساتھ ہی مسلم عائلی قوانین میں سے چند امور مثلاً نکاح، طلاق، فسخ نکاح اور خلع وغیرہ کو قاضی ایکٹ میں شامل کر لیا گیا اور اس طرح پہلی صورت ختم ہوگئی لیکن مسلمان اس پر بھی مطمئن نہ تھے کیونکہ اس طرح انہیں تاج برطانیہ کی ایماء پر بنے ہوئے قوانین کا پابند کر دیا گیا تھا جبکہ پرسنل لاز میں مسلمان صرف اور صرف شریعت مطہرہ کے پابند ہوتے ہیں لہٰذا مسلمانوں نے اپنے لئے کامل شریعت ایکٹ کے نفاذ کا مطالبہ جاری رکھا۔ قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ انگریز حکومت کے عائد کردہ ان قوانین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے خلاف اضطراب نے دو شکلیں اختیار کیں۔ ایک یہ کہ احتجاج کے ذریعے حکومت کو مجبور کیا جائے کہ وہ ان قوانین کو یا تو منسوخ کرے یا کم از کم ان میں شرعی اصولوں کے مطابق کچھ ترامیم کر دے تاکہ یہ قوانین اگر مکمل طور پر نہیں تو کم از کم کسی حد تک اسلامی تقاضوں کے مطابق ہو جائیں۔ دوسری صورت علماء نے یہ اختیار کی کہ مسلمانوں کو وعظ و تبلیغ کے ذریعے اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنے عائلی مسائل کو مروجہ قانون کے مطابق طے کرنے کی بجائے اپنے طور پر ذاتی حیثیت میں شریعت کے مطابق حل کریں اور اپنے مسائل کو عدالتوں میں لے جانے کی بجائے علماء کے مشورے سے انجام دیں اور ان کے فتاویٰ پر عمل پیرا ہوں۔ مثلاً ہندوستان میں بیوہ خاتون کا دوسری شادی کرنا۔ ایک پاپ اور ننگ تصور کیا جاتا تھا۔ شرفاء کے خاندان اس کو باعثِ رسوائی خیال کرتے مولانا مملوک علی نانوتوی، مولانا مظفر حسین کاندھلوی نے نکاح بیوگان کا کام شروع کیا۔ ان کے بعد مولانا محمد قاسم نانوتوی نے اس مشن کو جاری رکھا اور اپنی بیوہ بہن کا عقد ثانی کیا۔ ان کوششوں سے دیوبند اور اس کے گرد و پیش سے یہ بری رسم ختم ہو گئی۔ اسی طرح مولانا محمد قاسم نانوتوی نے اپنے عقیدت مندوں اور ملنے والوں کو ان بستیوں میں زمین خریدنے سے روکا جہاں پر بیٹیوں کو وراثت میں حصہ نہیں دیا جاتا تھا اس سے علاقہ کے لوگوں میں صحت مند شعور پیدا ہوا۔ مولانا اشرف علی تھانوی ؒ نے اصلاح الرسوم کے نام سے کتاب لکھی۔ (3) یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ علماء کی تبلیغ و وعظ اور تذکیر و نصیحت بھی اپنی جگہ ایک محرک تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہندوستان کے مسلمانوں میں دینی جذبہ از خود بھی موجود تھا جو انہیں مروجہ قانون سے ہٹ کر اسلامی شعائر کے مطابق اپنے مسائل حل کرنے پر آمادہ کرتا تھا۔ ان کے سامنے ایک طرف اسلامی اور دینی نظریۂ حیات تھا دوسری طرف انگریز کے قوانین، دین کے ساتھ تعلق اور لگاؤ مسلمان خواتین کو اس بات پر آمادہ کرتا کہ وہ اپنے خانگی مسائل میں علمائے وقت سے راہ نمائی حاصل کریں۔ چنانچہ خواتین اربابِ فتویٰ سے اس بارے میں رجوع کرتیں۔ لیکن یہاں ایک دشواری یہ پیدا ہوئی کہ فقہ حنفی میں بعض مسائل ایسے تھے جو بدلے ہوئے حالات میں مسائل کا حل درست طور پر پیش نہ کرتے یا معروضی حالات میں ان کی تطبیق ناقابل عمل تھی۔ مثلاً مفقود الخبر شوہر کا معاملہ یا مفوّضہ عورت کے مسائل وغیرہ۔ مولانا اشرف علی تھانوی ؒ کو طبقہ علماء میں ایک مقتدر مقام حاصل تھا۔ انہوں نے ان عائلی مسائل کے بارے میں خوب غور و خوض شروع کیا اور وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ اگرچہ ہندوستان کی اکثریت حنفی ہے اور اہل فتویٰ بھی حنفی ہیں، مگر بوقت ضرورت شرائط کے موافق دوسرے آئمہ کے مذاہب پر بھی عمل کیا جا سکتا ہے۔ نیز یہ کہ شرعی عدالتیں قائم ہونے کی صورت میں امام مالک ؒ کے نزدیک شرعی پنچایت بھی عائلی مسائل میں فیصلہ دے سکتی ہے۔ اور وہ فیصلہ شرعاً نافذ ہو سکتا ہے (4) 1936ء میں مولانا اشرف علی تھانوی ؒ نے عائلی قوانین کے سلسلے میں فقہ مالکی کی کتب سے خود بھی استفادہ کیا اور حرمین شریفین کے مالکی علماء سے فتاویٰ بھی منگوائے اور اس کے ساتھ ساتھ علمائے ہند سے بھی آراء کو طلب کیا اور اس پوری جستجو کے بعد ان تمام معلومات پر مشتمل ایک کتابچہ "حیلہ ناجزہ" کے عنوان سے تحریر کیا۔ مسلمانوں کے عائلی مسائل کو حل کرنے کے سلسلے میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان کے اندر طبقہ علماء میں سے مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کی یہ پہلی منظم کوشش تھی (5) 1933-34ء ہی کے دوران جبکہ پورے ہندوستان میں مسلمانوں کے پرسنل لاء یعنی عائلی قوانین کے سلسلے میں ایک اضطراب کی کیفیت تھی اور علماء و مسلمان اپنے لئے شریعت اسلامیہ کے مطابق قوانین کا مطالبہ کر رہے تھے۔ تو بہت سے علماء نے مختلف قسم کے مسودات مرتب کیے۔ اسی اثناء میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے حقوق الزوجین کے عنوان سے ایک سلسلہ مضامین لکھا جو ترجمان القرآن میں بالاقساط طبع ہوا۔ یہی مضامین بعد میں کتابی شکل میں بھی چھپ گئے۔ ان مضامین میں مولانا نے مسلمانوں کے خاندانی نظام کے اسلامی اصولوں کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ مغربی تسلط اور ہندوؤں کے اختلاط کی وجہ سے خاندانی نظام کے زریں اسلامی اصول دھندلا کر رہ گئے۔ کیونکہ فرنگی تہذیب نے عورت و مرد کی مساوات کا جو صور پھونکا ہے اس سے وہ وحشت زدہ ہو گئے ہیں۔ اور انہی وجوہات کی وجہ سے مسلمانوں کا خاندانی نظام انتہائی بدتر ہو گیا ہے جتنا کسی زمانے میں بہتر تھا۔ اسی ضرورت کے پیش نظر انہوں نے یہ مضامین تحریر کیے اور ان میں ایسی تجاویز شامل کیں کہ جن میں حالات اور وقت کی مصلحتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ازدواجی مسائل کا حل ڈھونڈنے کی کوشش کی گئی۔ مولانا نے ان معاملات میں خالصتاً کتاب و سنت کو سامنے رکھ کر فیصلہ کرنے کا مشورہ دیا ہے اور تقلید جامد سے مسلمانوں کو اجتناب برتنے کی تلقین کی ہے۔ مولانا کا کہنا ہے۔

"سب سے پہلے علماء کا فرض ہے کہ تقلید جامد کو چھوڑ کر موجودہ زمانے کے حالات و ضروریات کا لحاظ کرتے ہوئے اسلام کے قانون ازدواج کو ایسی صورت میں مدوّن کریں کہ مسلمانوں کے ازدواجی مسائل کی موجودہ پیچیدگیوں کو پوری طرح حل کیا جا سکے۔

اس وقت متحدہ ہندوستان کی مرکزی اسمبلی کے ممبر سید محمد احمد کاظمی تھے۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ نے عائلی قوانین سے متعلق ایک مسودہ قوانین مرتب کیا۔ جس کو بل کی صورت میں کاظمی صاحب نے اسمبلی میں پیش کیا۔ یہ بل قانون سازی کے مختلف مراحل طے کرتا ہوا بعض تبدیلیوں کے ساتھ قانون انفساخ نکاح ایکٹ 1939ء کے نام سے موسوم ہو کر نافذ ہوا۔ اسی قانون کو کاظمی ایکٹ بھی کہا جاتا تھا۔ (6) اس ایکٹ کی منظوری کے بعد مسلمانوں کے فیصلے ایک عرصہ تک اسی کے مطابق ہوتے رہے۔ حالانکہ اس کی کئی شقیں حنفی مسلک اور آئمہ اربعہ کے مسالک کے خلاف تھیں (7) [illegible] 1939ء [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] 1947ء [illegible]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تدوین بعد از قیام پاکستان

قیامِ پاکستان کے بعد پاکستان کو وہ تمام قوانین جو متحدہ ہندوستان میں تعزیراتِ ہند کے نام سے جاری تھے ورثہ کے طور پر حاصل ہوئے اور انہی پر عدالتی نظام جاری رہا۔ عائلی قوانین کے سلسلے میں سابقہ کاظمی ایکٹ یا قانونِ انفساخِ نکاحِ مسلمین 1939ء پر ہی عمل ہوتا رہا اور نئے حالات میں شریعت ایکٹ وغیرہ کی طرف توجہ مبذول نہ ہو سکی۔ اس کی ایک بنیادی وجہ یہ بھی تھی کہ پاکستان کا وجود حقیقتاً ایک اسلامی حکومت کے طور پر ہوا تھا۔ اور مسلمانانِ ہند نے پاکستان کا مطالبہ ہی اسی نعرہ کے تحت کیا تھا۔

"پاکستان کا مطلب کیا لاالٰہ الاّ اللہ"

لہٰذا اس پس منظر میں یہ بات بڑی بدیہی تھی کہ پاکستان کا آئین خالصتاً اسلامی اصولوں پر مبنی ہو گا اور تمام کے تمام قوانین کتاب وسنت کی روشنی میں از سرِ نو مدّون کیے جائیں گے۔ لہٰذا عائلی قوانین بھی اسلامی ہونگے۔ اس لئے فوری طور پر کسی کی نظر عائلی قوانین کی تبدیلی کی طرف نہ گئی۔ لیکن 1955ء میں ایک دلچسپ واقعہ رونما ہوا۔ جس کی وجہ سے حکومت پاکستان اس بات پر مجبور ہو گئی کہ وہ عائلی قوانین کی تدوین کے لئے ایک کمیشن مقرر کرے۔

عائلی کمیشن کا قیام...... اسباب وعلل

اس خاص واقعے کی طرف اشارہ روزنامہ امروز نے اپنے اداریہ اشاعت 4/مارچ 1961ء میں بھی کیا ہے۔ وہ واقعہ یہ پیش آیا کہ جناب محمد علی بوگرہ جب پاکستان کے وزیر اعظم تھے انہوں نے اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی بیوی حمیدہ بانو صاحبہ کی موجودگی میں اپنی ایک عرب نژاد سیکریٹری عالیہ بیگم سے شادی کرلی۔ تو ان کے سیاسی حریفوں کے ہاتھ ایک بہانہ آگیا انہوں نے وزیر اعظم کی حیثیت کو گھٹانے کے لئے اس بات کو خوب ہوا دی۔ ان کے ساتھ اسلام دشمن قوتوں نے بھرپور تعاون کیا۔ پاکستان کی اسلامی تعلیمات سے نابلد لیکن سوشل زندگی میں خوب نمایاں خواتین کو وزیر اعظم کے اس عمل سے ایک بہانہ مل گیا اور انہوں نے عورت کی مظلومیت اور پریشانیوں کو خوب ہوا دی۔

اتفاق سے اسی دوران مصر کی ایک خاتون حقوقِ نسواں کا نعرہ لے کر پاکستان تشریف لائیں۔ انہوں نے پاکستانی خواتین کو حقوقِ نسواں کے تحفظ کے لئے عملی جہاد پر آمادہ کیا۔ ان تمام عوامل کے پیش نظر ملک میں وزیر اعظم کے خلاف بیانات اور تقاریر کا سلسلہ چل نکلا۔ اور چاروں طرف عورتوں کے حقوق کے تحفظ کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔

پاکستان کی ایک خاتون نے تو لندن میں یہاں تک کہہ دیا!

"جناب محمد علی نے وہ بری حرکت کی کہ یہاں کی مہذب سوسائٹی میں ہم لوگ منہ دکھانے کے قابل نہ رہے یہاں کے لیڈیز اور جنٹلمین ہمیں کثیر الازدواجی کا طعنہ دے کر شرمندہ کر رہے ہیں۔" ان وجوہات کے پیش نظر حکومت نے 4/ اگست 1955ء کو مسلم شادی کمیشن کا تقرر کیا۔ (9)

حکومت پاکستان کی وزارت قانون نے اپنی قرارداد نمبر F.17(24)/55LEG مورخہ 4/ اگست 1955ء کے تحت عائلی قوانین کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا۔ جس کے اراکین حسب ذیل تھے۔

- ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین — صدر
- ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم — سیکریٹری
- مولانا احتشام الحق
- مسٹر عنایت الرحمان
- بیگم شاہنواز
- بیگم انوار جی احمد
- بیگم شمس النہار محمود

کمیشن کی غرض وغایت اور دائرۂ کار کے سلسلے میں سرکاری گزٹ کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔

Do the existing laws governing marriage divorce maintenance and other matters among Muslims require modification in order to give woman their proper place in society according to the fundamentals of Islam?

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

The commission was asked to report on the proper registration of Marriage and divorce the right to divorce exercisable by either partner through a court or by other judicial means maintenance and establishment of special courts to deal expeditiously with cases of acting women, right" *(10)*

پہلا اجلاس

اس کمیشن کا پہلا اجلاس 5؍ اکتوبر 1955ء کو منعقد ہوا۔ جس میں طے کیا گیا کہ کمیشن کی طرف سے ایک سوالنامہ مرتب کیا جائے جس کی روشنی میں سفارشات طلب کی جائیں۔

اس اجلاس کے بعد کمیشن کے صدر خلیفہ شجاع الدین عارضہ قلب کی وجہ سے وفات پا گئے۔ بعد میں سابق چیف جسٹس پاکستان میاں عبد الرشید کو بتاریخ 27؍ اکتوبر 1955ء صدر مقرر کیا گیا۔

دوسرا اجلاس

کمیشن کا دوسرا اجلاس 30؍ نومبر 1955ء کو منعقد ہوا۔ اور طے کیا گیا کہ عائلی مسائل سے متعلق سوالنامہ اردو، انگریزی اور بنگالی زبان میں شائع کیا جائے اور دانشوروں اور علماء اور عوام الناس سے 15؍ جنوری 1956ء تک آراء طلب کی جائیں۔ اس کے بعد اس تاریخ میں ایک ماہ کی توسیع کی گئی۔

کمیشن کو اس سوال نامے کے جواب میں لاتعداد جوابات موصول ہوئے اور اس طرح کمیشن نے ایک رپورٹ مرتب کر کے حکومت کو پیش کی جس کا گزٹ نوٹیفکیشن نمبر 9(4)56 - LEG الیف کے تحت کیا گیا۔

کمیشن نے جو سوال نامہ جاری کیا اس کے عنوانات حسب ذیل تھے۔

(1) نکاح	کے بارے میں	نو سوالات
(2) طلاق	""	سات سوالات
(3) تعددِ ازدواج	""	پانچ سوالات
(4) مہر	""	تین سوالات
(5) حضانت	""	پانچ سوالات
(6) تولیت املاک	""	دو سوالات
(7) وراثت اور وصیت	""	پانچ سوالات
(8) انفساخ نکاح بذریعہ عدالت	""	چار سوالات
(9) ازدواجی وعائلی عدالت	""	گیارہ سوالات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمیشن نے جو سوال نامہ جاری کیا۔ اس کا متن حسب ذیل ہے۔

نکاح

سوال نمبر1...... کیا نکاح خوانی کا کام صرف حکومت کے مقرر کردہ نکاح خوانوں کے ذریعے ہونا چاہیے۔

سوال نمبر2...... کیا نکاح کا رجسٹری کرانا لازمی ہونا چاہیے اگر ایسا ہو تو اس کے لئے کیا طریق کار ہونا چاہیے اور اس کی خلاف ورزی کے لئے کیا اور کیسے سزا ہونی چاہیے۔

سوال نمبر3...... یہ معلوم کرنے کے لئے کہ زوجین میں سے ہر ایک نے کسی دباؤ کے بغیر اپنی رضامندی سے ایجاب وقبول کیا ہے۔ کیا طریقہ اختیار کیا جائے۔

سوال نمبر4...... کیا آپ کے نزدیک کمسنی کی شادیوں کو روکنے کے لئے یہ قانون بنانا ضروری ہے کہ شادی کے وقت مرد کی عمر 18 سال سے کم اور عورت کی عمر 15 سال سے کم نہ ہو۔

سوال نمبر5...... کیا آپ کے نزدیک عمروں کا یہ تعین از روئے قرآن از روئے حدیث صحیح / ممنوع ہے۔

سوال نمبر6...... کیا آپ اس سے بھی متفق ہیں کہ معاہدہ ازدواج میں ہر ایسی شرط درج ہو سکتی ہے جو اسلام اور اخلاق کے بنیادی اصولوں کے خلاف نہ ہو۔ اور عدالت اس کے ایفاء پر مجبور کرے۔

سوال نمبر7...... کیا آپ اس سے متفق ہیں کہ از روئے قانون یہ صحیح تسلیم کیا جائے کہ معاہدہ ازدواج میں یہ شرط درج ہو سکتی ہے کہ عورت کو بھی اعلان طلاق کا وہی حق حاصل ہو گا جو مرد کو حاصل ہے؟

سوال نمبر8...... ہمارے معاشرے کے بعض طبقوں میں دختر فروشی کا مکروہ رواج پایا جاتا ہے۔ اس کے انسداد کے لئے آپ کے نزدیک کسی قسم کا اقدام مناسب ہو گا تاکہ والدین یا ولی لڑکی کو نکاح میں دیتے وقت رقمیں وصول نہ کر سکیں۔

سوال نمبر9...... کیا آپ کے نزدیک یہ مناسب ہو گا کہ ایک معیاری نکاح نامہ مرتب کیا جائے اور نکاح کے تمام اندرجات اس کے مطابق ہوں۔

طلاق

سوال نمبر1...... اگر کوئی شوہر بیک وقت تین طلاقیں دے تو کیا آپ کے نزدیک اسے قطعی طلاق مغلظہ شمار کیا جائے یا تین طہروں میں تین طلاقوں کے اعلان کے بغیر جیسا کہ قرآن میں ہدایت کی گئی ہے یہ مغلظہ شمار نہ ہو۔

سوال نمبر2...... کیا طلاق کا رجسٹری کرانا لازمی قرار دیا جائے۔

سوال نمبر3...... اگر طلاق کی رجسٹری نہ ہو تو آپ کے نزدیک اس کی کیا سزا ہونی چاہیے۔

سوال نمبر4...... کیا مختلف علاقوں کے لئے مصالحتی مجالس مقرر کی جائیں اور کسی طلاق کو اس وقت تک صحیح تسلیم نہ کیا جائے جب تک کہ فریقین ان مجالس کی طرف رجوع نہ کر چکے ہوں۔ جن میں زوجین کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاندانوں کی طرف سے بھی ایک ایک حکم شامل ہو۔

سوال نمبر5...... کیا "ازدواجی وعائلی عدالت" کو مطلقہ کے مطالبے پر یہ اختیار ہونا چاہئے کہ وہ مطلقہ کو تاحینِ حیات یا عقدِ ثانی نفقہ دلوائے۔

عورت کی طرف سے مطالبۂ طلاق

سوال نمبر1...... کیا آپ ڈیسولیوشن آف میرج ایکٹ 1939ء

DISOLUTION MARRIAGE ACT 1939.

(انفساخ نکاح مسلمین 1939ء) کی تمام دفعات کو جامع اور تشفی بخش سمجھتے ہیں یا آپ کے نزدیک اس میں اضافہ وترمیم ہونی چاہئے۔

سوال نمبر2...... کیا آپ کے نزدیک یہ مناسب ہوگا کہ خلع کے متعلق مجلس آئین ساز واضح اور غیر مبہم قانون وضع کرے۔

تعدّدِ ازدواج

سوال نمبر1ر قرآن کریم میں تعدّد ازدواج کی بابت ایک ہی آیت (4/4) ہے جو حقوق تعدّد کی حفاظت کے ساتھ وابستہ ہے۔ کیا آپ کے نزدیک جہاں حقوقِ یتامٰی کا سوال نہ ہو وہاں تعدّدِ ازدواج کو ممنوع کیا جاسکتا ہے۔

سوال نمبر2...... کیا آپ کے نزدیک یہ لازمی ہونا چاہئے کہ عقد ثانی کرنے والا شخص عدالت سے اجازت حاصل کرے۔

سوال نمبر3...... کیا آپ کے نزدیک یہ قانون ہونا چاہئے کہ عدالت یہ اجازت اس وقت تک نہیں دے سکتی جب تک اسے یہ اطمینان نہ ہو کہ درخواست دہندہ دونوں بیویوں اور ان کی اولاد کی اس معیارِ زندگی کے مطابق کفالت کرسکتا ہے۔ جس کے وہ عادی ہیں۔

سوال نمبر4...... کیا یہ قانون ہونا چاہئے کہ دوسری شادی کرنے والے کی کم ازکم نصف تنخواہ پہلی بیوی اور اس کی اولاد کو عدالت دلوائے۔

سوال نمبر5...... اور جو لوگ تنخواہ دار نہیں بلکہ دوسرے ذرائع آمدنی رکھتے ہیں ان سے عدالت ضمانت لے کہ وہ اپنی آمدنی کم ازکم نصف پہلی بیوی اور اس کی اولاد کو دیتے رہیں گے۔

مہر

کیا آپ کے نزدیک یہ قانون بن جانا چاہئے کہ معاہدہ ازدواج میں جو مہر مقرر کیا گیا ہے۔ خواہ اس کی مقدار کتنی ہی کثیر کیوں نہ ہو۔ وہ شوہر کے لئے واجب الادا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سوال نمبر2...... کیا آپ مناسب سمجھتے ہیں کہ مطالبۂ مہر کے لئے ازروئے قانون کسی مدت کی تحدید نہ ہو۔
سوال نمبر3...... اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے کہ اگر اقرار نامہ میں ادائے مہر کی صورت کا کوئی تعین نہ ہو تو نصف مہر معجّل (عند الطلب) اور نصف دیگر مؤجّل (بعد انفساخ نکاح یا وفات شوہر یا بصورت طلاق) شمار ہو۔

حضانت

سوال نمبر1...... موجودہ قانون کی رُو سے بچوں کی حضانت کا حق ماں کو خاص عمروں تک حاصل ہے یعنی لڑکا ہو تو سات سال لڑکی ہو تو بلوغ تک۔ حضانت کے لئے عمروں کا یہ تعین نہ تو قرآن میں ہے اور نہ کسی حدیث میں بلکہ یہ بعض فقہا کا اجتہاد ہے۔ کیا آپ کے نزدیک اس میں ترمیم ہو سکتی ہے۔

بیوی بچوں کا گذارا

سوال نمبر1...... کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ کوئی شوہر کسی معقول وجہ کے بغیر بیوی کو گزارہ نہ دے تو بیوی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ خاص "ازدواجی عائلی عدالت" میں اس پر دعویٰ کر سکے؟
سوال نمبر1...... موجودہ کریمنل پروسیجر کوڈ (ضابطہ فوجداری کی دفعہ 488) کے مطابق بیوی عدالت فوجداری میں نفقہ کا دعویٰ کر سکتی ہے لیکن عدالت فوجداری زیادہ سے زیادہ سو روپے ماہانہ دلوا سکتی ہے۔ کیا آپ اس مقدار میں اضافہ کے حق میں ہیں۔
سوال نمبر3...... کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ بیوی گزشتہ تین سال تک کے نفقہ کا مطالبہ کر سکے۔
سوال نمبر4...... کیا آپ مناسب سمجھتے ہیں کہ اگر بیوی نے نکاح نامہ میں میعادِ نفقہ کے متعلق خاص شرط منوالی ہو تو اسے محض مدت عدت تک ہی نہیں بلکہ مدّتِ مشروط تک نفقہ ملے۔

تولیّت املاک

سوال نمبر1...... کیا آپ اس سے متفق ہیں کہ باپ کی عدم موجودگی میں عدالت ماں کو بچوں کی املاک کی متولّیہ قرار دے بشرطیکہ عدالت کے نزدیک اس کا تقرر بچوں کی بہبود اور املاک کے تحفظ کے منافی نہ ہو۔
سوال نمبر2...... کیا آپ یہ قانون بنانے کے حق میں ہیں کہ نابالغوں کی املاک کے متولی کو یہ اختیار حاصل نہ ہو کہ وہ عدالت کی اجازت کے بغیر املاک کو فروخت یا رہن کر سکے۔

وراثت اور وصیّت

سوال نمبر1...... کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ اگر پاکستان کے کسی حصہ میں ابھی تک وراثت اور وصیت کے بارے میں شرعی قوانین پر عمل نہیں ہو رہا تو بلا تاخیر ایسا قانون وضع کیا جائے کہ اس بارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں شرعی قوانین ہر حصہ ملک میں نافذ ہوں۔

سوال نمبر2...... موجودہ قانونی پیچیدگی کے پیش نظر عورتوں کی مجبوریوں کو رفع کرنے کے لئے کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ جب کبھی وراثت کے معاملہ میں عورت مدعیہ ہو تو معمولی سول کورٹ اس کا مقدمہ بجلت انفصال کے لئے ازدواجی عدالت میں منتقل کر دے۔

سوال نمبر3...... کیا قرآن کریم میں نص صریح موجود ہے یا کسی صحیح حدیث میں یہ تعلیم ملتی ہے کہ یتیم پوتے یا پوتی یا نواسے یا نواسی کو محروم الارث کر دیا جائے۔

سوال نمبر4...... کیا ایسا قانون بنانا جائز ہو گا کہ ایک مسلمان کسی جائیداد کو کسی کے نام اس شرط پر منتقل کر دے کہ جسے منتقل کی گئی ہے اس کی وفات کے بعد وہ جائیداد منتقل کرنے والے یا اس کے ورثا کی طرف عود کر آئے گی۔

سوال نمبر5...... کیا آپ کی رائے میں وقف علی الاولاد ایکٹ 1913ء میں بغرضِ اصلاح اس ترمیم کی ضرورت ہے کہ وقف شدہ جائیداد کے اضافۂ قیمت یا دیگر مفاد کی خاطر با اجازت عدالت اسے فروخت یا تبدیل کیا جائے یا کسی اور مفید طریق پر عمل ہو سکے۔

انفساخ نکاح بذریعہ عدالت

سوال نمبر1...... قانون انفساخ نکاح کے سیکشن (2) میں جو وجوہ انفساخ درج ہیں۔ کیا آپ کے نزدیک ان میں اضافہ یا کمی کی ضرورت ہے۔

سوال نمبر2...... کیا ایسا قانون وضع ہونا چاہئے کہ اگر عورت انفساخ نکاح کا مطالبہ کرے اور عدالت کی رائے میں قصوروار شوہر ہو تو طلاق حاصل کرتے وقت عورت سے نہ مہر واپس دلوایا جائے اور نہ دوسری چیزیں جو خاوند اسے دے چکا ہو۔

سوال نمبر3...... کیا زوجین کا ایسا اختلافِ مزاج جس کی وجہ سے ازدواجی زندگی ناخوشگوار ہو جائے۔ جائز طور پر وجۂ فسخِ نکاح ہو سکتا ہے۔

سوال نمبر4...... قانون انفساخ نکاح کے کلاز (3) سیکشن (2) میں سات سال کی قید کی بنا پر نکاح فسخ ہو سکتا ہے۔ کیا آپ کے خیال میں یہ بہتر نہ ہو گا کہ اس مدت میں کمی کر کے چار سال کر دیا جائے۔

ازدواجی وعائلی عدالت

سوال نمبر1...... کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ کمشنری میں ڈسٹرکٹ اور سیشن جج کے مرتبہ کا جج ایسی عدالتوں میں مقرر کیا جائے جہاں ازدواجی وعائلی مقدمات دائر ہوں۔

سوال نمبر2...... کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ ایسے مقدمات جو ازدواجی وعائلی قوانین کے تحت آتے ہوں اور جہاں عورت مدعیہ ہو فقط ایسی مخصوص عدالتوں میں دائر ہو سکیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال نمبر3...... کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ ایسی عدالتوں کے ضوابط موجودہ دیوانی اور فوجداری ضوابط سے الگ ہوں اور یہ قانون وضع کر دیا جائے کہ ایسی عدالت ہر مقدمہ کا فیصلہ تین ماہ کے اندر اندر کر دے۔

سوال نمبر4...... کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ ایسی عدالتوں میں کورٹ فیس یا دوسرے عدالتی اخراجات نہ ہوں۔

سوال نمبر5...... کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ ایسی عدالتوں میں فریقین اپنے کسی نمائندہ یا اقارب کے ذریعہ پیروی کر سکیں اور کسی باقاعدہ سندیافتہ وکیل کا ہونا لازمی نہ ہو۔

سوال نمبر6...... کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ کم از کم ایک مرد اور ایک عورت بطور مشیر جج کے ساتھ ہوں۔

سوال نمبر7...... کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ ایسی عدالت مختلف اضلاع میں باری باری اپنا اجلاس کرے۔

سوال نمبر8...... کیا آپ اس کے حق میں ہیں کہ فریقین کو ایک سے زیادہ اپیل کی اجازت نہ ہو۔

سوال نمبر9...... کیا آپ اس کے حق میں ہیں کہ اپیل براہ راست ہائی کورٹ میں ہونی چاہئے اور اپیل کا فیصلہ بھی تین ماہ کے اندر ہو جانا چاہئے۔

سوال نمبر10...... ایسی عدالت کے فیصلے واجب الادا رقوم کی وصولی اور دیگر احکام کی بجا آوری کے لئے کیا مناسب تجویز پیش کرتے ہیں۔

سوال نمبر11...... ایسے مقدمات میں اخراجات متفرقہ کو پورا کرنے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔ 14

عائلی کمیشن کی سفارشات

عائلی کمیشن کی طرف سے حکومت کو پیش کردہ رپورٹ انگریزی زبان میں ہے جو باریک ٹائپ کے 36 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس رپورٹ کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں ایک طویل دیباچہ ہے جس میں کمیشن کے قیام اراکین اور کمیشن کی غرض وغایت کے علاوہ نئے اجتہاد کی ضرورت واہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے اور قرآن اور احادیث کے حوالوں سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اجتہاد کا دروازہ ہمیشہ کے لئے کھلا ہے او نئے حالات کے تحت اجتہاد کی ضروت ہمیشہ باقی رہتی ہے۔ پھر تخلیق پاکستان کے حوالے سے نئے مسائل کا ذکر ہے اور سابقہ عدالتی نظام اور محمدن لاء کی بعض خامیوں کا تذکرہ ہے۔ اس کے بعد منزلی زندگی میں نکاح وطلاق کی اہمیت کو بھی اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جبکہ رپورٹ کا دوسرا حصہ سفارشات پر مشتمل ہے۔ یہ تمام کی تمام سفارشات کمیشن کے سوالنامے کے سلسلے میں موصولہ جوابات کی روشنی میں مرتب کی گئی ہیں۔ ان سفارشات کے بنظر غائر مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ موصولہ جوابات میں اکثریتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رائے کالحاظ رکھ کر سفارشات کو ترتیب دیا گیا ہے۔ رپورٹ کی سفارشات کا خلاصہ حسبِ ذیل ہے۔

نکاح

1...... سرکاری نکاح خواں کی ضرورت نہیں۔ نکاح نامے کا فارم حکومت کی طرف سے شائع کیا جائے اور نکاح خواں کا فرض ہو کہ اسے تحصیلدار کے دفتر میں رجسٹر کرائے۔

2 اٹھارہ سال سے کم عمر کے لڑکے اور سولہ سال سے کم عمر لڑکی کا نکاح جائز قرار نہ دیا جائے کیونکہ قرآن نے معاہدات کے لئے بلوغت اور رشد کو شرط قرار دیا ہے۔ (مولانا احتشام الحق صاحب نے اس سے اختلاف کیا)

طلاق

1...... ایک نشست میں تین بار طلاق کہہ دینے کو ایک ہی طلاق شمار کیا جائے۔

2...... طلاق تین طہروں میں تین بار دی جائے۔

3...... ایک معیاری طلاق نامہ مرتب کیا جائے جس کا تحصیلدار کے ہاں رجسٹری کرانا ضروری ہو۔

4...... طلاق صرف بذریعہ عدالت دی جاسکے۔ عدالت کو چاہئے کہ وہ طلاق سے پہلے ثالثوں کے ذریعے باہمی مصالحت کی کوشش کرے۔

تعدّدِ ازدواج

اس سلسلے میں کمیشن نے لکھا کہ قرآن میں تعدّدِ ازدواج کے متعلق صرف ایک آیت ہے۔ یہ آیت بعض ایسی مشکلات کے حل کے لئے نازل ہوئی تھی جو یتیم لڑکیوں اور بیواؤں کے سلسلے میں پیدا ہو گئی تھیں۔ لہٰذا ایک سے زیادہ بیویوں کی اجازت عدلِ عمرانی کے ضمن میں دی گئی تھی۔ اس آیت کی رُو سے اس امر کا خدشہ تھا کہ یتیم لڑکیوں اور بیوہ عورتوں سے عادلانہ برتاؤ نہیں ہو گا۔ اس لئے قرآن نے ایک ہنگامی صورتحال کے علاج کے طور پر مسلمانوں کو اجازت دی تھی کہ وہ ایک سے زیادہ عورتوں سے نکاح کرلیں۔

اس سلسلے میں کمیشن نے یہ سفارش کی کہ

"جو شخص دوسری شادی کرنا چاہے اس کے لئے ضروری قرار دیا جائے کہ وہ عدالت سے رجوع کر کے وہ وجوہات بیان کرے جن کی بنا پر اس کے لئے دوسری شادی ضروری ہو گئی ہے...... مثلاً یہ کہ اس کی پہلی بیوی پاگل ہو گئی ہے۔ یا لاعلاج مریضہ ہے۔ یا ایسے حالات ہیں کہ دوسری شادی کرنا ناگزیر ہے۔"

مہر

اس بارے میں کمیشن کی رائے یہ ہے کہ مہر ایک قسم کا قرض ہے، جو ہر حال میں شوہر کے ذمہ واجب الادا رہتا ہے۔ اس کے لئے کسی خاص مدت کے تعین کی ہرگز ضرورت نہیں کہ اگر عورت ایک خاص مدت تک اس کا مطالبہ نہ کرے تو وہ ساقط ہو جائے۔ مہر ساقط نہ ہو گا بلکہ شوہر پر اس کا ادا کرنا لازم ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے گا۔

یتیم پوتے کی وراثت

کمیشن کی رائے میں یتیم پوتا اپنے دادا کی وراثت میں برابر کا حق دار ہے اس کو اس حق سے ہرگز محروم نہیں کیا جاسکتا۔

مولانا احتشام الحق صاحب نے اس سے اختلاف کیا۔

ازدواجی وعائلی عدالت

کمیشن نے سفارش کی کہ عائلی مقدمات کی صورت میں کوئی کورٹ فیس کی قید نہ لگائی جائے اور ایسے مقدمات کو جلد نمٹایا جائے اور وکلاء کی وساطت ہی سے پیروی کی شرط کو منسوخ کر دیا جائے تاکہ فریقین کے نمائندے اور اقارب پیروی کریں ۔(11)

مولانا احتشام الحق تھانوی کا اختلافی نوٹ

کمیشن کی رپورٹ کا گزٹ نوٹیفیکیشن 11 رجون 1956ء کو کیا گیا۔ جس کی طباعت 20 رجون 1956ء بروز بدھ رجسٹرڈ نمبر 1033۔ ایس کے تحت ہوئی۔ اس نوٹیفکیشن کے آخر میں میاں عبدالرشید صاحب کے دستخط بطور صدر کمیشن کے موجود ہیں اور ایڈورڈ سنیلسن (Edward Snelson) بطور سیکرٹری کے دستخط موجود ہیں۔ یکم جون 1956ء کی تاریخ مندرج ہے۔ رپورٹ پر تمام ممبران متفق تھے ماسوائے مولانا احتشام الحق تھانوی کے۔ انہوں نے اپنا اختلافی نوٹ لکھا۔ اس گزٹ میں مولانا کا اختلافی نوٹ موجود نہیں۔ البتہ آغاز میں یہ تحریر موجود ہے۔

(No.F 9(4)/56-Leg.

The report of the commission on Marriage and family laws appointed by the Govt. of Pakistan Ministry of Law Resolution No.F 17(24)55-Leg dated the 4th August 1955 is hereby published for general information. A note of dissent by Maulana Ehtishamal Haq will be published as supplemant as soon as it is received.[16]

مولانا کے اختلافی نوٹ کا گزٹ نوٹیفیکیشن 30 راگست 1956ء کو سامنے آیا۔ آپ کا یہ اختلافی نوٹ گزٹ کے صفحہ 1562 سے 1598 تک پھیلا ہوا ہے۔

اس نوٹ کے حوالے سے بعض جرائد کی اکتوبر اشاعت میں تبصرے بھی موجود ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا احتشام الحق تھانوی صاحب کے اختلافی نوٹ کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

مولانا احتشام الحق تھانوی جیسا کہ اس سے پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ وہ دینی سکالر کی حیثیت سے کونسل کے رکن تھے۔ انہوں نے کمیشن کی سفارشات سے کلیتاً اختلاف کیا۔ مولانا کے اختلافی نوٹ کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں انہوں نے رپورٹ میں شامل دیباچے پر کڑی تنقید کی ہے۔ جبکہ دوسرے حصے میں سفارشات کو موضوع بحث بنا کر اس پر اختلافی نوٹ تحریر کیے ہیں اور لکھا ہے کہ!

1...... کمیشن کی سفارشات کے دیباچہ میں اسلام کے مسلّمات اور شریعت اسلامیہ کی بنیادوں کو مجروح کیا گیا ہے۔

2...... دیباچہ سرے سے غیر آئینی ہے کیونکہ اس کا ایک حرف بھی کسی اجلاس میں زیر غور نہیں آیا۔

3...... کمیشن کے بیشتر ارکان شریعت اسلامیہ اور اسلامی فقہ سے کماحقہ' آگاہی نہیں رکھتے اور نہ استنباط و طریق استنباط سے واقف ہیں۔ انہوں نے اس رپورٹ کو اجماع کا درجہ دے کر شرعی اصطلاح کے مفہوم کو مسخ کر دیا ہے۔

4...... یہ تمام رپورٹ لے دے کر صرف صدر اور سیکرٹری کی تیار کردہ ہے۔

5...... کمیشن کی طرف سے جاری کردہ سوال نامہ اس قرارداد کے مخالف تھا جو قرارداد پہلے اجلاس میں خلیفہ شجاع الدین کی صدارت میں پاس ہوئی تھی۔ اس خلاف ورزی پر میرے خط کا کمیشن کی طرف سے کوئی جواب نہیں دیا گیا۔

6...... اصولی طور پر خالص شرعی مسائل میں پبلک سے استصواب رائے کا طریقہ شریعت اسلامیہ کے ساتھ استخفاف اور اہانت ہے۔

7...... کمیشن کے دوسرے اجلاس منعقدہ 27 ر اکتوبر 1955ء میں مجھے دانستہ طور پر علیحدہ رکھا گیا۔ اور میری عدم موجودگی میں کئے گئے فیصلے کو متفقہ قرار دیا گیا۔

8...... ارکان کمیشن قرآن و سنت کے جزئیات کا صحیح علم نہیں رکھتے۔ اس لیے ان کے ذاتی رجحان کو معیار قرار دینا فقہ ہے نہ اجتہاد بلکہ اللہ کے دین کو مسخ کرنے کے مترادف ہے۔

9...... جہاں کتاب و سنت کا صریح حکم موجود ہو وہاں اجتہاد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور اجتہاد بھی وہی معتبر ہوتا ہے جو کتاب و سنت کی روشنی میں کیا گیا ہو۔ لیکن رپورٹ کے مسائل میں ایسا اجتہاد پیش کیا گیا ہے کہ قرآن و سنت کی صراحت ہونے کے باوجود بھی ان سے گریز کیا گیا ہے۔

10...... کسی مجتہد کو قانون سازی کا مکمل اختیار دینا نہ صرف دین سے ناواقفیت ہے بلکہ عقلاً مضحکہ خیز بھی ہے۔ کیونکہ قانون سازی کا اختیار بجز حق تعالیٰ کے اور کسی کو حاصل نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی حلال و حرام کی حدود خود قائم نہیں فرماتے بلکہ اللہ کی قائم کردہ حدود کی خبر دیتے ہیں۔

11...... رپورٹ کے دیباچے میں اجتہاد اور قیاس کے سلسلے میں غلط استنباط کئے گئے ہیں۔ اور اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ذریعے اسلام کو حالات کی سواری بنادیا گیا ہے جو اسلام دشمنی کی بدترین مثال ہے۔

12 ...... تخلیقِ پاکستان میں سید احمد شہید کے مشن کی روح کارفرما ہے جس کو بعد میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، مولانا قاسم نانوتوی، مولانا محمود الحسن نے آگے بڑھایا پھر علامہ محمد اقبال اور قائد اعظم محمد علی جناح نے ایک نئے ملک کا جغرافیائی تصور دیا اور اسلامی مملکت کیلئے جدوجہد کی۔ اس جدوجہد میں مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا شبیر احمد عثمانی نے دینی طبقہ کی نمائندگی کرتے ہوئے مسلمانوں کو ہندوؤں کی غلامی سے بھی بچایا اور اس طرح مملکت پاکستان کو وجود بھی ملا۔

13 ... کمیشن نے اپنے دائرہ اختیار سے تجاوز کیا ہے۔ کیونکہ کمیشن صرف اجتہاد کی ضرورت بتا کر سفارش کر سکتا تھا نہ کہ خود اجتہاد کی مسند پر بیٹھ جاتا۔

14 کمیشن کی رپورٹ کا تمام دیباچہ انتشارِ خیالات، تضادِ بیان، غلط فہمی اور دیدہ دلیری کا ایک عجیب و غریب مرقع ہے۔ اس لئے یہ اس قابل نہیں تھا کہ اس کو سرکاری رپورٹ میں شامل کیا جاتا۔ اس کو رپورٹ سے خارج کرنا چاہئے۔ یا پھر میری یہ تنقید بھی ساتھ شائع کی جائے۔

سفارشات پر مولانا کے اختلاف کا مختصر تذکرہ حسب ذیل ہے۔

1...... سوال نمبر 1-2-9

نکاح خوانی کے لئے سرکاری قاضی ہی کو مقرر کر دینا کہ اور کوئی نکاح نہ پڑھا سکے غلط ہے۔ نکاح کا اندراج نہ کرانے والے پر جرمانہ وغیرہ کرنا مناسب نہیں۔

2۔ سوال نمبر 4

نکاح کے سلسلے میں بلوغ کی قید لگانا طبقۂ نسواں کی کوئی مفید خدمت نہیں اور نہ شریعت میں اس کی گنجائش ہے۔ لہٰذا کمسنی کی شادیوں کے مفاسد کی روک تھام کی تدابیر اختیار کرنا ضروری ہے۔ بقیہ قانون کی پابندی مداخلت فی الدین اور مصالح نسواں کے لئے مضر ہے۔

3...... والدین کی ولایت کو چھین کر کورٹ کو دے دینا قطعاً مناسب نہیں۔

4...... فرقہ وارانہ پرسنل لاء میں سب کے مسلک پر عمل کی گنجائش ہونی چاہئے۔

5...... ایک ہی دفعہ دی گئی تین طلاقوں کو ایک ہی شمار کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔ یہ سفارش بالکل شریعت کے خلاف ہے۔ چاروں ائمہ اس پر متفق ہیں البتہ امام ابن تیمیہ سے اس میں لغزش ہوئی ہے۔

6...... تین طلاقوں کو ایک قرار دینے کی جرأت قرآن و حدیث و اجماع و قیاس سب کے خلاف ہے۔

7...... ملک کے باشندوں کے لئے یہ انتظام کرنا ضروری ہے کہ وہ عائلی قوانین کو جانیں تاکہ بلاوجہ طلاق کا معاملہ کھلونا نہ بن سکے۔ کیونکہ جب لفظ طلاق کی حقیقت معلوم ہوگئی تو طلاق معمولی نہ رہے گی اور اس طرح تطلیقاتِ ثلاثہ کا معاملہ بھی بہت حد تک حل ہو جائے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

8..... طلاق کے اندراج کو لازمی قرار دینا اور عدم اندراج پر سزا قائم کرنا بھی زیادہ مفید نہیں ہے۔
9..... کمیشن ممبران کی یہ رائے کہ جب تک عدالت سے رجوع نہ کیا جائے اس وقت تک طلاق معتبر ہی نہ مانی جائے۔ بہت مضحکہ خیز ہے اور شریعت کے خلاف ہے۔
10..... طلاق کی رجسٹری یا طلاق میں کورٹ کی پابندی نہایت لغو، خلافِ شرع اور عورتوں کے لئے تباہ کن ہے اس قسم کا کوئی قانون ہرگز نہیں بننا چاہئے۔
11..... زوجین میں کشیدگی کو دور کرانے کی کوشش کرنا قرآن کریم کی تجویز مصالحت کے مطابق ہے۔
12..... ازدواجی و عائلی عدالتوں کو مطلقہ بیوی کی درخواست پر تا عقدِ ثانی یا تاحینِ حیات نفقہ دلوانے کے اختیار والی تجویز بالکل غلط اور عورت کے لئے مضر ہے۔ کیونکہ جو حق خود شریعت نہیں دلواتی وہ حق کوئی کمیشن یا عدالت کیونکر قائم کر سکتی ہے۔
13..... 1939ء کا ایکٹ انفساخ نکاح مسلمین قابلِ اصلاح ہے کیونکہ اس کی بہت سی شقیں اسلامی شریعت کے منافی ہیں جو غیر مسلم حکمرانوں اور ہندوؤں کے اثر کی وجہ سے منظور کر لی گئی تھیں۔ کمیشن نے اس ایکٹ کو قابل بحث تصور نہیں کیا اور تقریباً باقی رکھنے کی سفارش کی ہے' یہ غلط ہے۔
14..... تعددِ ازدواج کے سلسلے میں کمیشن کا سوال نامہ بے اصول غیر آئینی اور غلط ہے سوال کی عبارت سے باآسانی یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت ذاتی افکار و توہمات کو شریعت کا نام دے کر قوم کے سروں پر مسلط کرنا مقصود ہے۔
15..... تعددِ ازدواج کو معیوب سمجھنے کا سبب یورپ سے مرعوبیت ہے۔
16..... تعددِ ازدواج فی نفسہٖ نہ غیر معقول ہے اور نہ معاشرے کے لئے ننگ و عار بلکہ ازدواجی عائلی نظام کا ایسا لازمی جزو ہے کہ جس کے بدون نظام ازدواج جامع اور مکمل نہیں ہو سکتا۔
17..... کمیشن کی رپورٹ میں سورۂ نساء کی آیت نکاح کو صرف یتیم لڑکیوں کے ساتھ خاص کر کے تعدد ازدواج کو ناجائز قرار دینے کی جو سفارش کی گئی ہے وہ دین سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔
18..... کمیشن کی یہ رپورٹ "أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ" کی عملی تفسیر ہے۔ اور ایک نازیبا کوشش ہے اس لئے شرعاً' عقلاً ہر لحاظ سے کلی طور پر مسترد کر دینے کے قابل ہے۔

عائلی کمیشن کی رپورٹ منظر عام پر آنے کے معاً بعد ملک کے مختلف طبقوں کی طرف سے رپورٹ کے حق اور مخالفت میں تنقید کا سلسلہ شروع ہوا۔ زیادہ تر تنقید کا رخ مخالفانہ تھا جو ملک کے دینی طبقے کی طرف سے تھا جبکہ موافقت میں سب سے زیادہ پیش پیش انجمنِ خواتینِ پاکستان (APWA) تھی۔ مخالفانہ تنقید زیادہ تر علماء کی طرف سے کی جا رہی تھی۔ بعض حضرات کے نزدیک علماء کی اس مخالفت کا سبب یہ بھی تھا کہ کمیشن نے اپنی رپورٹ میں علماء کو مذہبی اجارہ دار قرار دیا تھا۔ نیز ان کی اجارہ داری کو توڑنے کی بھرپور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوشش کی تھی۔ اس ضمن میں رپورٹ کے الفاظ ملاحظہ ہوں
"جس طرح اسلام کسی ایسے بادشاہ کے وجود کو تسلیم نہیں کرتا جو غلطیوں سے معصوم اور قانون کی حد سے بالا ہو۔ اسی طرح وہ مذہبی پیشواؤں کے وجود کو بھی تسلیم نہیں کرتا (اس میں شبہ نہیں کہ) بعض افراد کو اسلامی قوانین کا علم دوسروں کی بہ نسبت زیادہ ہو گا لیکن اس سے ان کا کوئی الگ گروہ نہیں بن جاتا۔ نہ ہی انہیں کوئی خاص اختیارات حاصل ہو جاتے ہیں۔ یا خاص مراعات مل سکتی ہیں۔ قانون کا تعلق انجام کار زندگی کے تجارب سے ہے۔ جس پر صرف ارباب مذہب کی اجارہ داری نہیں"۔(12)

اسباب خواہ کچھ بھی ہوں تاہم رپورٹ کے خلاف ردِعمل اتنا شدید تھا کہ حکومت ان کو نافذ کرنے کی جرأت نہ کر سکی۔ کیونکہ سیاسی استحکام اتنا مفقود تھا کہ اس دورانیے میں کوئی بھی حکومت خود کو اتنا مستحکم خیال نہ کرتی تھی کہ وہ عوامی ردِعمل کا مقابلہ کر سکے۔ لہٰذا ہر حکومت نے عافیت اسی میں خیال کی کہ کسی نہ کسی طور ان سفارشات کی تنفیذ کو معرض التواء میں ڈال دیا جائے۔ حکومت نے اس مصیبت سے جان چھڑانے کی ایک ترکیب یہ نکالی کہ اسلامک لاء کمیشن قائم کر دیا۔ اس کمیشن کے ذمے یہ کام بھی لگایا گیا کہ وہ مروجہ ملکی قوانین کو اسلام کے مطابق ڈھالنے کے لئے سفارشات طے کرے اور اس کے ساتھ ساتھ عائلی کمیشن کی طرف سے پیش کردہ سفارشات کا جائزہ لے کر ایک حتمی رپورٹ پیش کرے۔ اسلامک لاء کمیشن کا ابھی ایک ہی اجلاس ہوا تھا کہ ملک میں مارشل لاء نافذ ہو گیا اور تمام اقتدار جنرل محمد ایوب خان صاحب نے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔(13)

عائلی قوانین کا نفاذ

عائلی کمیشن کی سفارشات سامنے آنے کے بعد ان پر بھرپور تنقید ہوئی۔ لیکن 1958ء میں مارشل لاء کی تنفیذ پر تنقید کا سلسلہ ختم ہو گیا کیونکہ مارشل لاء کے نفاذ کے بعد پرانے موضوعات سے توجہ ہٹ گئی اور نئی ترجیحات سامنے آنے لگیں۔ مارشل لاء نے آئین کو منسوخ کر دیا تھا۔ اس سے یہ تاثر بھی عام ہو گیا کہ جس طرح آئین ختم ہو گیا ہے تو عائلی کمیشن کی سفارشات بھی کالعدم ہو چکی ہیں۔ لہٰذا اس قصۂ پارینہ پر بحث سے کیا حاصل۔ لیکن مارشل لاء کے نفاذ کے کچھ عرصہ بعد 1959ء کی پہلی ششماہی میں انجمنِ خواتینِ پاکستان اپوا کی حقوقِ نسواں کمیٹی نے عائلی کمیشن کی سفارشات کو عملی جامہ پہنانے کا مطالبہ کیا۔ بعض جرائد مثلاً طلوعِ اسلام نے ان کے مطالبہ کی بھرپور حمایت کرنا شروع کر دی۔(14)

اپوا کے اس مطالبے کے پیشِ نظر 2 مارچ 1961ء کو مرکزی حکومت کی طرف سے مسلم فیملی لاء آرڈیننس 1961ء نافذ کر دیا گیا............................ یہ اعلان اس وقت کے وزیر قانون محمد ابراہیم کی طرف سے ہوا۔ جس میں عائلی کمیشن کی سفارشات کو قانونی حیثیت دے دی گئی۔ تاہم اس حکم کو فوری طور پر نافذ العمل قرار نہیں دیا گیا۔ اور اس کے نفاذ کو آئندہ کسی اعلان تک مؤخر رکھا گیا۔(15)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2 ر جولائی 1961ء کو حکومت کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ عائلی قوانین کا نفاذ یکم جولائی سے عمل میں آنا تھا لیکن نکاح ناموں کے رجسٹر طبع نہ ہوسکے نیز ثالثی کونسل کا قیام بھی عمل میں نہ آسکا لہٰذا ان فنی مجبوریوں کی وجہ سے اب یہ قوانین پندرہ جولائی سے نافذ کئے جائیں گے۔ (16)

لیکن یہ قوانین پندرہ جولائی کو بھی نافذ نہ ہوسکے۔ البتہ 21 ر جولائی 1961ء کو متعلقہ آرڈی نینس کے تحت قواعد کا اعلان کر دیا گیا۔ (17)

حکومت نے ڈویژنل کمشنروں کو ہدایت کی کہ وہ 20 ر اگست 1961ء تک عائلی قوانین کو عملی جامہ پہنانے کے انتظامات مکمل کرلیں۔ (18)

آرڈیننس میں ترمیم

اس کے بعد 2 ر ستمبر 1961ء کو عائلی قوانین آرڈیننس میں ترمیم کا گزٹ نوٹیفیکیشن ہوا۔ جس کے تحت ڈپٹی کمشنر یا کلکٹر کو یہ اختیار دیا گیا کہ کسی خاندانی تنازعہ کی صورت میں خاوند یا بیوی کسی ایک کی طرف سے یونین کونسل کے چیئرمین کے خلاف جانبداری کے الزام کی تحریری شکایت موصول ہونے پر وہ متعلقہ یونین کونسل کے کسی بھی رکن کو مصالحتی کونسل کا چیئرمین مقرر کر سکتے ہیں۔ دریں اثناء شکایت کی درخواست موصول ہوتے ہی کلکٹر مصالحتی کونسل کی کارروائی روکنے کا حکم دیں گے۔ کلکٹر کو فیصلہ سناتے وقت اس کی وجوہ بھی قلم بند کرنی ہوں گی۔ (19)

مذکورہ مراحل اور ضابطے کی کارروائیوں کے بعد عائلی قوانین کو حکومت نے ملک میں نافذ کر دیا۔

ہر گاہ کہ عائلی کمیشن کی سفارشات پر عمل در آمد کے لئے صدر نے ان اختیارات کی رُو سے جو انہیں 7 ر اکتوبر 1958ء کے اعلان کے تحت حاصل ہیں۔ حسب ذیل آرڈیننس جاری کیا ہے۔

مختصر نامہ عمل در آمد اور آغاز

(1) ...... مسلم عائلی قوانین کا آرڈیننس مجریہ 1961ء

2...... اس کا نفاذ پورے پاکستان پر ہو گا۔ اور اس کا اطلاق تمام پاکستانیوں پر ہو گا۔ خواہ وہ کہیں بھی ہوں۔

3...... آرڈیننس مرکزی حکومت کی مقرر کردہ تاریخ سے جو وہ سرکاری گزٹ کے ذریعے کرے گی۔ نافذ العمل ہو گا۔

اصطلاحات

مصالحتی کونسل Arbitration Council

اس آرڈیننس میں تاوقتیکہ سیاق وسباق میں مغایرت نہ ہو۔

ا...... مصالحتی کونسل کا مطلب ایسی جماعت ہے جو یونین کونسل کے چیئرمین اور معاملے سے متعلق ہر پارٹی کے ایک ایک نمائندے پر مشتمل ہو گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ب...... چیئرمین کے معنی یونین کونسل کا چیئرمین یا وہ شخص جس کو مرکزی حکومت نے اس آرڈیننس کے تحت چیئرمین کے فرائض انجام دینے کے لئے مقرر کیا۔

ج...... مقررہ کا مطلب سیکشن (11) کے تحت مقررہ قواعد ہو گا۔

د...... یونین کونسل سے مراد یونین کونسل یا ٹاؤن یا یونین کمیٹی ہو گا۔ جو بنیادی جمہوریتوں کے حکم مجریہ 1959ء جی او نمبر 1969ء کے تحت قائم کی گئی ہو اور متعلقہ علاقے پر اختیارات رکھتی ہو۔

3 دوسرے قوانین پر فوقیت

1...... آرڈیننس کا اطلاق کسی قانون اور رسم و رواج کے باوجود ہو گا اور مسلمانوں کی شادیوں کی رجسٹریشن اس آرڈیننس کی دفعات کے مطابق ہو گی۔

2...... رفع شک کے لئے یہاں یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ مصالحتی ایکٹ 1940ء ضابطہ دیوانی 1908ء کا ایکٹ یا عدالت کا کوئی اور قانون باقاعدہ مصالحتی کونسل پر عائد نہیں ہو گا۔

3...... وراثت اگر کسی شخص کا کوئی بیٹا یا بیٹی وراثت کے اجراء کے وقت سے پہلے ہی فوت ہو جائے تو وراثت کے اجراء کے وقت ایسا بیٹا یا بیٹی اس حصے کے برابر وراثت حاصل کر سکیں گے جو بیٹا بیٹی کو زندہ ہونے کی صورت میں ملتا۔

5 شادی کا اندراج

1...... مسلم قانون کے تحت ہونے والی شادی کا اندراج اس آرڈیننس کے مطابق کیا جائے گا۔

2...... اس آرڈیننس کے تحت شادی کے اندراج کے لئے یونین کونسل ایک یا ایک سے زائد اشخاص کو اس کا اختیار دے گی جسے نکاح رجسٹرار کہا جائے گا لیکن ایک حلقے کے لئے ایک سے زیادہ رجسٹرار کی اجازت کسی حال میں نہیں دی جائے گی۔

3...... نکاح رجسٹرار کے علاوہ اگر کوئی دوسرا شخص نکاح پڑھائے تو اس پر لازم ہو گا کہ آرڈیننس کے تحت تین ماہ کے اندر اس نکاح کی اطلاع نکاح رجسٹرار کو کرے۔

4...... جو شخص مندرجہ دفعہ نمبر 3 کی خلاف ورزی کا مرتکب ہو گا اسے تین ماہ تک کی سزائے محض یا ایک ہزار روپے تک جرمانہ یا دونوں سزائیں ساتھ دی جا سکیں گی۔

5...... نکاح نامے کا فارم نکاح رجسٹراروں کے رجسٹر نکاح سے متعلق یونین کونسل کا ریکارڈ اور نکاح کے اندراج کا طریقہ۔ نکاح نامے کی نقول کی فراہمی اور ان کی فیس کی وصولی کے بعد وضاحت کئے جانے والے طریقہ کار کے مطابق عمل میں آئے گی۔

6...... ذیلی دفعہ 5 کے تحت واجب الادا فیس کی ادائیگی کے بعد ہر شخص یونین کونسل میں نکاح کے ریکارڈ کا معائنہ کر سکتا ہے اور اس کی نقل حاصل کر سکتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

6 کثیر الازدواجیت

ثالثی کونسل کی پیشگی تحریری منظوری کے بغیر کوئی شخص ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری شادی نہیں کرے گا اور نہ ہی ایسی شادی جس کی پیشگی منظوری کونسل نے نہ دی ہو۔ اس آرڈیننس کے تحت درج کی جائے گی۔ اس دفعہ کی ذیلی دفعہ ایک کے تحت اجازت کی درخواست باقاعدہ بنائے ہوئے طریقے کے مطابق چیئرمین کو دی جائے گی۔ اس درخواست میں اس کی فیس بھی ادا کی جائے گی اور اس کے وجوہ بھی بیان کئے جائیں گے نیز یہ بھی بتایا جائے گا کہ موجودہ بیوی یا بیویوں سے اس امر کی اجازت حاصل کر لی گئی ہے۔

2......ذیلی دفعہ دو کے تحت دی جانے والی درخواست کی وصولی کے بعد چیئرمین درخواست دہندہ اور اس کی بیوی یا بیویوں سے اپنا اپنا نمائندہ نامزد کرنے کے لئے کہے گا اور اس طرح وجود میں آئی ہوئی ثالثی کونسل یہ اطمینان کرنے کے بعد کہ مجوزہ شادی ضروری اور انصاف پر مبنی ہے تو ان شرائط کے مطابق اجازت دے گی۔

3......اس درخواست کا فیصلہ کرتے وقت ثالثی کونسل اپنے فیصلے کی وجوہ ریکارڈ کرے گی اور کوئی فریق اندر میعاد اور بادائیگی فیس اس فیصلے پر نظر ثانی کی درخواست دے سکتا ہے۔ جو مغربی پاکستان میں کلکٹر اور مشرقی پاکستان میں ڈویژنل آفیسر متعلقہ کو دی جائے گی۔ اس کا فیصلہ آخری ہو گا۔ جسے کسی عدالت میں پیش نہیں کیا جائے گا۔

4......اگر کوئی شخص بغیر ثالثی کونسل کی اجازت کے ایک اور شادی کرے گا تو (الف) وہ مہر واجب کی رقم خواہ وہ معجّل ہو یا غیر معجّل فوراً موجودہ بیوی یا بیویوں کو دے گا۔ اگر یہ رقم نہ ادا کی گئی تو اسے سرکاری لگان کے طور پر وصول کیا جائے گا (ب) اسے شکایت درست ثابت ہونے کے بعد ایک سال تک قید محض اور پانچ ہزار روپیہ تک جرمانہ یا دونوں کی سزا دی جائے گی۔

7 طلاق

1......جو شخص اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہے وہ ایسا کرنے کے فوراً بعد چیئرمین کو اس امر کا تحریری نوٹس دے گا جس کی ایک نقل بیوی کو بھی بھیجے گا۔

2......جو شخص ذیلی دفعہ (1) کی خلاف ورزی کا مرتکب ہو گا اسے ایک سال تک قید محض یا پانچ ہزار روپیہ تک جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جا سکیں گی۔

3......مگر ذیلی دفعہ (5) کے تحت دی ہوئی طلاق اگر اس مدت کے دوران منسوخ نہ ہو گئی ہے تو چیئرمین کو ذیلی دفعہ ایک کے تحت نوٹس کی وصولی کی تاریخ سے 90 دن سے قبل نافذ العمل نہیں ہوگی۔ اس نوٹس کی وصولی کے بعد تین دن کے اندر چیئرمین فریقین میں مصالحت کرانے کے لئے ایک ثالثی کونسل قائم کرے گا۔ یہ ثالثی کونسل مصالحت کرانے کے لئے مناسب اقدامات عمل میں لائے گی۔

4......طلاق کے وقت اگر بیوی حاملہ ہو تو طلاق ذیلی دفعہ (2) کے تحت مدت یا عرصہ حمل جو بھی زائد ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے قبل نافذ العمل نہیں ہوگی۔

5.....اس دفعہ کے تحت طلاق نافذ العمل ہونے کے بعد ایک بیوی کو اس شخص سے پھر شادی کرنے پر کوئی پابندی نہیں ہوگی۔ اس کے لئے کسی دوسرے شخص سے پہلے شادی کرنا بھی اس وقت ضروری نہیں ہوگا جب تک کہ طلاق تین بار نافذ العمل نہ ہوگئی ہو۔

8 طلاق کے علاوہ علیحدگی کے طریقے

جہاں بیوی کو بھی طلاق دینے کا حق حاصل ہو اور وہ اس حق کو استعمال کرنا چاہتی ہو یا نکاح کے فریقین میں سے کوئی بھی اس نکاح کو طلاق کے علاوہ کسی طریقے سے ختم کرنا چاہتا ہو تو دفعہ (7) معمولی سی تبدیلیوں کے ساتھ لاگو ہوگی۔

9 نان ونفقہ

1.....اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کو مناسب گزراوقات کا بندوبست کرنے سے قاصر ہے اور جہاں ایک سے زائد بیویاں ہوں ان سے برابر کا سلوک نہ کر سکے تو وہ بیوی یا ساری بیویاں یا کوئی ایک بیوی کسی دوسرے قانونی ذرائع کو بروئے کار لانے کے علاوہ چیئرمین کو درخواست دے دیں گی۔ جو اس معاملے کی تحقیق کے لئے ایک ثالثی کونسل قائم کرے گا۔ یہ ثالثی کونسل ایک سرٹیفکیٹ جاری کرے گی جس میں نان ونفقہ کی تفصیل بتائی گئی ہوگی۔ جسے شوہر ادا کرے گا۔

2.....شوہر یا بیوی ضبط کردہ قاعدے کے مطابق ادائیگی فیس کے بعد مجوزہ عرصے کے اندر اس سرٹیفکیٹ پر نظرثانی کے لئے مغربی پاکستان کی صورت میں کلکٹر کو، مشرقی پاکستان کی صورت میں سب ڈویژنل آفیسر کو درخواست دے گا/دے گی۔ اس کے فیصلے کو کسی عدالت میں پیش نہیں کیا جاسکے گا۔

3.....ذیلی دفعہ 1۔ اور 2 کے تحت واجب الادا رقم اگر مجوزہ عرصے کے اندر نہ ادا کی گئی تو اسے سرکاری لگان کے طور پر وصول کیا جائے گا۔

10 حق مہر

اگر نکاح نامے میں حق مہر کی ادائیگی کے طریقہ کار سے متعلق تصریح نہ کی گئی ہو تو مہر کی تمام رقم عندالطلب تصور کی جائے گی۔

11 قواعد بنانے کا اختیار

(1) اس آرڈیننس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے قواعد کو صوبائی حکومت تشکیل کرے گی

2.....قواعد کو مرتب کرتے وقت صوبائی حکومت ان کی خلاف ورزی پر ایک ماہ تک قید محض اور دو صد روپے جرمانہ تک یا دونوں سزائیں بھی مقرر کر سکتی ہے۔ اس آرڈی ننس کے تحت تیار کردہ قواعد کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرکاری گزٹ میں شائع کیا جائے گا۔ جس کے بعد ان کا اثر و نفوذ اس آرڈیننس کے ایک حصہ کے طور پر ہو گا۔

12۔ زمانۂ طفلی کی شادیوں کے قانون میں ترمیم

زمانۂ طفلی کی شادیوں سے اجتناب کے قانون مجریہ 1929ء کی دفعہ (2) کلاز اے میں (14) کی بجائے (16) درج کیا جائے گا۔ کلاز (سی) میں حرف "اور" کو حذف کیا جائے گا اور کلاز ڈی کے آخر میں فل اسٹاپ کے بجائے "کومہ" تحریر کیا جائے گا اور مندرجہ ذیل نیا کلاز ایڈ کیا جائے گا (ای) یونین کونسل کا مطلب یہی ہو گا جو بنیادی جمہوریتوں کے حکم مجریہ 1959ء کے تحت یونین کونسل یا ٹاؤن یا یونین کمیٹی کا ہے۔ جس کلاز کے اختیار میں کسی کمسن کی شادی ہو گی۔

2.....دفعہ تین کو حذف کیا جائے گا۔

3.....دفعہ (1) میں حرف (2) کی بجائے لکھا جائے گا۔

4.....دفعہ (9) میں اس قانون کے تحت (7) کے الفاظ کے بعد مندرجہ ذیل عبارت تحریر کی جائے گی۔ سوائے اس درخواست کے جو یونین کونسل کی طرف سے کی گئی ہو یا جس علاقے میں یونین کونسل نہ ہو۔ اس حاکم اختیار کے علاوہ جس کو صوبائی حکومت مقرر کرے۔ کسی قانونی اختیار کا استعمال نہیں کیا جائے گا اور (5) دفعہ 11 کو حذف کر دیا جائے گا۔

13۔ مسلم شادیوں کی تنسیخ کے قانون میں ترمیم

مسلم شادیوں کی تنسیخ کے قانون مجریہ 1929ء کی دفعہ دو میں (اے) کلاز (2) کے بعد مندرجہ ذیل نیا کلاز (Clause) ایزاد کیا جائے گا۔ .... کہ شوہر نے مسلم خاندانی آرڈیننس مجریہ 1961ء کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مزید بیوی کر لی ہے۔ (ب) کلاز (Clause) میں لفظ ہندو کی بجائے مسلم بنایا جائے گا۔ 26

مزاحمتی اقدامات

یہ بات پہلے واضح کی جا چکی ہے کہ 1958ء میں مارشل لاء کے نفاذ کے ساتھ جب آئین منسوخ ہو گیا تو ساتھ ہی یہ خیال بھی عام ہوا کہ عائلی کمیشن کی سفارشات بھی قصّہ پارینہ ہو چکی ہیں۔ لہٰذا اس طرف سے عام توجہ ہٹ گئی لیکن اپوا کے مطالبے پر جب مارشل لاء حکومت نے ان قوانین کو صدارتی آرڈیننس کے ذریعے نافذ کرنے کا اعلان کیا تو عمومی فضا دوبارہ ہیجان خیز ہو گئی۔ عوام اور علماء کی طرف سے مزاحمتی اقدامات عمل میں آنے لگے عوام اور علماء کی طرف سے عائلی قوانین کے خلاف جو مزاحمتی اقدامات کیے گئے ان کی دو نوعیتیں تھیں۔ ایک مصالحانہ دوسرے جارحانہ۔ مصالحانہ اقدام میں سب سے پہلی کوشش نامور عالم دین حضرت مفتی محمد شفیعؒ کی طرف سے کی گئی۔ چنانچہ یکم اپریل 1961ء کو مفتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد شفیعؒ نے جو دارالعلوم کراچی کے سربراہ تھے نے فیلڈ مارشل محمد ایوب خان (صدر پاکستان) کو عائلی قوانین کے بارے میں خط لکھا اور ان قوانین پر دلائل شریعہ کی روشنی میں تبصرہ اور متبادل تجاویز تحریر کیں۔ صدر پاکستان نے اس خط کا جواب بھی مفتی صاحب کو لکھا27۔

یہ دونوں خطوط اس وقت کے اخبارات میں طبع ہوئے۔ مفتی محمد شفیع صاحب نے یہ خط یکم اپریل 1961ء کو صدر کی جانب لکھا جس کا جواب 2 رجون 1961ء کو صدر کی طرف سے مفتی صاحب کو ملا۔ صدر کے جواب میں تحریر تھا کہ مفصل جواب وزارت قانون لکھے گی لیکن وزارت قانون کی طرف سے کوئی جواب نہ دیا گیا۔ 28۔

حکومتی سطح پر خط و کتابت کے ساتھ مفتی محمد شفیع نے عائلی قوانین کی غیر اسلامی دفعات کی نشاندہی کی اور کتاب و سنت کی روشنی میں دلائل کے ذریعے ان کا ابطال کیا۔ ان کے نزدیک عائلی قوانین کی دفعات نمبر 4'5'6'7' اور 12 غیر اسلامی تھیں۔ ان تمام دفعات کی تغلیط و تردید میں موصوف نے ایک مقالہ تحریر کیا اور اس کے آخر میں اصلاحی تجاویز لکھیں۔ ان کی پیش کردہ تجاویز حسب ذیل ہیں۔

"ملک و ملت کی فلاح اور حکومت و عوام کے باہمی تعلقات کی خوشگواری کے پیش نظر میری اپنی محدود بصیرت کے مطابق آرڈیننس نیز ازدواجی کمیشن کی سفارشات کو منسوخ کر کے ایک نئے کمیشن کا تقرر کیا جائے جس میں ایسے افراد ہوں جن کی شریعت فہمی پر ملک کے عوام کو پورا اعتماد ہو۔ نیز ایسے افراد بھی شامل کئے جائیں جو ملک کے موجودہ قانون سے بھی واقف ہوں اور شریعت اسلام کے حکم و منشاء کو اس فریم میں چسپاں کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

2..... موجودہ آرڈیننس کو صرف منسوخ کر دیا جائے اور اس مسئلہ کو سردست پارلیمنٹ کے آنے تک مؤخر کر دیا جائے۔

3..... اگر موجودہ آرڈیننس کے منسوخ کرنے میں حکومت اپنے وقار کے لئے کوئی گزند محسوس کرے تو کم از کم یہ ہو کہ نہ اسے نافذ کیا جائے' نہ منسوخ بلکہ جیسے سابقہ حکومت نے اسے تعطل والتواء میں ڈال رکھا تھا اسی طرح سردست اس مسئلہ کی طرف سے سکوت برتا جائے اور اسی طرح کسی موقع پر اس کو صحیح اصول پر جاری کرنے کا اہتمام کیا جائے۔ اس وقت مقتضیٰ کے سامنے اس سے بہت زیادہ اہم مسائل کی موجودگی کا مقتضیٰ بھی یہی ہے۔ 29

دوسری مزاحمتی کوشش مولانا احتشام الحق تھانوی صاحب کی طرف سے کی گئی۔ موصوف چونکہ کمیشن کے رکن رہ چکے تھے اور انہوں نے رپورٹ پر محاکمہ کرتے ہوئے بھرپور اختلافی نوٹ تحریر کیا تھا۔ ان قوانین کے نفاذ کے فوراً بعد انہوں نے اخبارات کو ایک بیان جاری کیا۔ جس میں لکھا!

"میں آج بھی اپنی سابقہ رائے پر قائم ہوں اور جن وجوہ کی بناء پر اختلاف کیا تھا وہ آج بھی موجود

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ میری ناقص رائے یہ ہے کہ ان سفارشات کو مزید کچھ دنوں تک کے لئے ملتوی رکھا جائے اور علماء سے مشورہ کرنے کے بعد اس آرڈیننس کو نافذ کیا جائے۔ شرعی قوانین میں ہر طبقہ کے علماء کا اتفاق ہے اور وہ عائلی مسائل میں تقریباً سب متحد ہیں۔ صرف چند ماہرینِ قانون اور سماجی کارکنوں کے مشورے پر اس کو قطعی صورت دینا میری رائے میں قبل از وقت ہو گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کا مکتوب، صدرِ مملکت پاکستان کے نام

بگرامی خدمت، عالی جناب فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں صاحب، صدرِ مملکت پاکستان۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ پاکستان کو ظاہری اور باطنی ترقیات عطا فرمائے اور ہر طرح کے فتنوں اور آفتوں سے محفوظ رکھے۔ جناب عالی! میں پاکستان کا ایک شہری اور دین اسلام کا ایک ادنیٰ خادم ہوں جو پاکستان کو مسلمانوں کی دینی ودنیاوی اہم ضرورت سمجھ کر قیامِ پاکستان کی جدوجہد کے وقت مقدور بھر خدمت میں رہا۔ اور بننے کے بعد اس کو اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت سمجھتا ہوں، اور دنیا میں میری سب سے بڑی خوشی اس مملکت کا استحکام وترقی اور سب سے بڑا رنج اس کا ادنیٰ سا ضعف اور انتشار ہے۔ میں نے بغیر کسی سابقہ تعارف اور وسیلے کے آپ تک اپنے کلمات پہنچانے کی جرات اس لئے کی کہ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ حق بات کو سننے اور قبول کرنے میں بڑے فراخ حوصلہ ہیں۔ میں نہ سیاست سے کچھ شغف رکھتا ہوں اور نہ امراء وحکام سے مکاتبت ومراسلت یا ان تک پہنچنے کا عادی ہوں۔ صرف اسلام اور پاکستان کی محبت اور آپ کے متعلق نیک گمان اور اچھی توقعات نے مجھے یہ کلمات لکھنے پر آمادہ کیا۔ خدا کرے کہ خالص ہمدردی اور دل سوزی سے نکلے ہوئے یہ چند کلمات جناب تک پہنچ جائیں اور آپ اطمینان کے ساتھ ان پر غور کریں جناب والا، مجھے آپ کے متعدد بیانات سے یہ بالکل واضح ہو چکا ہے کہ، یہ حقیقتاً وجود میں آنا ممکن تھا اور نہ اس کے بغیر اس کا باقی رہنا امکان میں ہے۔ ملک کے دونوں بازوؤں میں مشرقی اور مغربی کے طویل فاصلے اور زبان اور معاشرت کے اختلاف کے علاوہ ان دونوں علاقوں کے اندر وطنی، خاندانی زبانوں اور معاشرتوں کا ایسا اختلاف ہے کہ اس ملک کے باشندے اگر عام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا کی طرح وطنی، لسانی، نسلی اور لونی وحدتوں کی بنیاد پر پورے پاکستان میں کوئی وحدت پیدا کرنا چاہیں تو اس کا قطعاً کوئی امکان نہیں۔ یہاں انگلینڈ، امریکہ، روس اور جرمنی کے سیاسی تصورات سے کوئی وحدت قائم نہیں کی جاسکتی ہے۔ اسلام ہمارا وہ نقطہ وحدت ہے، جس کے درمیان کوئی پہاڑ اور دریا حائل نہیں ہو سکتا۔ نسلی اور وطنی قومیتیں تو کیا حائل ہوتیں۔ تحریک قیامِ پاکستان کے وقت اس کا مشاہدہ ہو چکا ہے کہ پنجابی، بنگالی، پٹھان، بلوچی، سندھی وغیرہ وغیرہ اپنے اپنے نسلی اور لسانی امتیازات کو یکسر چھوڑ کر، صرف اسلام کے نام پر ایسے متحد ہوئے کہ دنیا حیران رہ گئی، اس لئے پاکستان کے پورے نظم ونسق میں ہمیں کسی وقت یہ نہ بھولنا چاہیئے کہ ہمارے کسی قدم پر اسلامی شعائر اور مذہبی اقدار مجروح نہ ہوں۔ بلکہ جتنا ہم ان کو سربلند کریں گے، اتنا ہی پاکستان مضبوط اور سربلند ہو گا۔

اس وقت سوئے اتفاق سے متعدد ایسے امور پیدا ہو رہے ہیں، جن کے باعث عامۃ المسلمین میں شدید ہیجان واضطراب رونما ہو رہا ہے، اور یہ احساس کیا جارہا ہے کہ اسلامی شعائر واقدار کو مجروح کیا جارہا ہے۔ ان میں سب سے زیادہ عائلی کمیشن آرڈیننس ہے۔ سرِدست دیگر مسائل سے صرفِ نظر کرتے ہوئے، اس کے متعلق بر بنائے اخلاص ودل سوزی چند معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں، جیسا کہ میں نے عرض کیا، نہ میں کوئی سیاسی آدمی ہوں اور نہ ان شعبوں سے کوئی خاص شغف رکھتا ہوں۔ ساری زندگی درس وتدریسِ علومِ شرعیہ اور فتوے کے کام میں گزری۔ قیام پاکستان کی تحریک کے سلسلے میں بھی کسی سیاسی جماعت میں باقاعدہ شرکت کے بغیر دینی نقطہ نظر سے پوری سرگرمی کے ساتھ حمایت کی اور اس بناء پر دارالعلوم دیوبند سے جہاں ستائیس سال معلم اور مفتی کی حیثیت سے کام کیا تھا۔ کنارہ کشی اختیار کی۔ پاکستان میں بھی کچھ زمانہ تو دستور ساز اسمبلی کے مقرر کردہ بورڈ تعلیمات اسلامی کے رکن کی حیثیت سے دستوری مسائل کی دینی تحقیق میں یا حکومت کے مقرر کردہ لاء کمیشن کے رکن کی حیثیت سے اسلامی نقطہ نظر سے موجودہ قوانین کی اصلاح کی تجاویز میں صرف ہوا۔ ورنہ یہاں بھی میرے ساتھ سرگرمیوں کا مرکز اصلی یا ایک دینی مدرسہ ہے۔ یا فتوے کا کام۔ خصوصاً موخرالذکر کام اس نوعیت کا ہے۔ کہ اب جب تیس (30) سال کی مدت فتوؤں کی خدمت انجام دیتے ہوئے ہو چکی ہے۔ تو ہندو پاکستان ہی نہیں، بیرونی ممالک سے بھی مذہبی مسائل سے متعلق بکثرت سوالات آتے رہتے ہیں، اور میں اپنے علم وبصیرت کی حد تک اللہ ورسول کا حکم بتادیتا ہوں۔ رویتِ ہلال اور عائلی قوانین کے آرڈیننس کے متعلق بھی سوالات کی بھرمار ہو رہی ہے۔ ایسے عمومی سوالات کا جواب انفرادی طور پر دینے کی بجائے یہ زیادہ سہل اور موزوں ہوتا ہے کہ بغرضِ افادہ عام اخبار یا رسالہ کے ذریعہ مسئلہ کی وضاحت کردی جائے مگر بعض اوقات ملک میں اس سے بے چینی اور اضطراب بڑھنے کا خدشہ ہوتا ہے، جسے حتی الوسع روکنا ہمیشہ پیشِ نظر رکھتا ہوں۔ ایسی ہی صورت حال اس وقت بھی درپیش ہے۔ مختلف گوشوں سے سوالات چلے آرہے ہیں۔ مکمل سکوت اختیار کرنا ممکن نہیں ہے۔ اخبارات کے ذریعے مسئلہ کی وضاحت خلفشار کا موجب ہو سکتی ہے، جو کسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

طرح پسندیدہ نہیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس وقت جو سب سے زیادہ اہم قضیہ سامنے ہے، یعنی عائلی قوانین کا مسئلہ۔ اس کے متعلق سب سے پہلے کچھ ضروری معلومات اور دینی نقطہ نظر آپ کے سامنے اس توقع اور تمنا کے ساتھ پیش کر دوں کہ آپ حق پسندی سے کام لے کر اس کا ایسا حل نکال لیں گے جو مسلمانوں کے اس اضطراب و خلفشار اور احساس مظلومیت کو دور کر دے۔ کہ ان کے قوانین کا جو حصہ کفار کے تسلط کے دوران محفوظ رہ گیا تھا، آج وہ بھی مسخ و مجروح کیا جا رہا ہے۔

سردست محض نمونہ کے طور پر اس ایک مسئلہ کے چند پہلوؤں کے متعلق اجمالاً اظہار خیال کرتا ہوں اس کے متعلق یا دوسرے مسئلے (رویت ہلال کے متعلق) اگر تفصیلی معلومات کی ضرورت محسوس فرمائیں تو انہیں بھی پیش کیا جاسکتا ہے۔ تا کہ آپ مسئلہ کے تمام گوشوں پر نظر ڈال لیں اور غور فرمالیں اور ایسی راہ اختیار کریں جو شریعت اسلامی کے تحفظ کی ضامن ہو۔ اور عامتہ المسلمین کے قلوب کے لئے باعث اطمینان ہو، مجھے نہیں معلوم کہ بیرون پاکستان میں بھی مسلمان عوام اور اہل علم اسے جس نظر سے دیکھتے ہیں وہ آپ کے علم میں ہے یا نہیں۔ بہرحال اس کا تھوڑا سا اندازہ مولانا عبدالماجد دریابادی صاحب کے (جن سے غالباً آپ علی گڑھ کے زمانے سے واقف ہوں گے، اور جن کا انگریزی یا اردو ترجمہ و تفسیر قرآن بھی شاید آپ کے مطالعہ میں آیا ہو) اس تبصرہ سے ہو سکتا ہے جو انہوں نے اپنے قدیم و مشہور اخبار صدق لکھنؤ، مورخہ 17 رمارچ 1961ء میں کیا ہے۔ آپ کی سہولت کے لئے اس کے چند جملے نقل کرتا ہوں، جو اس قانون کی دفعات پر دینی حیثیت سے نکتہ چینی کے بعد لکھے ہیں۔ "کہنا چاہئے کہ اس فرمان سے حکومت نے تجدد کی پہلی قسط اپنے ملک پر نازل کر دی۔ اور شریعت میں وہ مداخلت وہ ترمیم یہ مسلم حکومت کر گزری جس کی ہمت نہ کبھی انگریز حکومت نے کی تھی، اور نہ وہاں تک ہندوستان کی سیکولر حکومت کے قدم ابھی تک پہنچے ہیں۔"

پاکستان میں سیاسی پارٹیوں کا دس سالہ دور حکومت کا نصف آخر غالباً زیادہ خلفشار اور بہت سی غلط کاریوں کا دور رہا ہے۔ آپ نے برسراقتدار آکر بہت سی غلط کاریوں کا ازالہ اور مختلف شعبوں کا ازسرنو جائزہ لینے اور ان کی اصلاح کا اعلان کیا۔ چنانچہ زرعی تعلیمی اور دیگر متعدد شعبوں کی اصلاحات کے لئے کمیشن مقرر ہوئے۔ اس دور کی ایک یادگار ازدواجی کمیشن کی سفارشات میں بھی جنہیں عوام کی شدید ناپسندیدگی کے پیش نظر ان حکومتوں نے نافذ کرنے سے احتراز برتا تھا۔

بہرحال، اب بھی اگر آپ نے اطمینان کے ساتھ غور فرمایا، جس کی مجھے قوی امید ہے۔ تو آپ سے مخفی نہ رہے گا کہ ان سفارشات کا بیشتر حصہ روح اسلامی اور احکام اسلامی دونوں کے منافی ہے۔ اور ان کے نفاذ کی کوشش خواہ کتنے ہی مخلصانہ عزائم کے ساتھ ہو۔ عامتہ المسلمین کے لئے شدید خلفشار، بددلی، بے چینی کا موجب ہو گی۔ جو ظاہر ہے کہ کسی طرح ملک وملت کے لئے کوئی پسندیدہ بات نہیں ہے۔ اگرچہ یہ جبر اس کے نفاذ میں کامیابی بھی ہو گئی تو یہ خوش آئند صورت نہ ہو گی کہ عوام کے دلوں میں اس قسم کی بے اطمینانی کی آگ اندر ہی اندر سلگتی رہے گی۔ میں اس مکتوب کے ساتھ آرڈیننس کے متعلق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چندا جمالی معروضات منسلک کر رہا ہوں اور اس دعا پر اسے ختم کر رہا ہوں۔

صدر مملکت پاکستان کا جواب

مری یکم جون 1961ء

محترمی و مکرمی۔
السلام علیکم

ازدواجی اور عائلی قوانین کے متعلق، آپ کا گرامی نامہ مجھے مل گیا تھا۔ میں نے اس کا بغور مطالعہ کیا۔ مجھے مسرت ہوئی کہ اس مسئلہ پر اظہار رائے کے لئے آپ نے افہام و تفہیم کا طریق اختیار فرمایا، ورنہ عام دستور تو یہ ہو گیا ہے کہ اختلاف رائے کے اظہار کے لئے اکثر علمائے کرام دوسری روش پسند کرتے ہیں۔ آپ نے جس متانت، سنجیدگی اور تفصیل سے اپنے خیالات تحریر فرمائے ہیں، اس کی میں دل سے قدر کرتا ہوں۔ آپ کے خط کے ساتھ منسلکہ نوٹ میں جو جزوی تفصیلات ہیں، ان پر غور ہو رہا ہے اور ان کے متعلق متعلقہ وزارت آپ کو الگ لکھے گی۔ یہاں پر میں فقط چند ذاتی گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کے ارشادات سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاشرہ میں بدرسوم کا عموماً اور ازدواجی رسوم کی اصلاح کا خصوصاً آپ کو بھی شدید احساس ہے۔ درحقیقت ہمارا معاشرہ جن بدعتوں کا شکار ہوا ہے، ان کی اصلاح سے کوئی ایمان دار اور روشن خیال انسان انکار نہیں کر سکتا۔

عوام کے ساتھ آپ کا جو گہرا رابطہ ہے، اس سے آپ پر اس حقیقت کا انکشاف ضرور ہوا ہو گا کہ ہمارے ملک میں تعدادِ ازدواج کے پردے میں جو مظالم ہوئے ہیں، ان سے صرف ہزاروں بے زبان مستورات اور معصوم بچے تباہ ہو جاتے ہیں بلکہ بے شمار خاندان بھی معاشی، اخلاقی اور سماجی طور پر برباد ہو جاتے ہیں۔ اہل ہنود میں ستی کی بدعت کو ہر ذی عقل اور باشعور انسان قابل نفرت سمجھتا رہا ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو ہماری ازدواجی رسوم بد عورتوں اور بچوں کے لئے ستی سے بھی زیادہ ہولناک ہیں۔ ستی میں تو صرف ایک بے گناہ عورت تو آگ میں جل کر جان دے دیتی ہے، لیکن ہمارے ملک میں بے شمار عورتیں ساری عمر ظلم و تشدد کی آگ میں بے بسی سے جلتی رہتی ہیں۔ میرے نزدیک یہ ایک عظیم ظلم اور وحشی پن ہے۔

اس ملک کا صدر ہونے کی حیثیت سے، میں ایسے مظالم سے چشم پوشی اختیار نہیں کر سکتا۔ جہاں تک میں کلام پاک کو سمجھ سکا ہوں۔ اس کی رو سے ظالم دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن کو اختیار ملے اور وہ اسے غلط اور ناجائز طور پر استعمال کریں۔ لیکن سب سے بڑا ظالم وہ ہوتا ہے جس کو معاشرہ کی طرف سے اختیار حاصل ہو اور وہ مظالم کے دور کرنے میں کوتاہی اور کم ہمتی سے کام لے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ازدواجی رسوم سے پیدا ہونے والے مظالم کے قلع قمع کا ایک ہی طریقہ ہے۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عائد کردہ حدود کے اندر ایسے ضابطے بنائے جائیں جو تعدد ازدواج کی بے راہ رویوں پر قابو پا سکیں۔ اس اصلاح کا فرض خود معاشرہ کا ذمہ تھا۔ لیکن صدیوں کے جمود کی وجہ سے ہمارا معاشرہ فی الحال اتنا بیدار نہیں ہوا کہ اپنی اصلاح کے لئے ایک کمیشن قائم کیا تھا۔ جس کے ممبر صاحب علم بھی تھے' قانون دان بھی تھے اور مسلمان بھی تھے۔ ایک اختلافی نوٹ کے علاوہ اس کمیشن نے چند متفقہ تجاویز سفارشات پیش کی تھیں۔ بعض سیاسی مصلحتوں کی وجہ سے سابقہ حکومتیں ان سفارشات کو عملی جامہ پہنانے کی جرأت نہ کر سکیں۔

جہاں تک میری اپنی ذات کا تعلق ہے' میں وقتی مصلحتوں کو بنیادی اصلاحات پر مقدم نہیں سمجھتا نہ ہی میں سستی شہرت اور ہر دل عزیزی کی خاطر ضروری اصلاحات کے نفاذ کو معرض التواء میں ڈالنا شرافت اور ایمان داری کی دلیل سمجھتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے ملاحظہ فرمایا ہو گا کہ پچھلے اڑھائی سال میں جتنی اصلاحات نافذ ہوئی ہیں وہ عارضی ہر دل عزیزی حاصل کرنے کے ان طریقوں سے بہت مختلف ہیں جو عام طور پر ارباب حکومت اختیار کرنے کے عادی ہیں۔ ہر اصلاح سے کسی نہ کسی طاقت' عنصر یا طبقہ پر ضرور ضرب پڑتی ہے۔ لیکن صرف اس وجہ سے اچھے اقدام کو پس پشت ڈالنا میرے ضمیر کے منافی ہے۔ مجھے دین سے محبت ضرور ہے۔ لیکن دین کے علم کا زیادہ دعویٰ نہیں۔ عائلی اور ازدواجی قوانین کے سلسلہ میں میں نے صرف ان زاویوں اور تجاویز پر عمل کیا ہے' جو کمیشن نے ترتیب دی تھیں اور جنہیں ہماری وزارت قانون نے پوری طرح جائزہ لینے کے بعد موجودہ شکل دی ہے۔

جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں' اس قانون کا قرآن شریف کے احکام یا حدیث کی تشریح کے ساتھ کسی قسم کا تصادم نہیں ہوتا' یہ قانون اصولوں سے نہیں بلکہ مسلمہ اصولوں پر عمل کے طریق کار سے تعلق رکھتا ہے۔

اصولوں سے انحراف تو قطعی ناممکن ہے۔ لیکن ان پر عمل کے طریق کار کو تقاضائے وقت کے ساتھ ساتھ وضع کرنا صرف حکومت کا ہی نہیں بلکہ خود علمائے کرام کا بھی فرض ہے۔ اس بات کو میں "فرض" اس لئے کہتا ہوں کہ یہی ایک طریقہ ہے جس سے ہم حال اور مستقبل کے دور میں زندگی کو لادینی کے غار سے بچا سکتے ہیں۔

ایک سیدھے سادھے مسلمان کی حیثیت سے میرا خیال ہے کہ سنت' حدیث اور فقہ کی روشنی میں ہمیں عمل کے ایسے طریقہ ہائے کار وضع کرنے پڑیں گے جو آج کل کی دنیا میں قابل عمل اور موجودہ اذہان جزم ہوں گے۔ یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی مروجہ روش سے ہٹ کر چلنے کی کوشش کی جاتی ہے تو یہ بات ان طبقوں پر بہت گراں گزرتی ہے جو اس کے عادی ہو چکے تھے۔ یا جن کے لئے وہ روش کسی قسم کے ذاتی یا جماعتی منفعت یا وقار کی باعث تھی لیکن سچے جذبہ خدمت کا یہی تقاضا ہے کہ ایسی ذہنی یا نفسیاتی رکاوٹوں کو ترقی کی راہ کا روڑا نہ بننے دیا جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اس خط کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتا' جبکہ میں اوپر عرض کر چکا ہوں' تفصیلی جواب آپ کو متعلقہ وزارت سے الگ مل جائے گا۔ یہاں پر میری صرف اتنی گزارش ہے کہ وہ لوگ' جن کو اللہ تعالیٰ نے دینی فہم و بصیرت عطا کی ہے۔ ان پر ایک بڑا بھاری فرض عائد ہوتا ہے۔ وہ فرض یہ ہے کہ مذہب کو غلط روایات اور تعصبات سے آزاد کر کے اس سائنسی دور میں ہر بڑھتی ہوئی ترقی کے ساتھ ہم قدم رکھا جائے۔ میرا ایمان ہے کہ اسلام ہی ایسا مذہب ہے جس میں ہر زمانے اور ہر بڑھتی ہوئی ترقی کے ساتھ ہم قدم رکھا جائے۔ میرا ایمان ہے کہ اسلام ہی ایسا مذہب ہے جس میں ہر زمانے اور ہر ماحول کا ساتھ دینے اور ان پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت موجود ہے۔ اگر آج زندگی اور مذہب ایک دوسرے سے ہم آہنگ نہیں ہیں تو اس میں کوتاہی ہماری اپنی ہے۔ مذہب یا زندگی کا قصور نہیں۔ آپ صاحب عمل' روشن خیال اور دردمند بزرگ ہیں۔ میری استدعا ہے کہ آپ ان گزارشات پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں۔

علماء کی اجتماعی کوششیں (مزاحمتی کوششیں)

عائلی قوانین کے خلاف علماء نے انفرادی کوششوں کے ساتھ ساتھ اجتماعی کوششیں بھی کیں۔ چنانچہ دیوبندی' بریلوی' اہل حدیث اور شیعہ مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے چودہ سرکردہ علماء نے لاہور میں باہم مشاورت کے ذریعے ایک متفقہ تبصرہ کیا۔ جس میں آرڈیننس کی دفعہ نمبر4 یعنی یتیم پوتے کی وراثت' دفعہ نمبر5 یعنی نکاح کی رجسٹری دفعہ نمبر6 تعددِ ازدواج پر پابندی' دفعہ نمبر7 طلاق کے احکام' دفعہ نمبر12 نکاح کی مدت کو دلائل کے ذریعے غیر اسلامی قرار دیا۔ ان چودہ علماء کے نام حسب ذیل ہیں۔

- مفتی محمد حسین مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور
- مولانا ابو البرکات سید احمد قادری ناظم مرکزی حزب الاحناف پاکستان
- مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی
- مولانا محمد ادریس کاندھلوی
- مولانا مفتی جعفر حسین مجتہد
- مولانا محمد عطاء اللہ حنیف
- مولانا سید محمود احمد رضوی
- مولانا ابن ابو الحسنات سید خلیل احمد قادری
- مولانا حافظ عبد القادر روپڑی
- مولانا حافظ محمود احمد روپڑی
- مولانا ابو یحییٰ امام نوشہروی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- مولانا عبدالستار نیازی
- مولانا حافظ کفایت حسین مجتہد
- حافظ محمد عبداللہ روپڑی

حافظ کفایت حسین نے لکھا

"مجھے اصل دفعات سے وہی اختلاف ہے جو اس مضمون میں ظاہر کیا گیا ہے۔ لیکن ان دفعات کی وضاحت میں جو امور تحریر فرمائے گئے ہیں' ان کے بعض اجزاء سے اتفاق نہیں ہے۔"

مولانا عبداللہ روپڑی نے لکھا

"مضمون بالا کی بعض جزئیات اگرچہ تفصیل طلب یا غور طلب ہیں' مگر اصل مقصد کے لحاظ سے میں اس پورے مضمون سے متفق ہوں" 21

ان چودہ علماء نے عائلی قوانین کے خلاف متفقہ رائے قائم کرتے ہوئے آغاز میں مصالحانہ انداز ہی اپنایا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے تبصرے کے شروع ہی میں یہ لکھا۔

"تاہم یہ امر موجب اطمینان ہے کہ آرڈی ننس کو فوری طور پر نافذ العمل قرار نہیں دیا گیا' اور اس کے نفاذ کو آئندہ کے کسی اعلان تک مؤخر رکھا گیا ہے۔ ہم اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر پورے دلائل کے ساتھ اس آرڈیننس کی کمزوریوں اور نقصانات کو واضح کرنا چاہتے ہیں۔ تا کہ حکومت پھر ایک مرتبہ غور کرے اور اس غلطی کی تلافی کرے۔ اب تک موجودہ حکومت کی یہ ایک قابل قدر روایت رہی ہے کہ اس کے کسی فیصلے کی غلطی اگر اس پر واضح کر دی گئی ہے تو اس نے اس فیصلے پر نظر ثانی کرنے میں تامل نہیں کیا ہے۔ ہم توقع رکھتے ہیں' کہ اس آرڈیننس کے معاملے میں بھی ایسا ہی کیا جائے گا۔" (22)

اسی طرح بعد میں سرحد کے چالیس سے زائد علماء نے اور مشرقی پاکستان کے چوراسی علماء نے ان سفارشات کے خلاف بھرپور احتجاج کیا۔ (23)

جارحانہ مزاحمت کے سلسلے میں کسی بھرپور تحریک کا سراغ تو نہیں ملتا البتہ بیانات اور تقاریر کے اندر ایسا انداز اختیار کرنے کے قرائن ملتے ہیں جس میں حکومت کو ہدف تنقید بنانے کے ساتھ ساتھ عوام کے جذبات کو ابھارنے کی کوشش کی گئی مثلاً جارحانہ انداز مزاحمت اختیار کرتے ہوئے ایک دانشور نے لکھا۔

"ہمارے ہاں کے زیر بحث...... مگر جبر سے ٹھونسے ہوئے...... عائلی قوانین کو اگر ان کی سطح سے ذرا نیچے اتر کر دیکھیں تو آپ یہاں دو مختلف نظریات حیات اور دو متضاد تہذیبوں کی آویزش دیکھیں گے۔ مغربیت...... جس نے خیالات و تصورات کے دائرے سے معرکہ کا آغاز کیا تھا اب صدی بھر میں بہت سے مراحل طے کر کے مسلمانوں کے پرسنل لاء کے محفوظ ترین دائرے میں خود مسلمانوں کے ہاتھوں یلغار کر رہی ہے یعنی اب مخالف تہذیب کے عساکر آخری قلعہ کی دیواریں توڑ کر عین حرم سرا میں گھس رہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ یہ جارحانہ پیش قدمی جس محاذ کی منت کش ہے۔ اس کی ترتیب ملاحظہ ہو۔ آگے آگے چند بیگمات دکھائی دیتی ہیں۔ ان کے پیچھے پرستارانِ فرنگ کا مختصر ساطبقہ پھران کے پیچھے نئے مجتہدین ہیں۔ جو ماڈرن اسلام کا پیکر تاویل کی چھلنی اور انکار سنت کے ہتھوڑے کی ضربوں سے تراش رہے ہیں۔ پھران سے پیچھے کمال ازم کی صہبا کے سرمست ہیں جو چاہتے تو یہ ہیں کہ ایک ہی انقلابی ریلے میں نظریہ اسلامی کا قلادہ اتار پھینکیں اور قوم اگر نہ مانے تو اس کے خون سے ہاتھ رنگیں۔ مگر خوئے غلامی نے ان میں اس سے زیادہ کوئی صلاحیت رہنے نہیں دی کہ وہ پیچھے بیٹھ کر سلسلہ جنبانی کرتے ہیں۔ پھر آخر میں بیرونی مربیانِ کرام آتے ہیں۔ یہ ماڈرن اسلام کا پہلا عملی تجربہ ہے۔ اگر اس وقت یہ بڑھا ہوا قدم جم گیا تو پھر پیش قدمی دور تک جاری رہے گی اس پہلے قدم کو روکنے کا یہی وقت ہے یہ سانپ اگر نکل گیا تو پھر لکیر پیٹنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ (24)

ان تمام مزاحمتی اقدامات کے پیش نظر عائلی قوانین کی تنسیخ کا بل قومی اسمبلی کے پہلے اجلاس میں پیش ہوا۔ جس کے محرک عباس علی خان تھے۔ اس سے قبل مغربی پاکستان کی صوبائی اسمبلی میں ایک قرارداد منظور کی جاچکی تھی۔ جس میں عائلی قوانین کی تنسیخ کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ قومی اسمبلی کے اجلاس میں اس موضوع پر زوردار بحثیں ہوئیں۔ مورخہ 4..... اکتوبر 1962ء کے قومی اسمبلی کے اجلاس میں یہ بل کثرت رائے سے ناکام ہوگیا۔ (26)

اس طرح ردوکد اور مخالف وموافق تموج سے گزرتے ہوئے عائلی کمیشن کی رپورٹ پر مبنی عائلی قوانین منظور ہوگئے اور پاکستان کے قانون کا حصہ قرار پائے۔ اگرچہ وقتاً فوقتاً بعد میں بھی انتظامی نوعیت کی ترامیم ہوتی رہیں لیکن بنیادی قوانین رپورٹ پر مبنی ہی قائم رہے اور اس وقت تک پاکستان میں یہی قوانین جاری ہیں مخالفت کا پہلا زور ختم ہوچکا تھا۔ البتہ حال ہی میں ملتان کے ایک ایڈووکیٹ خادم ندیم ملک نے ہائی کورٹ ملتان بنچ میں ایک مقدمہ دائر کیا ہے کہ ایک سے زائد شادی کرنے پر پابندی خلافِ شریعت ہے لہٰذا اس حکم کو خلاف شریعت قرار دیتے ہوئے منسوخ کیا جائے۔ مقدمہ عدالت میں زیر بحث ہے۔

1992ء کی آخری سہ ماہی میں وفاقی شرعی عدالت نے ایک مقدمے کا فیصلہ سناتے ہوئے مسلم فیملی لاء آرڈیننس کی دفعہ 7 کو غیر اسلامی قرار دے دیا۔ تفصیل اس مقدمے کی یہ تھی کہ ایک شخص اللہ یار نے صاحب خاتون نامی عورت سے نکاح کر لیا جبکہ مذکورہ خاتون نے اپنے پہلے شوہر نور محمد سے قانون کے مطابق طلاق حاصل نہ کی تھی۔ اللہ یار اور صاحب خاتون پر حدود آرڈیننس کے تحت مقدمہ درج ہوا اور فیصل آباد کی عدالت نے ان دونوں کو دس دس سال قید اور تیس تیس کوڑوں اور دس دس ہزار روپے جرمانے کی سزا سنادی۔ جس کو شرعی عدالت نے منسوخ کر دیا اور کہا کہ فیملی لاز آرڈیننس کی دفعہ 7 خلاف شریعت ہے۔ اسی طرح "سپریم کورٹ کے اپیلٹ بنچ نے عائلی قوانین (فیملی لاز) آرڈیننس کے سیکشن 7 کو خلاف اسلام قرار دیتے ہوئے یہ فیصلہ دیا ہے کہ کوئی طلاق متعلقہ یونین کونسل کے چیئرمین کو نوٹس بھجوائے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بغیر بھی موثر ہوگی۔ کورٹ نے یہ فیصلہ دیا کہ عدت کی مدت 39 دن ہے جبکہ موجودہ عائلی قوانین میں یہی مدت 90 دن ہے۔ عدالت نے شادی کے جائز ہونے کے سوال پر کہا کہ اگر رائج الوقت قانون اور اسلام کی تعلیمات میں اس حوالے سے تضاد ہو تو اسلام کی تعلیمات کے تحت فیصلہ ہو گا۔ عدالت نے قرار دیا کہ اگر کوئی شادی شریعت کی رو سے جائز ہے تو یہ جائز ہی تصور ہوگی خواہ کوئی دوسرا رائج الوقت قانون اسے درست نہ مانتا ہو۔ جسٹس محمد رفیق تاڑر، جسٹس پیر کرم شاہ اور جسٹس تقی عثمانی پر مشتمل سپریم کورٹ کے اپیلیٹ بنچ نے یہ فیصلہ ایک شخص اللہ داد کی اپیل مسترد کرتے ہوئے دیا۔ جو اس نے اپنی سابقہ بیوی رشیدہ اختر اور ایک شخص مختار کے خلاف ان کی زنا کے جرم سے بریت کے خلاف دائر کی تھی۔ عدالت نے فیصلہ دیا کہ اب یہ واضح ہے کہ اسلام کی تعلیمات کی رو سے چیئرمین یونین کونسل کو طلاق کا نوٹس دیا جانا لازمی نہیں اور شوہر کی طرف سے زبانی یا تحریری طور پر دی گئی طلاق کو شریعت میں اس بنیاد پر غیر موثر اور ناجائز نہیں قرار دیا جا سکتا کہ اس کا نوٹس متعلقہ یونین کونسل کے چیئرمین کو نہیں بھجوایا گیا۔ "زنا" کے بارے میں عدالت نے فیصلہ دیا کہ کسی مرد اور عورت کو اس وقت تک زناء کا مرتکب قرار نہیں دیا جا سکتا جب تک کہ وہ رضامندی کے ساتھ جنسی فعل نہ کریں۔ اگر کسی مرد اور عورت کے پاس یہ تعین کرنے کے لئے معقول وجوہات ہوں کہ وہ میاں بیوی ہیں تو اس صورت میں جنسی فعل کو رضامندی کے ساتھ کیا گیا "زنا" کا جرم قرار نہیں دیا جا سکتا۔ عدالت نے اس بات پر زور دیا کہ زناء آرڈیننس کی تاویل و تعبیر قرآن پاک اور سنت مبارکہ میں دی گئی اسلامی تعلیمات کے مطابق کرنی چاہئے۔ عدالت نے قرار دیا کہ آرڈیننس میں جائز شادی کی کوئی تعریف درج نہیں لہٰذا اس شادی کی تعریف قرآن وسنت کی روشنی میں آرڈیننس کی قانون سازی کرنے والوں کی نیت کے مطابق کی جانی چاہئے جس کا اظہار آرڈیننس کے عنوان اور ابتدائیہ میں کیا گیا ہے عدالت نے قرار دیا کہ اگر کوئی عورت اپنے خاوند سے طلاق لینے اور عدت پوری کرنے کے بعد کسی اور مرد سے شادی کرتی ہے تو ایسی شادی کو اس بناء پر ناجائز نہیں قرار دیا جا سکتا کہ اس کے سابق خاوند نے مسلم فیملی لاء آرڈیننس کے سیکشن سات کے تحت یونین کونسل کے چیئرمین کو طلاق کا نوٹس نہیں بھجوایا۔ عدالت نے اپنے فیصلے میں کہا چونکہ قرارداد مقاصد کو آئین کا حصہ بنا دیا گیا ہے لہٰذا اعلیٰ عدالتیں اگر کسی قانون کو خلاف اسلام سمجھیں تو اسے آئین کے منافی قرار دے سکتی ہیں۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

1......پینل کوڈ ایکٹ نمبر ایکس ایل وی آف 1860ء بتاریخ 1960ء 10-6

2......ماہنامہ دار العلوم دیو بند۔ مسلم پرسنل لاء نمبر صفحہ 33

3...... قاضی ایکٹ نمبر 12 آف 1880ء بتاریخ 1980ء 7-9

4......برطانوی ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم جلد 1' صفحہ 164' ڈاکٹر رشید جالندھری

5......جواہر الفقہ' جلد 2' صفحہ 17' مفتی محمد شفیع

6......" " "" " "

7...... حقوق الزوجین صفحہ 14' سید ابو الاعلیٰ مودودی

8...... " صفحہ 15' "

9......جواہر الفقہ صفحہ 17 مفتی محمد شفیع

10......طلوع اسلام' صفحہ 57' اکتوبر 1963ء

11......دار العلوم دیو بند مسلم پرسنل لاء نمبر صفحہ 25-26

12......الارشاد جدید کراچی صفحہ 2

13...... گزٹ آف پاکستان کراچی جون 20ر 1956ء صفحہ 1197-1198

14......الارشاد جدید کراچی

15......گزٹ آف پاکستان کراچی' جون 20ر 1956ء وزارت قانون مجریہ 11ر جون 1956ء

16...... "" " "

17......الارشاد جدید کراچی۔

18...... گزٹ آف پاکستان جون 1956ء صفحہ 1202

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

19...... طلوع اسلام' جون 1959ء صفحہ 78

20...... " " "

21...... مسلم فیملی لاز آرڈیننس پر علماء کا تبصرہ صفحہ 3

22...... نوائے وقت 2 جولائی 1961ء

23 " 22 جولائی 1961ء

24...... " 11 اگست 1961ء

25...... " 3 ستمبر 1961ء

26...... امروز 4 مارچ 1961ء

27...... جواہر الفقہ جلد 2' صفحہ 14 تا 20' مفتی محمد شفیع

28...... " "صفحہ 20 " "

29...... " " صفحہ 40 " "

30...... روزنامہ انجام پشاور' 6 مارچ 1961ء

31...... مسلم فیملی لاء آرڈیننس پر علماء کا تبصرہ' صفحہ 21-22

32...... " " "صفحہ 3

33...... جواہر الفقہ جلد 2' صفحہ 19' مفتی محمد شفیع

34...... ترجمان القرآن ستمبر 1963ء

35...... نوائے وقت' 5 اکتوبر 1962ء

36...... روزنامہ جنگ لاہور' 25 اپریل 1989ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب سوم

طبقاتی ردعمل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طبقاتی ردِّ عمل

دوسرے باب میں مزاحمتی کوششوں کا تذکرہ تھا جو مختلف طبقوں کی طرف سے عائلی قوانین کو منسوخ کراتے یا منظور کرانے کے سلسلے میں کی گئیں۔ اس باب میں ہم طبقاتی ردِ عمل کے عنوان سے ان اثرات کا جائزہ لیں گے جو معاشرے کے مختلف اطراف پر رونما ہوئے یا جن کی وجہ سے پاکستانی معاشرہ مختلف حوالوں سے متاثر ہوا۔ عائلی کمیشن کے مسئلہ میں بنیادی تین فریق تھے۔

1۔ قوت نافذہ یعنی حکومت وقت "

2۔ حاملین شریعت یعنی علمائے کرام

3۔ طبقہ نسواں

عائلی قوانین کا نفاذ فوجی حکومت کے آرڈیننس کے ذریعے عمل میں آیا تھا اور فوجی حکومت کے سربراہ جنرل محمد ایوب صاحب تھے۔ لہٰذا حکومت کے ردعمل کے طور پر موصوف ہی کی بات زیادہ اصل وزنی تھی۔ لہٰذا یہاں انہی کے الفاظ کو حکومتی ترجمان کے طور پر پیش کرنا کافی ہو گا۔ محمد ایوب خان نے اپنے ردّعمل کا اظہار مفتی محمد شفیع صاحب کے خط کے جواب میں کیا۔ ان کا کہنا تھا۔

"اس قانون کا قرآن شریف کے احکام یا حدیث کی تشریح کے ساتھ کسی قسم کا تصادم نہیں ہوتا۔ یہ قانون اصولوں سے نہیں بلکہ مسلّمہ اصولوں پر عمل کے طریق کار سے تعلق رکھتا ہے۔ اصولوں سے انحراف تو قطعی ناممکن ہے لیکن ان پر عمل کے طریق کار کو تقاضائے وقت کے ساتھ ساتھ وضع کرنا صرف حکومت کا ہی نہیں بلکہ خود علمائے کرام کا بھی فرض ہے۔ ایک سیدھے سادے مسلمان کی حیثیت سے میرا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیال ہے کہ سنت وحدیث اور فقہ کی روشنی میں ہمیں عمل کے ایسے طریقہ ہائے کار وضع کرنے پڑیں گے جو آج کل کی دنیا میں قابلِ عمل اور موجود اذان کے لئے قابل قبول ہوں۔ اگر ہم نے اس میں کوتاہی کی تو ہم خود زندگی اور مذہب کے درمیان ایک گہری خلیج حائل کرنے کے مجرم ہوں گے۔" 1

دینی اثرات۔۔۔ علماء کا اتحاد اور اجتماعی ردعمل

عائلی قوانین کے نفاذ کے بعد دینی اثرات کے حوالے سے سب سے پہلا ردعمل طبقہ علماء کی طرف سے یہ سامنے آیا کہ مختلف مکاتبِ فکر کے علماء میں اتحاد واتفاق کی فضا پیدا ہوئی اور انہوں نے اس معاملے میں باہمی اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اجتماعی فیصلے کئے اور متحدہ طور پر ان قوانین کے خلاف لائحہ عمل مرتب کیا۔ چنانچہ مرکزی حکومت کے وزیر محمد ابراہیم صاحب کے اعلانِ آرڈیننس کے بعد مختلف مکاتبِ فکر کے علماء نے متفقہ طور پر ان تمام شقوں کا جائزہ لیا اور آرڈیننس کی غیر اسلامی دفعات پر بھرپور تنقیدی تبصرہ کیا۔ ان علماء کی تعداد چودہ تھی جن میں دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث اور شیعہ سبھی علماء شامل تھے۔ جن کی تفصیل سابقہ باب میں گزر چکی ہے۔ ان علماء کے نزدیک قابل اعتراض شقیں حسب ذیل ہیں۔

1۔ دفعہ نمبر 4 یتیم پوتے کی وراثت

2۔ دفعہ نمبر 5 نکاح کی رجسٹری

3۔ دفعہ نمبر 6 تعددِ ازدواج پر پابندی

4۔ دفعہ نمبر 7 طلاق کے احکام

5۔ دفعہ نمبر 12 نکاح کی مدت

علمائے مذکورہ پانچوں دفعات کو خلاف شریعت قرار دیا۔ اور دلائل کے ذریعے ان کی تردید کی۔ اگرچہ علماء اس تردید پر متفق تھے البتہ مسودے پر دو علماء نے اپنے مختصر اختلافی نوٹ تحریر کئے۔ جن کا تذکرہ اس سے قبل ہو چکا ہے 2

علمائے اہلِ حدیث کا ردِّ عمل

اس اجتماعی ردعمل کے تذکرے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مختلف مکاتبِ فکر پر مرتب ہونے والے اثرات کا جائزہ لیا جائے۔ جس کا اظہار مختلف انداز میں علیحدہ علیحدہ رونما ہوا اور جس سے دینی حلقے متاثر ہوئے چنانچہ سب سے پہلے ہم علمائے اہل حدیث کے ردعمل کا تذکرہ کریں گے کیونکہ ان کی طرف سے علماء کے اجتماعی لائحہ عمل اور متفقہ ردعمل کے بعد اختلافی صورتحال سامنے آئی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کی سالانہ کانفرنس مورخہ 2۔3۔4 نومبر 1962ء کو لاہور میں منعقد ہوئی۔ جس کی بیشتر کارروائی جماعت اہل حدیث کے ترجمان الاعتصام نے شائع کی۔ اس کانفرنس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں علاوہ دیگر قرار دادوں کے ایک قرار داد عائلی قوانین کے بارے میں بھی تھی جس میں کہا گیا۔

(1) عائلی قوانین کی حمایت اور اس کی مخالفت میں اعتدال کی راہ اختیار نہیں کی جا رہی ہے۔
کانفرنس کی رائے میں اس کی بعض دفعات تو بے شک نصوصِ شرعیہ کے مخالف ہیں لیکن بعض دفعات اصلاح طلب اور بعض قابل قبول ہیں 3

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جماعت اہل حدیث کے معروف ہفت روزہ الاعتصام کے ردعمل کا بھی تذکرہ کر دیا جائے جو اس وقت جماعت اہل حدیث کا صحیح ترجمان تسلیم کیا جاتا تھا اور اب بھی ہے تاکہ عائلی قوانین کے ضمن میں اہل حدیث مکتبِ فکر کا صحیح ردِ عمل واضح ہو سکے۔ ہفت روزہ الاعتصام نے اس معاملے میں میانہ روی اختیار کرنے کا مشورہ دیا اور اس بحث کے دوران اپنے بیشتر شماروں میں یکے بعد دیگرے خوب کھل کر اپنے موقف کو بیان کیا۔ الاعتصام کے نزدیک عائلی کمیشن کی سفارشات نہ تو سب کی سب ایسی تھیں کہ ان کو من وعن قبول کر لیا جاتا اور نہ ہی سب کی سب ایسی کہ ان کو یکسر خلافِ شریعت قرار دے دیا جاتا۔ لہٰذا الاعتصام نے علماء کو مشورہ دیتے ہوئے کہا کہ "انصاف یہ ہے جو بات غلط ہے۔ اسے غلط کہا جائے اور جو صحیح ہے اسے صحیح تسلیم کر لیا جائے" نیز یہ کہ 39ء میں ہندوستان کی مرکزی اسمبلی میں سید محمد احمد کاظمی مرحوم نے بھی ایک بل پیش کیا تھا اور اس کے پیچھے جمعیت العلماء ہند کی کوششیں کار فرما تھیں یہ بل منظور ہو گیا تھا۔ اس میں نکاح و طلاق کے سلسلے میں اسی قسم کے مسائل تھے جو موجودہ قوانین میں ہیں۔ اس پر آج تک عمل ہوتا رہا اور کسی نے اس کی مخالفت نہ کی۔ آخر آج ان قوانین کی مخالفت کیوں ضروری سمجھی گئی۔ الاعتصام نے علماء کو مشورہ دیا کہ وہ از سر نو تمام مل کر ان قوانین کا جائزہ لیں اور کوئی درمیانی راہ اختیار کریں۔ کیونکہ تعلیم یافتہ طبقہ ان کے رویئے کی وجہ سے غلام احمد پرویز کی طرف رجوع کرے گا اور اس کی فکر سے متاثر ہو جائے گا۔

"ہمارے خیال میں اس میں افراط وتفریط کا جذبہ زیادہ کار فرما ہے۔ ہر فریق نے اس کی انتہا کو اختیار کیا یعنی یا تو اس کی انتہائی مخالفت کی یا انتہائی موافقت .... ان (یعنی علماء) کے منصب بلند کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ بھی عوام کی طرح افراط وتفریط کا شکار ہو جائیں۔" 4

گویا جمعیت اہل حدیث اور ان کے ترجمان الاعتصام نے اپنے اجتماعی موقف میں اس ردِ عمل سے مختلف روش کو اپنایا جو اس سے قبل مختلف مکاتبِ فکر کے نمائندہ علماء اختیار کر چکے تھے۔ جبکہ ان میں اہل حدیث کے نمائندہ مولانا عطاء اللہ حنیف نے علمائے اہل حدیث کی طرف سے دستخط بھی کئے تھے۔ اس موضوع پر الاعتصام کے اسی شمارے میں مولانا داؤد غزنوی نے مسلم فیملی لاء آرڈیننس پر ایک نظر کے عنوان سے بھرپور مقالہ تحریر کیا۔ انہوں نے چودہ علماء کے متفقہ تبصرہ کو ہدف تنقید بنایا اور اس متفقہ رائے سے ہٹ کر اختلاف اور اتفاق کی ایک نئی روش اختیار کی۔ اگرچہ غزنوی صاحب نے کچھ پہلو عائلی قوانین کے بہتر بھی قرار دیئے تاہم مجموعی طور پر ان کا رویہ عائلی قوانین کی مذمت ہی کا تھا۔ چنانچہ انہوں نے کہا!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اس دفعہ میں (یعنی دفعہ نمبر7) طلاق کے لئے جو دفعات تجویز کی گئی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ کسی ایسے شخص یا اشخاص نے مرتب کی ہیں جو قرآن وسنت سے بالکل ناواقف یا دیدہ دانستہ احکام کتاب وسنت کو پس پشت ڈال کر جدید احکام وضع کرنا چاہتے ہیں اور ان کی خلاف ورزی کرنے والوں کو سزا دینے کے لئے بہت بے چین ہیں۔

نزاعی صورتحال کا ظہور

یہ بات پہلے زیر بحث آچکی ہے کہ چودہ علماء کے متفقہ تبصرہ میں اہلِ حدیث مکتبِ فکر کی نمائندگی مولانا عطاء اللہ حنیف صاحب نے کی تھی اور اس متفقہ تبصرہ پر دستخط بھی کیے تھے لیکن بعد میں جب الاعتصام اور مولانا داؤد غزنوی صاحب کے اختلافی بیانات شائع ہوئے تو عجیب صورتحال پیدا ہوگئی اور ایک ہی مسلک (اہل حدیث) کے علماء میں باہم نزاعی کیفیت پیدا ہوگئی جس کی مثال پاکستان میں پہلے دیکھنے میں نہیں آئی تھی۔ مولانا داود غزنوی نے جو اہل حدیث کے سربراہ تھے۔ انہوں نے متفقہ تبصرہ سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ عطاء اللہ حنیف اس مجلس میں دستخط کے مجاز نہ تھے۔ گویا ان کا رویہ متفقہ رائے سے مختلف ہے اس اختلافی صورتحال کے پریس میں آتے ہی خوب رائے زنی شروع ہوگئی۔ اور یہ تاثر عام ہوگیا کہ جماعتِ اہل حدیث عائلی قوانین کے معاملے میں علماء کا ساتھ نہیں دے رہی۔حالانکہ متحدہ علماء کونسل میں اہلحدیث مکتبِ فکر کی نمائندگی مولانا عطا اللہ حنیف نے کی تھی جو جمعیت اہلحدیث حلقہ لاہور کے صدر تھے۔ انہوں نے تمام علماء کے ساتھ اس مسودے پر دستخط بھی کئے جن میں عائلی قوانین کو رد کیا گیا تھا۔ روزنامہ کوہستان کی اشاعت 11ر ستمبر 1963ء میں مولانا عطاء اللہ حنیف صاحب کا انٹرویو شائع ہوا۔ اس انٹرویو میں انہوں نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا۔

"مولانا غزنوی کے یہ ذاتی تاثرات ہیں جن کو قرآن وحدیث یا آثارِ صحابہ کی رُو سے ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ مولانا کا یہ ذاتی اجتہاد ہے جس کی پابندی جماعت اہل حدیث کے لئے نہ واجب ہے نہ مستحب میرے خیال میں جماعت کا عمومی موقف تعدد ازدواج کے حق میں اور عائلی قوانین کے خلاف ہے۔ 6

مولانا داؤد غزنوی اور مولانا عطاء اللہ حنیف کے مابین اس نزاعی کیفیت کے جواب اور ردِ جواب سے عجیب صورتحال پیدا ہوگئی۔ اس کی وضاحت اہل حدیث حضرات کی طرف سے اس طرح کی گئی کہ یہ ایک اجتہادی غلطی تھی کیونکہ مولانا غزنوی اپنی سفری تکلیف کے پیش نظر اجلاس میں شریک نہیں ہوسکتے تھے انہوں نے اپنی طرف سے عطاء اللہ صاحب کو وہاں بھیج دیا۔ مولانا عطاء اللہ صاحب خود کو غزنوی صاحب کا نمائندہ سمجھ کر دستخط کر گئے جبکہ غزنوی صاحب نے انہیں محض حالات کا جائزہ لینے کے لئے بھیجا تھا۔ اجازت انہیں حاصل نہ تھی۔ 7

علمائے اہل حدیث کے مابین جب یہ نزاعی کیفیت سامنے آئی تو مختلف دینی جرائد میں جماعت اہل حدیث کے موقف کی تردید میں مضامین تحریر ہوئے جس سے اتحاد کی فضا مزید مکدّر ہوگئی۔ اس سلسلے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ایک انتہائی سخت مضمون ترجمان القرآن کی اشاعت ستمبر 1963ء میں طبع ہوا۔ جس میں مضمون نگار نعیم صدیقی نے مولانا داؤد غزنوی کے موقف نہایت شدید الفاظ میں تنقید کی۔ اس مضمون کا عنوان مولانا داؤد غزنوی کے خیالات پر تنقیدی نظر" تھا۔ یہ عنوان ہی مضمون کے مندرجات کی شدت پر دال ہے۔ مضمون نگار نے یہاں تک لکھا "فی نفسہٖ اختلافات قابل گرفت چیز نہیں البتہ جب اختلاف غلط موقع پر اور غلط طریقے سے کیا جائے تو وہ قابل گرفت ہو جاتا ہے۔ محترم مولانا داؤد غزنوی ادارہ الاعتصام اوران کے ہم خیال حضرات نے ایسے موقعہ پر اور ایسے طریق سے اختلاف کیا ہے کہ ہر ذی شعور مسلمان کے لئے اس کا نوٹس لینا ضروری ہو گیا ہے۔" 8

مولانا محمد حنیف ندوی

عائلی کمیشن کی سفارشات پر کمیشن کے ایک عالم رکن مولانا احتشام الحق تھانوی نے اختلافی نوٹ تحریر کیا تھا۔ جب یہ نوٹ سامنے آیا تو بعض جدت پسند علماء نے بڑے سخت ردعمل کا اظہار کیا۔ ان علماء میں ایک مولانا محمد حنیف ندوی بھی ہیں۔ مولانا محمد حنیف مسلکاً اہل حدیث ہیں۔ اس وقت وہ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور سے منسلک تھے۔ اس ادارہ کے تحت ماہنامہ ثقافت شائع ہوتا تھا۔ مولانا حنیف ندوی صاحب نے اکتوبر 1956ء کے شمارے میں مولانا احتشام الحق تھانوی کے خلاف ایک سخت اداریہ تحریر کیا۔ جس میں یہ قرار دیا کہ مولانا احتشام الحق کی فکر کے نام نہاد عالم دراصل اسلام کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ یہ لوگ مسائل کا معروضی حالات میں جائزہ لینے کی بجائے کنزالدقائق، ہدایہ اور شرح وقایہ کی رٹی رٹائی باتوں ہی کو اسلام تصور کیے بیٹھے ہیں۔

لہٰذا ان تمام تر اختلافی نوٹ کی ترتیب میں زیادہ تر کوشش اس امر کی گئی ہے کہ عوام کے جذبات کو اراکینِ کمیشن کے خلاف کیوں کر ابھارا اور اکسایا جاسکتا ہے۔ مولانا حنیف ندوی صاحب کے مطابق سفارشات قطعاً غیر اسلامی نہیں تھیں۔ بلکہ عین شریعت کا تقاضا تھیں۔ انہوں نے کہا کہ ان سفارشات کو غیر شرعی یا غیر اسلامی قرار دینا اسلام کی روح کے عدم فہم کی دلیل ہے کہ اسلام تمام زمانوں کے مسائل پر اثر انداز ہونے کے ساتھ ساتھ ان کا شافی و کافی حل بھی دیتا ہے۔ تاثرات ہی کے عنوان سے مولانا محمد حنیف ندوی صاحب نے دوسرا اداریہ مولانا احتشام الحق کے خلاف نومبر 1956ء کے ماہنامہ ثقافت میں تحریر کیا۔ اور اس میں بھی بڑے سخت الفاظ میں احتشام الحق صاحب کو رجعت پسند اور دین کی سطحی تعلیم رکھنے والا قرار دیا۔

مولانا امین احسن اصلاحی

مولانا امین احسن اصلاحی، مولانا حمید الدین فراہیؒ کے نامور شاگرد ہیں اور انہی کی فکر کے حامل جیّد علماء میں ان کا شمار ہوتا ہے انہوں نے عائلی کمیشن کی رپورٹ پر مبسوط تبصرہ کیا۔ اور اسی عنوان سے کتاب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی تصنیف کی۔ انہوں نے عائلی کمیشن کی تشکیل کی نوعیت، کمیشن کے ارکان کے اوصاف، کمیشن کی حدودِ کار، اصولِ اجتہاد، اجتہاد کی تعریف، سوشل جسٹس، استحسان، حالات کا تقاضا، فقہ کی اہمیت، کے عنوانات پر الگ الگ مفصل بحث کی اور اس تمام بحث میں دلائل کے ذریعے کمیشن کی سفارشات کو غیر اسلامی اور نامعقول قرار دیا۔ نیز ارکان کمیشن کے علمی مقام کو بھی زیرِ بحث لاتے ہوئے یہ کہا کہ ان تمام ارکان میں سے ماسوائے ایک رکن کے کوئی بھی ایسا نہیں جو پوری طرح اسلامی تعلیمات اور فقہی امور سے آگاہی رکھتا ہو۔ آگاہی تو درکنار بیشتر ارکان تو ناظرہ قرآن پڑھنا بھی نہیں جانتے۔ لہٰذا ایسے افراد سے عائلی مسائل کی تدوین کا کام لینا قطعی طور پر نامناسب ہے۔ یہ پوری تفصیل بیان کرنے کے بعد مولانا نے رپورٹ سے متعلق اپنی مختصر رائے یہ ظاہر کی ہے کہ!

"ان سفارشات کی منظوری کے بعد پاکستان میں جو قوم بستی ہے۔ اس کے عائلی اور معاشرتی نظام ہی کی نہیں بلکہ پورے نظام زندگی کی چولیں ہل جائیں گی"۔ 10

علمائے اہل السنۃ

پاکستان میں اہل السنۃ کے دو معروف فرقے ہیں۔ ایک دیوبندی اور دوسرا بریلوی۔ جہاں تک بریلوی مکتبِ فکر کے علماء کا تعلق ہے۔ ہمارے مطالعے میں کوئی ایسی تحریر نہیں گذری جس میں کسی بریلوی عالم نے عائلی قوانین پر اپنی انفرادی حیثیت سے تبصرہ کیا ہو یا اپنے کسی ذاتی ردِ عمل کا اظہار کیا ہو البتہ اجتماعی لحاظ سے بریلوی مکتبِ فکر کے علماء نے اس متفقہ تبصرہ پر دستخط کیے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ دیو بندی مکتبِ فکر کے ایک معروف عالم مولانا احتشام الحق تھانوی عائلی کمیشن کے رکن تھے۔ انہوں نے کمیشن کی رپورٹ پر بھرپور اختلافی نوٹ تحریر کیا تھا جس کا مفصل تبصرہ اس سے پہلے باب میں ہو چکا ہے۔ جب حکومت کی طرف سے ان سفارشات کے نفاذ کا آرڈیننس جاری ہوا تو مولانا نے اپنی سابقہ رائے پر صاد کیا اور ایک بیان میں اپنے ردِ عمل کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا "عائلی کمیشن کی جن سفارشات سے مجھے اختلاف تھا۔ میں آج بھی سابقہ رائے پر قائم ہوں اور جن وجوہ کی بنا پر اختلاف کیا تھا وہ آج بھی موجود ہیں۔ میری ناقص رائے یہ ہے کہ ان سفارشات کو مزید کچھ دنوں تک کے لئے ملتوی رکھا جائے اور علماء سے مشورہ کرنے کے بعد اس آرڈیننس کو نافذ کیا جائے۔ شرعی قوانین میں ہر طبقہ کے علماء کا اتفاق ہے اور وہ عائلی مسائل میں تقریباً سب متحد ہیں۔ صرف چند ماہرینِ قانون اور سماجی کارکنوں کے مشورے سے اس کو قطعی صورت دے دینا میری رائے میں قبل از وقت ہو گا۔ 11

مفتی محمد شفیع

دیوبندی مکتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے مفتی محمد شفیع معروف عالم دین ہیں۔ انہوں نے عائلی قوانین سے متعلق اپنے ردِ عمل کا اظہار کرتے ہوئے اس وقت کے صدرِ مملکت جنرل محمد ایوب خان کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خط میں لکھا "ان سفارشات کا بیشتر حصہ روحِ اسلامی اور احکامِ اسلامی دونوں کے منافی ہے اور ان کے نفاذ کی کوشش خواہ کتنے ہی مخلصانہ عزائم کے ساتھ ہو۔ عامۃ المسلمین کے لئے شدید خلفشار بد دلی و بے چینی کا موجب ہوگی جو ظاہر ہے کہ کسی طرح ملک وملت کے لئے کوئی پسندیدہ بات نہیں۔ اگرچہ بہ جبر اس کے نفاذ میں کامیابی ہو بھی گئی تو یہ خوش آئند صورت نہ ہوگی کہ عوام کے دلوں میں اس قسم کی بے اطمینانی کی آگ اندر ہی اندر سلگتی رہے گی"۔ 12

مولانا ظفر احمد عثمانی

مولانا ظفر احمد عثمانی کا شمار قائداعظم کے معتمد ساتھیوں میں ہوتا ہے۔ پاکستان کے لئے ان کی خدمات کے اعتراف میں قائداعظم مرحوم نے انہیں مشرقی پاکستان میں سب سے پہلے پاکستان کی پرچم کشائی کرنے کی درخواست کی تھی۔ انہوں نے رپورٹ کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا "پاکستان میں دستورِ اسلامی پاس ہونے کے بعد شادی کمیشن نے جو سفارشات پیش کی ہیں۔ ان سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ ہمارا برسر اقتدار طبقہ اسلام اور کتاب وسنت کو سمجھنے کے لئے اصلاً کوشش نہیں کرتا بلکہ محض یورپ یا کمال ازم کی نقالی کرنا چاہتا ہے مگر اس کی جرأت وجسارت کے آگے مصطفیٰ کمال پاشا بھی کسی شمار میں نہیں کیونکہ وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ سفارشات کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق مرتب کی گئی ہیں..........

میں صاف کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ان سفارشات میں کتاب وسنت اور فقہائے امت سے صریح بغاوت کی گئی ہے۔ ان کو کتاب وسنت کے مطابق کہنا کھلم کھلا قرآن وسنت کے ساتھ استہزاء کرنا ہے جس کو ملت اسلامیہ اورخدا اور رسول ہرگز معاف نہیں کرسکتے میں حکومت سے خیر خواہانہ اپیل کرتا ہوں۔ کہ بس بہتر یہی ہے کہ وہ ان سفارشات کو ردی کی ٹوکری میں نہ ڈال دے۔

شیعہ ردِّ عمل

شیعہ حضرات کا ردِّ عمل وہی تھا جو چودہ مختلف مکاتبِ فکر کے علماء نے متفقہ طور پر اپنایا۔ ان چودہ علماء میں حافظ کفایت حسین مجتہد شیعہ حضرات کے نمائندہ تھے۔ انہوں نے دیگر علماء کے ساتھ اس مسوّدے پر دستخط کئے تھے۔ جو متفقہ طور پر بطور تبصرہ تیار کرکے پریس کو دیا گیا۔ البتہ انہوں نے اپنے دستخطوں کے ساتھ یہ عبارت بھی تحریر کی تھی۔

"مجھے اصل دفعات سے وہی اختلاف ہے جو اس مضمون میں ظاہر کیا گیا ہے۔ لیکن ان دفعات کی وضاحت میں جو امور تحریر فرمائے گئے ہیں۔ ان کے بعض اجزاء سے اتفاق نہیں ہے۔"

تمام شیعہ حضرات کا ردِّ عمل یہی تھا جس کا اظہار حافظ صاحب نے کیا۔ اس کے علاوہ کسی اور رائے کا علم نہیں ہوسکا جس کا مطلب یہی ہے کہ شیعہ حضرات اس رائے کے ساتھ کامل اتفاق رکھتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قادیانی نقطۂ نظر

جہاں تک قادیانی حضرات کا تعلق ہے۔ انہوں نے اس موضوع پر کسی قسم کے ردِّ عمل کا اظہار نہیں کیا۔ نہ تحریر میں اور نہ تقریر میں۔ یا کم از کم ہمیں اس کا علم نہیں ہوا۔ کیونکہ اس جماعت کے تمام جرائد ورسائل اس مسئلہ پر خاموش ہیں۔ کسی میں بھی کوئی تحریر اس موضوع سے متعلق نہیں ملتی۔ جماعتِ قادیانی کے ایک معتبر رکن سے معلوم کرنے پر یہ پتہ چلا کہ یہ مسئلہ چونکہ سیاسی نوعیت اختیار کر گیا تھا بلکہ تھا ہی سیاسی اور ہماری جماعت سیاسی مسائل میں الجھنا درست نہیں سمجھتی لہٰذا اس موضوع پر جماعتِ قادیانی کا کوئی ردعمل کسی جگہ نہیں مل سکے گا۔

متجدّدین کا ردِّ عمل

متجددین کے نمائندہ چودھری غلام احمد پرویز کا ردعمل عائلی قوانین کی نسبت بہت موافقانہ بلکہ محاسنانہ تھا۔ ان کے نزدیک تمام عائلی قوانین قرآنی فکر کے قریب تھے۔ اگرچہ مکمل طور پر نہیں۔ چودھری غلام احمد پرویز نے 3 / مارچ کو نوروز قرار دیا اور طلوعِ اسلام کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"تین مارچ کا دن میرے نزدیک اسلام کی تاریخ میں قابلِ یادگار نوروز ہے۔ جب قرنِ اوّل کے بعد پہلی مرتبہ ایک مملکت کی طرف سے یہ اعلان ہوا کہ ہم عورتوں کو وہ حقوق دینا چاہتے ہیں' جو انہیں قرآن کریم نے عطا کیے ہیں۔ برادران گرامی قدر کس قدر جواں بخت ہے یہ ہمارا دور جس میں چودہ سو سال کے بعد رجعت الی القرآن کی صدائے جمیل نے فضا میں حسین ارتعاش پیدا کیا۔ کس قدر خوش نصیب ہے یہ خطّۂ پاک جسے ان آسمانی قوانین کا گہوارہ بننے کی سعادت نصیب ہوئی اور کس قدر مستحق تبریک و تہنیت ہے وہ ثریا بخت مملکت جس نے دنیا میں پھر سے قرآن کی آواز بلند کی ہے۔

مژدہ اے پیمانہ بردارِ خمستانِ حجاز
بعد مدت کے ترے رندوں کو پھر آیا ہے ہوش

نہ صرف یہ بلکہ انہوں نے عائلی قوانین کی مخالفت کرنے والے علماء کو چیلنج کرتے ہوئے کہا!

"ہم حضراتِ علماء کرام اور ان کے دیگر ہمنوا احباب کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ ثابت کریں کہ موجودہ عائلی قوانین کی کوئی شق قرآن کریم کے خلاف ہے اور اگر یہی صورت ہے کہ ان کی کوئی شق قرآن کے خلاف نہیں تو پھر ان کی مخالفت کے کیا معنی" 15

غلام احمد پرویز کا ردعمل مناظرانہ اور مصالحانہ دونوں طرح کا تھا۔ کسی وقت وہ جوش میں مخالفینِ عائلی قوانین کو مناظرے و مباحثے کا چیلنج کرتے جیسا کہ اوپر کی تحریر سے ظاہر ہے اور کبھی وہ مصالحانہ اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوشامدانہ انداز اختیار کرتے جیسا کہ ان کے تحریر کردہ مقالہ "عائلی قوانین قرآن کی روشنی" سے ظاہر ہے۔

جس کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

1۔ ...... حالیہ نافذ کردہ عائلی قوانین کی رُو سے نابالغ لڑکی یا لڑکے کے نکاح کو غیر قانونی قرار دیا گیا اور یہ قرآن کی منشاء کے مطابق ہے۔ علماء حضرات اس کی مخالفت کرتے ہیں" 16

2 رجسٹریشن...... چونکہ نکاح ایک معاہدہ ہے اس لئے اسے ضبط تحریر میں لے آنا اور سرکاری ریکارڈ میں درج کرا دینا ہی بہتر ہے اس سے مستقبل میں پیدا ہونے والے جھگڑے مٹ جاتے ہیں۔ قرآن کریم نے تو باہمی لین دین کے معاملات کو بھی تحریر میں لانے کی سخت تاکید کی ہے۔ 282/2 نکاح کا معاہدہ اس سے بھی زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔

حالیہ عائلی قوانین میں اس معاہدے کو سرکاری رجسٹر میں درج کرانے کی تاکید کی گئی ہے اور مولوی صاحبان اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے دیگر شقوں کے بارے میں بھی فرمایا کہ وہ قرآنی فکر کی تائید کرتی ہیں۔ البتہ طلاق کے معاملے میں انہوں نے کچھ ترامیم بطور اصلاح پیش کیں۔ ان ترامیم کا تذکرہ ہم تجاویز و ترامیم کے باب میں کریں گے۔ مجموعی طور پر عائلی قوانین کے بارے میں ان کا ردِ عمل یہ تھا کہ "عائلی قوانین میں جو کچھ کہا گیا ہے۔ ان میں سے کوئی شق بھی قرآن کریم کے خلاف نہیں بعض شقوں کو قرآن کریم کے احکام کے مطابق کرنے کے لئے کچھ ترمیمات کی ضرورت ہے لیکن اصولی طور پر ان میں کوئی بات قرآن کریم کے خلاف نہیں ہے۔ ان قوانین کی رُو سے عورتوں اور یتیم اولاد کو وہ حقوق دلانے کی طرف پہلا قدم اٹھایا گیا ہے جو قرآن نے انہیں عطا کئے تھے لیکن جن سے انہیں بدقسمتی سے محروم کر دیا گیا تھا۔" 17

انہوں نے مسلمان اسمبلی کے ارکان اور اسلامی مشاورتی کونسل کے ارکان سے درخواست کی کہ وہ ان قوانین کو قبول کرلیں کہ یہ قوانین اسلام کے مطابق ہیں۔ متجددین نے صرف انفرادی طور پر ہی نہیں بلکہ اجتماعی طور پر بھی عائلی قوانین کے نفاذ پر تحسین آمیز ردِ عمل کا اظہار کیا اور ان کے نفاذ کو حکومت کا اہم ترین کارنامہ قرار دیا چنانچہ مورخہ 7۔ 8 اور 9 اپریل 1961ء کو لاہور میں طلوعِ اسلام کا پانچواں سالانہ کنونشن منعقد ہوا۔ اس کنونشن کی نشست دوم میں قرارداد نمبر 6 "ہدیۂ تبریک بخدمت صدر مملکت بسلسلہ نفاذ عائلی آرڈیننس" کے عنوان سے منظور کی گئی۔ اس قرارداد کی محرّک پروفیسر حمیدہ جہاں خواجہ تھیں۔

قرارداد کا متن: طلوع اسلام کنونشن کا یہ اجلاس صدر مملکت، فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے کہ موصوف نے عائلی کمیشن کی بعض سفارشات کو قانونی حیثیت دینے کا آرڈیننس جاری فرما کر یتیم پوتے نواسے وغیرہ کا حق تسلیم کیا اور مسلم خواتین کو ان کے قرآنی حقوق دینے کی بنیاد ڈال دی ہے۔ اور آرڈیننس کے ذریعے اسلام کی تاریخ میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس کے ساتھ کچھ تجاویز بھی پیش کی گئیں 18

مختلف مکاتبِ فکر کے علمائے کرام اور متجدّدین کے ردِّعمل کا تذکرہ کرنے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ملک کے چیدہ چیدہ نامور اہل قلم حضرات کے خیالات اور ردعمل کا جائزہ بھی لیا جائے تاکہ دینی حلقوں پر عمومی اثرات کی بحث مکمل ہو سکے۔ اس ضمن میں جن اہل قلم حضرات کی آراء ہمارے مطالعہ میں آئیں ان کی اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

نعیم صدیقی صاحب، مدیر ماہنامہ چراغ راہ (بعد میں مدیر سیارہ ڈائجسٹ)

- علامہ توقیر مرزا — سابق متحدہ ہندوستان ریاست حیدر آباد دکن کے سیشن جج
- چودھری نذیر احمد — سابق اٹارنی جنرل پاکستان
- ایم انور بار ایٹ لاء — سابق ایڈووکیٹ جنرل

نعیم صدیقی مدیر چراغِ راہ

"ہماری رائے یہ ہے کہ اس رپورٹ میں کم سے کم اس اصول کا تسلیم کیا جانا کہ کتاب و سنت ہی سرچشمۂ ہدایت و قانون ہے۔ ایک خوش آئند بات ہے نیز یہ تبدیلی بھی فی نفسہٖ اچھی ہے کہ قانون کی بحثوں میں قرآن و حدیث اور آئمہ فقہا کے اقوال سے استدلال کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس پہلو سے یہ رپورٹ ایک عام تعلیم یافتہ آدمی کے لئے جسے اسلام کے قانونی مسائل کی گہرائیوں میں جانے کا موقع نہ ملا ہو بڑی نظر فریب بھی ہے اور اس رپورٹ کا افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ اوپر اوپر آیات و احادیث اور بزرگانِ سلف کے ارشادات کا پالش کر کے اس کے اندر مغز فکر وہی رکھا گیا ہے جو مغرب زدہ طبقہ کا ہے۔ اور ہیر پھیر کے ساتھ نتائج ٹھیک وہی بر آمد کئے گئے ہیں جو دین سے برگشتہ ذہنوں کا ہدفِ مقصود ہیں۔ گویا یہ رپورٹ ایک معصومانہ نفاق کی مظہر ہے۔ 19

علّامہ توقیر مرزا رزّاقی

مرزا صاحب متحدہ ہندوستان میں ریاست حیدر آباد دکن کے سیشن جج تھے۔ قانونی امور میں ان کی رائے کو قانون پیشہ حضرات میں بڑی قدر و منزلت سے دیکھا جاتا ہے انہوں نے عائلی قوانین کو خلافِ شریعت قرار دیا۔ ان کا کہنا تھا۔

"یہ جرأت ارکان کمیشن ہی کو ہو سکتی ہے کہ احکام الٰہی میں تاویلات کریں اور ان میں تبدیلی و تحریف کی سفارش فرمادیں۔ میرے خیال میں ایسی پوری سفارشوں کی بجائے اگر ارکان کمیشن قرآنی احکام نافذ کرنے اور انہیں مؤثر بنانے کی سفارش کرتے تو یہ کہیں زیادہ بہتر ہوتا بالخصوص جبکہ جمہوریہ اسلامیہ پاکستان نے اپنے آئین کی بنیاد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو متفقہ طور پر قرار دیا ہے۔" 20

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چودھری نذیر احمد، اٹارنی جنرل پاکستان

عائلی قوانین کا نفاذ قابلِ مسرت ہے۔ اگر ازدواجی جھگڑوں کے فیصلوں کا اختیار عدالتوں کو سونپا جاتا تو بہتر تھا۔ ان قوانین کی دفعات اسلامی اصولوں کے مطابق ہیں۔ 21

ایم انور ایڈووکیٹ جنرل

حکومت کا یہ قدم صحیح جانب ہے۔ اس کے ذریعے عورتوں کی حالت سدھر جائے گی۔ تعددِ ازدواج کی حوصلہ شکنی ہوگی22

اصلاحی تجاویز و ترامیم

زندگی کے مختلف طبقوں اور افراد کے ردعمل کے بعد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مختلف تنظیموں اور علماء کی طرف سے اصلاحی تجاویز کا ذکر کر دیا جائے جو ان کی طرف سے بغرضِ اصلاحِ احوال حکومت کو پیش کی گئیں۔ عائلی قوانین کی مخالفت اور حق میں مختلف طبقوں کا ردعمل سامنے آنے کے بعد حکومت اور عوام کے مابین ایک تناؤ اور کھچاؤ کی کیفیت پیدا ہوگئی۔ اس صورتحال کے پیش نظر بعض تنظیموں نے اجتماعی حیثیت میں اور بعض نے انفرادی طور پر اصلاحِ احوال کی غرض سے کچھ اصلاحی تجاویز و ترامیم پیش کیں۔ ظاہر ہے کہ یہ ترامیم و تجاویز دراصل ان اثرات کا حصہ تھیں جو عائلی قوانین کی وجہ سے پاکستانی معاشرت پر اثر انداز ہو رہے تھے۔ ذیل میں انہی تجاویز کا تذکرہ ہے۔ حکومت پاکستان کے ریفرنس کے پیش نظر اسلامی مشاورتی کونسل پاکستان نے فیملی لاز آرڈیننس پر غور و خوض شروع کیا تو جماعت اسلامی پاکستان نے اپنی طرف سے بعض اصلاحی تجاویز کونسل کے سامنے پیش کیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

جماعت اسلامی کی تجویز کردہ اصلاحات

تعریفات

آرڈیننس کی دفعہ نمبر 2 میں عائلی تنازعات کے تصفیہ کے لئے ایک مصالحتی کونسل تجویز کی گئی، جو ایک چیئرمین اور فریقین کے ایک ایک نمائندے پر مشتمل ہوگی۔ اس کے ساتھ حسب ذیل شرائط عائد کی گئی ہیں۔

"(ا) اگر فریقین ایک متعین مدت کے اندر اپنے نمائندے نامزد نہ کریں تو ان کے بغیر ہی کونسل کی تشکیل ہو جائے گی۔

(ب) چیئرمین سے مراد یونین کونسل کا چیئرمین ہوگا یا کوئی ایسا شخص ہوگا، جسے مرکزی یا صوبائی حکومت، یا ان کا کوئی افسر چیئرمین ہونے کے اختیارات تفویض کر دے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس دفعہ کے بجائے جماعت اسلامی پاکستان کی طرف سے پیش کردہ دفعہ درج ذیل ہے۔

" (ا) مصالحتی یا ثالثی کونسل سے مراد ایک ایسی مجلس ہے جو فریقین کے ایک ایک نمائندے پر مشتمل ہو گی۔

(ب) پریذائیڈنگ افسر سے مراد ایک ایسی عدالتِ ماتحت کا پریذائیڈنگ افسر ہے جو مسلم عائلی تنازعات کے تصفیہ کی مجاز ہو۔

(ج) اپیلٹ کورٹ سے مراد ڈویژنل اپیلیٹ کورٹ ہے جسے عدالتِ ماتحت کے فیصلوں کے خلاف اپیلوں کی سماعت کے اختیارات دیئے گئے ہوں۔ "

وراثت

آرڈیننس کی دفعہ نمبر 4 کی رو سے اگر مورث کی زندگی میں اس کا کوئی لڑکا یا لڑکی فوت ہو گئی ہو تو ان کی اولاد وراثت میں سے اتنا حصہ پائے گی جتنا کہ وہ لڑکا یا لڑکی زندہ ہونے کی صورت میں پاتے۔

جماعت کی تجویز یہ ہے کہ اس دفعہ کو حسب ذیل دفعہ سے تبدیل کر دیا جائے۔

"مورث کی زندگی میں، اس کا لڑکا یا لڑکی فوت ہو جائے تو اس کے جو وارث بھی مورث کی موت کے وقت زندہ ہوں، وہ مورث کی جائیداد کا اتنا حصہ پائیں گے جتنے حصے کی وصیت مورث نے ان کے حق میں کی ہو، مگر یہ حصہ کل جائیداد کے ایک تہائی سے زائد نہ ہو گا اور اگر مورث نے کوئی وصیت نہ کی ہو تو اس صورت میں فوت ہو جانے والے لڑکے یا لڑکی کے وارث مورث کے دوسرے ورثاء سے اتنا نفقہ وصول کرنے کے حق دار ہونگے جتنا کہ مسلم عائلی تنازعات کا تصفیہ کرنے والی عدالت تمام متعلقہ امور پر غور کرنے کے بعد اسلامی شریعت کے مطابق ان کے لئے تجویز کرے۔ لیکن یہ نفقہ اس وصیت کی مقدار سے زائد نہ ہو گا جتنی وصیت کہ متوفی ان کے حق میں شرعاً کر سکتا تھا۔

نکاحوں کی رجسٹریشن

آرڈیننس کی دفعہ نمبر 5 کی رُو سے لازم ہے کہ اس نکاح کی اطلاع نکاح رجسٹرار کو دی جائے جو خود نکاح رجسٹرار نے نہ پڑھایا ہو۔ یہ اطلاع دینا نکاح پڑھانے والے کی ذمہ داری ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں اس کے لئے تین ماہ کی قید محض یا ایک ہزار روپے تک جرمانہ یا دونوں سزائیں ہیں۔

اس دفعہ کے بجائے، جماعت کی تجویز کردہ دفعہ درج ذیل ہے۔

"ہر وہ نکاح جو نکاح رجسٹرار نے نہ پڑھایا ہو، اس کی اطلاع نکاح خوان وقوعِ نکاح کے تین ماہ کے اندر اندر نکاح رجسٹرار کو دے گا جو شخص اس کی خلاف ورزی کرے اسے ایک سو روپیہ تک جرمانہ کی سزا دی جائے گی لیکن محض نکاح کا درج رجسٹر نہ ہونا نکاح کی صحت پر اثر انداز نہ ہو گا۔

تعدّدِ ازدواج

آرڈیننس کی دفعہ نمبر 6 کی رو سے سابق نکاح کی موجودگی میں کوئی شخص دوسرا نکاح نہیں کر سکتا،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب تک کہ وہ اپنی موجودہ بیوی یا بیویوں سے اس کی اجازت حاصل نہ کر لے اور اس اجازت نامے اور نئے زیر تجویز نکاح کی وجوہ کو مصالحتی کونسل کے سامنے پیش کر کے اس نکاح ثانی کی منظوری نہ لے لے۔ مصالحتی کونسل اگر چاہے تو اس منظوری کے ساتھ مزید شرائط بھی عائد کر سکتی ہے جو شخص ایسی منظوری حاصل کئے بغیر نکاح کرے اسے ایک سال تک کی قید محض یا ایک ہزار روپیہ تک جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

(1) اگر ایک شخص کی ایک یا ایک سے زیادہ بیویاں ہوں اور وہ ان میں سے کسی کے ساتھ اسلامی شریعت کے مطابق انصاف نہ کرے تو جس بیوی یا جن بیویوں کی حق تلفی ہو' انہیں یہ حق ہو گا کہ وہ عائلی تنازعات کی خاص عدالت سے کورٹ فیس کے بغیر چارہ جوئی کریں اور عدالت انہیں انصاف پر مجبور کرے گی۔

(2)...... "انصاف" سے مراد یہ ہے کہ اگر ایک بیوی ہو تو خاوند اس کا نان ونفقہ اور دیگر حقوقِ زوجیت ادا کرے اور اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔ اور اگر ایک سے زائد بیویاں ہوں تو ان سے جملہ امور مذکورہ بالا میں یکساں برتاؤ رکھے۔

طلاق

" آرڈیننس کی دفعہ نمبر 7 یہ لازم کرتی ہے کہ جو شخص بھی اپنی بیوی کو طلاق دے' وہ اس کی تحریری اطلاع چیئرمین کو دے' ورنہ اسے ایک سال تک قید یا پانچ ہزار روپیہ جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جا سکیں گی۔ اس تحریری نوٹس پر نوّے دن گزرے بغیر طلاق نافذ نہ ہو سکے گی۔ طلاق خواہ مغلّظ ہو یا غیر مغلّظ' چیئرمین اس نوٹس کے بعد تیس دن کے اندر اندر فریقین کے مابین مصالحت و مراجعت کے لئے ایک مصالحتی کونسل تشکیل دے گا اور یہ کونسل فریقین کے درمیان مصالحت کے لئے ہر ممکن تدبیر کرے گی۔ اگر بیوی حاملہ ہو تو جب تک وضع حمل یا نوّے دن' دونوں میں سے طویل تر مدت نہ گزر جائے طلاق نافذ نہ ہوگی۔ اس آرڈیننس کی جملہ شرائط کے مطابق طلاق کو جب تک تین مرتبہ نافذ و مؤثر قرار نہ دیا جائے' مطلقہ عورت اور طلاق دہندہ مرد کے مابین دوبارہ نکاح میں کوئی امر مانع نہ ہو گا اور سابق خاوند پر اس عورت کے حلال ہونے کے لئے یہ بھی ضروری نہ ہو گا کہ درمیان میں اس عورت کا نکاح کسی دوسرے مرد سے ہو۔"

جماعت کی تجویز یہ ہے کہ اس پوری دفعہ کو حذف کر دیا جائے اور اس کی جگہ صرف ان الفاظ میں ایک دفعہ رکھ دی جائے۔

(1)...... جو خاوند زبانی یا تحریری طور پر ایک ہی وقت اور ایک ہی نشست میں تین طلاق دے' اس کو مطلقہ کی شکایت پر ایک ہزار روپیہ تک جرمانہ یا اس کی عدم ادائیگی کی صورت میں تین ماہ تک قید محض کی سزا دی جائے گی' اس سے واجب الادا مہر بھی مطلقہ کو دلوایا جائے گا۔ اور نہ دے تو اسے حکومت کے عائد کردہ مالیہ اراضی کی طرح وصول کیا جائے گا لیکن جو فرقے اپنی فقہ کی رُو سے اس طرح کی تین طلاقوں کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلاقِ مغلّظ قرار دیتے ہیں' ان کے حق میں یہ طلاق مغلّظ (یعنی غیر رجعی) ہی شمار ہو گی۔
(2)......جو شخص مذکورہ بالا طریق پر طلاق کی دستاویز تحریر کرے گا یا اس پر شہادت دے گا' اسے مندرجہ بالا جرم میں اعانت کا مجرم قرار دے کر سزا دی جائے گی۔

تفویضِ طلاق و تفریقِ زوجین

آرڈیننس کی دفعہ نمبر 8 یہ لازم کرتی ہے کہ اگر شوہر بیوی کو حق طلاق تفویض کر دے' اور بیوی اس حق کو استعمال کرنا چاہے یا زوجین کسی دوسرے طریق پر تفریق چاہیں' تب بھی وہ ان تمام قواعد و ضوابط کی پابندی کریں جو اوپر دفعہ نمبر 7 میں بیان ہوئے ہیں۔

اس کی جگہ پر جماعت کی طرف سے یہ دفعہ پیش کی گئی ہے۔

"اگر خاوند نے بیوی کو حق طلاق تفویض کر دیا ہو' تو وہ اپنی مرضی کے مطابق کسی سے رجوع کئے بغیر اور کسی سے اجازت لئے بغیر آزادانہ طور پر یہ حق استعمال کر سکتی ہے۔

نان و نفقہ

آرڈیننس کی دفعہ نمبر 9 کا منشا یہ ہے اگر خاوند اپنی بیوی یا بیویوں کو مناسب اور منصفانہ نان و نفقہ نہ دے تو وہ بیوی یا بیویاں دیگر قانونی چارہ جوئیوں کے علاوہ چیئرمین سے درخواست کر کے ایک ثالثی کونسل بنوا سکتی ہے جو ایک متعین مقدار کے نان و نفقہ کا سرٹیفکیٹ جاری کر سکتی ہے۔ اس سرٹیفکیٹ پر نظر ثانی کے لئے کلکٹر یا ایس ڈی او سے درخواست کی جا سکتی ہے جس کا فیصلہ قطعی ہو گا اور جس کے خلاف کسی عدالت میں کارروائی نہ ہو گی"۔

اس دفعہ کے بجائے جماعت کی تجویز کردہ دفعہ درج ذیل ہے۔

"اگر ایک خاوند اپنی بیوی یا بیویوں کو مناسب اور منصفانہ نان و نفقہ نہ دے تو جس بیوی کو یہ شکایت ہو وہ علاوہ اس چارہ جوئی کے جو وہ ضابطہ فوجداری پاکستان کی دفعہ نمبر 488 کے تحت کر سکتی ہے یہ حق بھی رکھتی ہے کہ مسلم عائلی تنازعات کے لئے مخصوص عدالت کے پریذائیڈنگ افسر سے درخواست کرے جس پر وہ ایک ثالثی کونسل تنازعے کے تصفیہ کے لئے مقرر کرے گا اور اس کی ناکامی کی صورت میں تنازعہ کا خود فیصلہ کرے گا اور خاوند کے ذمے واجب الادا نان و نفقہ کا سرٹیفکیٹ جاری کرے گا۔

(2)......اس سرٹیفکیٹ کے خلاف خاوند یا بیوی متعین طریق پر اور متعین مدت کے اندر ڈویژنل اپیلیٹ کورٹ برائے تصفیہ عائلی تنازعات میں نظر ثانی کی درخواست دے سکیں گے۔ اس کا فیصلہ قطعی ہو گا جس کے خلاف کسی عدالت میں چارہ جوئی نہ ہو سکے۔

عدالتی نظام برائے فیصلہ عائلی تنازعات

"آرڈیننس کی دفعہ نمبر 11 کے تحت صوبائی حکومت کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ آرڈیننس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مختلف قواعد و ضوابط بنائے۔ (چنانچہ اس کے تحت صوبائی حکومت نے یونین کونسلوں اور عائلی عدالتوں کو عائلی مقدمات کے تصفیہ کا مجاز بنایا ہے)

اس دفعہ کے بجائے جماعت اسلامی کی طرف سے دفعات ذیل پیش کی گئی ہیں۔

"(1) وراثت کے مقدمات کے سوا تمام تنازعات جن کا تصفیہ مسلم فیملی لاز آرڈیننس 1961ء کے تحت تجویز کیا گیا ہے۔ ان کے لئے عدالت ہائے تصفیہ برائے مسلم عائلی تنازعات (MUSLIM FAMILY DISPUTES SETTLEMENT COURTS) کے نام سے خاص عدالتیں درج ذیل طریق پر قائم کی جائیں۔

(1)...... پاکستان کی ہر تحصیل یا سب ڈویژن میں ابتدائی سماعت کے لئے ایک ماتحت عدالت قائم کی جائے۔

(2)...... شق (1) کے مطابق جو عدالتِ ماتحت قائم ہو' اس کی صدارت پر ایسا شخص فائز ہو جو ذیل کی صفات سے متصف ہو۔ (ا) وہ لازماً مسلمان ہو۔

(ب)...... وہ شریعت اسلامی' بالخصوص مسلم شخصی قانون کا ضروری علم رکھتا ہو'

(ج) وہ لازماً ایک سن رسیدہ شخص ہو جس کی عمر 45 سال سے کم نہ ہو' اور اخلاق و سیرت کی پختگی اور اسلامی طرز کی زندگی بسر کرنے میں شہرت رکھتا ہو۔

(3)...... اس طرح تشکیل شدہ عدالتیں سرکٹ کورٹس کی طرح کام کریں اور اپنے حدودِ اختیار پر مشتمل پورے علاقے میں دورہ کریں۔ یہ عدالتیں فریقین اور ان کے مسلم نمائندوں کے زبانی بیانات کی سماعت کریں گی اور فریقین پر کوئی فیس عائد نہ ہو گی۔

مزید شرط یہ ہے کہ یہ عدالتیں عائلی تنازعات کے تحت آنے والے مقدمات کی کارروائی کے آغاز سے قبل اس امر کی مجاز ہوں گی کہ فریقینِ تنازعہ کو حکم دیں کہ وہ اپنے اپنے کنبے" سے ایک ایک نمائندہ ثالثی کونسل کی تشکیل کے لئے نامزد کریں' جو پندرہ دن کے اندر اندر مصالحت کی کوشش کرے گی اور اس کے نتائج کی تحریری رپورٹ صدرِ عدالت کو دے گی۔ اگر ثالثی کونسل مصالحت میں ناکام رہے یا فریقین یا ان میں سے کوئی ایک نمائندہ نامزد نہ کرے' تو صدرِ عدالت فریقین و گواہان کے بیانات اور شہادتیں سننے اور ریکارڈ کا ملاحظہ کرنے کے بعد جس قدر عجلت کے ساتھ ممکن ہو' تنازعے کا فیصلہ کر دے گا۔

(4) اپیلٹ کورٹ کا صدر لازماً ایسا شخص ہو گا۔

(ا) جو مسلمان ہو

(ب) جو عربی زبان اور اسلامی شریعت کا ضروری علم رکھتا ہو اور مسلمانوں کے شخصی قوانین کے نفاذ یا تعلیم و تدریس کا کم از کم پانچ سال کا تجربہ رکھتا ہو۔

(ج) جس کی عمر 50 سال سے زائد ہو اور جو سیرت و اخلاق' تقویٰ اور کتاب و سنت کے مطابق اسلامی طرز حیات کی پابندی میں معروف ہو۔"۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صغار

قانون نکاح صغار

آرڈی ننس کی دفعہ نمبر۱۲ کی رو سے سولہ برس سے کم عمری لڑکی کو صغرہ قرار دیا گیا جس کا قانون نکاح صغار ۱۹۲۹ء کے تحت جرم مستلزم سزا ہے۔ اس کے بجائے جماعت کی طرف سے درج ذیل دفعہ تجویز کی گئی ہے۔

(۱) ۱۹۲۹ء کے قانون نکاح یا کسی دوسرے قانون، آرڈی ننس، ریگولیشن یا رولز کے باوجود ایک سرپرست کو یہ حق حاصل ہو گا کہ وہ اپنے زیر سرپرستی کم سن لڑکے یا لڑکی کا نکاح مسلم عائلی تنازعات کی عدالت سے منظوری لے کر دے۔

(۲) عدالت مذکور ایسے نکاح کی معقول ضرورت کے بارے میں اطمینان کر لینے کے بعد نکاح کی اجازت دینے کی مجاز ہو گی۔

(۳) عدالت جب بھی اس طرح نکاح کی اجازت دے گی وہ اس کے ساتھ اس امر کا سرٹیفکیٹ بھی دے گی کہ تمام متعلقہ افراد قانون پابندی نکاح صغار ۱۹۲۹ء کی زد سے بری و آزاد ہیں۔ لیکن مندرجہ بالا شقیں ان شرائط کے ساتھ مشروط ہیں کہ اجازت کا اطلاق صرف انعقاد نکاح پر ہو گا۔ رخصتی بلوغ سے پہلے نہ ہو سکے گی۔ جو نکاح اسلامی شریعت میں جائز ہو اور قواعد شرعیہ کے مطابق منعقد ہوا وہ محض اس وجہ سے فاسد یا باطل نہ ہو گا کہ آرڈی ننس یا ۱۹۲۹ء کے قانون نکاح کے قواعد و ضوابط کے خلاف ہے"۔ ۲۳

مفتی محمد شفیع کی اصلاحی تجاویز

ملک کے نامور عالم مفتی محمد شفیع صاحب نے حسب ذیل تجاویز پیش فرمائیں:

تجویز اول ـــــ عدالتی نظام کی اصلاح

کسی باخبر انسان پر مخفی نہیں رہ سکتا کہ آج کے بڑھتے ہوئے جرائم اور مظالم خواہ وہ عائلی معاملات سے متعلق ہوں یا دوسرے شعبہائے زندگی سے ان کا بڑا سبب محض قانون کا ناقص ہونا نہیں بلکہ سب سے بڑا سبب عدالتی نظام کی ابتری ہے جہاں سے مظلوم کو انصاف حاصل کرنے کے لئے اتنے مظالم سہنے پڑتے ہیں کہ ان کے مقابلے میں وہ اصل ظلم پر صبر کرنے کو ترجیح دیتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انصاف کی اتنی قیمت ادا کرنا پڑتی ہے جو ظالم کے ظلم، چور کی چوری سے بعض اوقات بڑھ جاتی ہے۔ سالہا سال تک دفتر گردی اور چپراسی سے لے کر اوپر تک ایک ایک کی خوشامد اور اس کے اوپر رشوت کی بھرمار کے بعد بھی انصاف ملنے کا اطمینان نہیں ہوتا۔ اس طویل بھول بھلیوں میں صرف ایسے ہی لوگ آسانی سے داخل ہو سکتے ہیں جو یا تو پیشہ ور مقدمہ باز ہیں اور یا پھر اتنا فالتو سرمایہ رکھتے ہیں کہ ہر قانون کو پیسے کے ذریعے خرید سکیں۔

ایسے حالات میں وہ غریب عورت جس کا کوئی وارث نہیں اور شوہر نے اس پر عرصہ حیات تنگ کر دیا ان عدالتوں تک اس کی پہنچ کا کیا امکان ہے۔ شاید نئے قانون میں انہی آفتوں کا حل یونین بورڈ کے ذریعے نکالا گیا ہے مگر اس بورڈ کی ہیئت ترکیبی جیسے افراد سے متشکل ہوتی ہے وہ سب پر عیاں ہے کہ ان کے لئے قانوناً یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ کوئی خواندہ اور شریف آدمی ہوں کسی قانون شرعی یا غیر شرعی واقفیت کا تو سوال ہی کیا ہے۔ ایسے بورڈ سے کسی انصاف یا صحیح فیصلہ کی توقع رکھنا اپنے آپ کو فریب دینے کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے۔ چنانچہ ایک ہی سال کی قلیل مدت میں واقعات نے اس نظام کو ناکارہ ہونے کے ناقابل فراموش ثبوت مہیا کر دیئے ہیں اور دیکھنے والوں نے دیکھ لیا ہے کہ یہ جاری کردہ عائلی قانون غلط و صحیح کی بحث سے الگ ہو کر بھی اس نظام کی ابتری کے سبب کسی مرض کی دوا ثابت نہیں ہوا۔ اس لئے عام جرائم کے انسداد یا مظلوم عورتوں کی مشکلات کے حل کے لئے کوئی بھی قانون بنانے سے پہلے عدالتی نظام کی کوئی ایسی صورت تجویز کرنا ناگزیر ہے جس کے ذریعے عام مظلوم اور بے کس غریب عورتیں انصاف حاصل کر سکیں۔ پورے نظام کی اصلاح تو ایک بہت بڑا کام ہے جس پر آسانی سے قابو پانا بھی ممکن نہیں ہے لیکن کم از کم عائلی اور ازدواجی مسائل کی حد تک فوری طور پر صورت اختیار کی جائے۔

(۱) ہر ضلع میں خاص ان معاملات کے لئے ایک گشتی عدالت مقرر کی جائے جو تمام ملحقہ بستیوں میں دورہ کر کے ہر بستی کے معاملات اسی قصبہ میں طے اور مختتم کر سکے تاکہ گواہوں کی حاضری وغیرہ میں وقت کم سے کم صرف ہو۔

(۲) اس عدالت کا ضابطہ کارروائی خالص اسلامی طرز پر سادہ ہو۔ جس کی نظائر ان اسلامی ریاستوں میں اب بھی موجود ہیں جن میں اسلامی قانون جاری ہے۔ پاکستان میں بھی ریاست بہاول پور سوات، قلات وغیرہ میں ریاستوں کے قیام تک جاری تھا۔

(۳) اس عدالت میں کسی مظلوم سے کورٹ فیس نہ لیا جائے۔ انصاف بالکل مفت ہونا چاہیئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) اس عدالت کے جملہ معاملات چونکہ خالص مذہبی طرز کے ہوں گے اس لئے اس کا حاکم مختار کوئی ایسا شخص ہونا چاہئے جو صحیح معنوں میں مسلمان ہو اور مسائل شریعت کو ان کے اصل ماخذوں سے سمجھنے کی مہارت رکھتا ہو اور اس کی شریعت فہمی پر عام مسلمانوں کو اعتماد ہو۔ اس کا نام جج رکھا جائے یا قاضی یہ اختیار ہے۔

(۵) اس عدالت کے تمام ملازمین میں صلاحیت کار کے علاوہ امانت و دیانت اور خدا ترسی کے اصول پر شدت سے نظر رکھی جائے جہاں رشوت کا خطرہ ہو تو اس کو بدلا جائے اور رشوت کا ثبوت مل جائے تو دوسرے محکموں سے زیادہ شدید سزا اس محکمہ کے رشوت خور کو دی جائے۔ اگر اس تجویز کو مفید سمجھا جائے تو اس نظام کا مکمل خاکہ چند علماء اور چند ماہرین قانون مل کر آسانی سے مرتب کر سکتے ہیں۔ یہ تو وہ تجویز ہے جو ہر قانون کے لئے ہر حال میں ضروری ہے۔ اس کے بغیر کوئی بہتر سے بہتر قانون بنانا بھی مرض کا علاج نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد ہر دفعہ کے متعلق تفصیلی نظر کے ساتھ اصلاح مفاسد کی تجویز میں ملاحظہ فرمایئے۔

دفعہ نمبر ۴ ـــــ یتیم پوتے نواسے کی وراثت

اس دفعہ کا منشا یہ ہے کہ جس شخص کے چند لڑکوں اور لڑکیوں میں سے ایک لڑکے یا لڑکی کی وفات اس کے حیات میں ہو گئی اور مرنے والے لڑکے لڑکی نے اولاد چھوڑی تو اس دادا یا نانا کی وفات کے وقت شرعی قاعدہ سے صلبی بیٹوں اور بیٹیوں کی موجودگی میں پوتے اور نواسے کی وراثت میں حصہ نہیں ملتا۔

موجودہ قانون نے ان کو حصہ دلانے کے لئے مرنے والے بیٹے یا بیٹی کو زندہ فرض کر کے ان کا حصہ ان کی اولاد کو دلوایا ہے ـــــ اس قانون کا منشاء اگر فی الواقع یتیموں پر رحمت و شفقت اور ان کی مشکلات کا حل ہے تو ظاہر ہے کہ یہ مقصد مبارک اور عین مطابق قرآن و سنت ہے۔ پورا قرآن یتیموں کے حقوق سے بھرا ہوا ہے۔ مگر قرآن و سنت نے یتیموں کی کفالت کا مستقل قانون کے ذریعہ انتظام کیا ہے۔ کسی مرنے والے کی میراث کے موہوم حصہ پر ان کو نہیں چھوڑا وہ قانون یہ ہے:۔

الف یتیم پوتے پوتیوں کی تمام ضروریات کی کفالت جب تک دادا زندہ ہے اس کے ذمہ ہے۔ اگر وہ اس میں کوتاہی کرے تو حکومت جبراً اس سے وصول کر کے یتیموں کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق ادا کر دے گی۔

ب دادا کے انتقال کے بعد ان کی تمام ضروریات کی ذمہ داری ان کے رشتہ داروں پر درجہ بدرجہ عائد ہوتی ہے۔ جو ان بچوں کے شرعی وارث ہو سکتے ہیں۔ مثلاً چچا، تایا، ماموں وغیرہ اور ان میں سے ہر ایک پر ذمہ داری اپنے اپنے حصہ وراثت کے تناسب سے ہوگی۔ قرآن کریم کا اس بارہ میں واضح ارشاد ہے۔

وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ اور یہ چچا تایوں یا ماموؤں کا کوئی احسان و تبرع نہیں بلکہ ان پر شرعاً لازم و واجب ہے۔ جو ان سے جبراً بھی وصول کیا جا سکتا ہے۔ دادا کے مرنے کے بعد اس کی وراثت کا حقدار شریعت اسلام میں جن چچا تایوں کو قرار دیا ہے۔ انہی پر یتیم بھتیجوں اور بھتیجیوں کے نفقہ اور ضروریات کی پوری ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ حصہ وراثت تو امر موہوم ہے کیونکہ دادا کا ترکہ چھوڑنا ہی خود غیر یقینی ہے پھر حصہ وراثت کی مقدار معلوم نہیں۔ شریعت اسلام نے اس موہوم چیز پر یتیموں کے حقوق کو موقوف نہیں رکھا بلکہ ان کے دادا کی وراثت سے ان کو کچھ ملے یا نہ ملے ہر حال میں دادا کے بعد ذمہ داری ان پر ڈالی ہے۔

ج اگر دادا خود مفلس ہے یتیموں کی ذمہ داری اٹھانے کے قابل نہیں ہے تو ان کی زندگی میں بھی یہ ذمہ داری دوسرے قریبی رشتہ داروں پر بقاعدہ الاقرب فالاقرب عائد کی جائے گی۔

د اگر یتیموں کے رشتہ داروں میں کوئی بھی ان کی ذمہ داری اٹھانے کے قابل نہیں تو ان کی پوری ذمہ داری حکومت پر ہوگی وہ اصول شریعت کے مطابق بیت المال کا قیام عمل میں لائے اور اس کے ان مدات سے جو یتیموں اور مساکین کے لئے مقرر ہیں ان کی ضروریات کا تکفل کرے۔

ہ اور اگر دادا، نانا کی میراث ہی میں سے یتیم پوتوں نواسوں کو حصہ دلانے پر کسی کو اصرار ہے تو اس کی بھی جائز صورت یہ ہے کہ جب ان کے کسی لڑکے یا لڑکی کا انتقال ہوا تو اول یہ دادا نانا خود ہی ان یتیموں کا خیال کر کے ایک تہائی مال کے اندر بقدر مناسب ان کو فوری طور پر ہبہ کر دیں یا مرنے کے بعد کے لئے وصیت کر دیں اور اگر وہ خود نہیں کرتے تو یتیموں کے دوسرے اعزاء و اقارب دادا نانا کی اس طرف توجہ دلائیں کہ وہ ان کے لئے وصیت کے ذریعے مناسب حصہ مقرر کر دیں۔ احادیث صحیحہ میں اس کی ترغیب بھی دی گئی ہے اور بہت سے حضرات مفسرین کے نزدیک سورہ بقرہ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت وصیت کی رو سے بھی ان کو ایسی وصیت کر دینا کم از کم اولیٰ و افضل ہے۔

دفعہ ۵ــــ نکاح کی رجسٹریشن

اس قانون کا منشاء نکاح کے بارے میں جعل سازی اور غلط کارروائیوں کا انسداد ہے۔ اس کے لئے کوئی انتظامی قانون بنانا اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ اس قانون کی خلاف ورزی کی صورت میں اصل نکاح کو تسلیم کر کے اس تمام قانونی حقوق وراثت وغیرہ کو قائم رکھا جائے۔

موجودہ قانون بھی اگرچہ اسی نوعیت کا سا ہے۔ لیکن اس کی خلاف ورزی پر جو شدید سزا اس قانون میں رکھی گئی ہے وہ مناسب نہیں اس کو وہ درجہ دیا جانا مناسب ہے جو تمام امور جائیدادوں وغیرہ کے رجسٹریشن کا ہے کہ اس کی خلاف ورزی پر کوئی تعزیری سزا نہیں مگر رجسٹریشن کی صورت میں جو قانونی سہولتیں حاصل ہوتی ہیں۔ بغیر رجسٹریشن کے ان سے محروم رہتا ہے اس لئے بغیر کسی سزا کے یہ رجسٹریشن کا قانون خود بخود چل رہا ہے۔ شاذ و نادر کوئی واقعہ ایسا پیش آتا ہو گا کہ کسی جائداد کا معاملہ بغیر رجسٹری کر لیا جائے۔ اس لئے اس طریق سے یہ منشا قانون پورا ہو سکتا ہے۔

دفعہ نمبر۶ــــ تعدد ازدواج

اس دفعہ میں تعدد ازدواج پر کڑی پابندیاں عائد کرنے کا منشاء یہ بتلایا جاتا ہے کہ بہت سے لوگ حرص و طمع کی بناء پر ایک سے زائد شادیاں کر لیتے ہیں پھر ان سب بیویوں کے حقوق ادا نہیں کر سکتے یا نہیں کرتے خصوصاً بیویوں کے درمیان برابری نہیں کی جاتی جس سے گھروں میں طرح طرح کے جھگڑے فساد پیدا ہوتے ہیں۔ ان کے انسداد کے لئے یہ قانون بنایا گیا۔

یہاں سب سے پہلے غور طلب یہ بات ہے کہ جو شخص اسلام کی تاریخ اور اس کے احکام سے کچھ بھی واقفیت رکھتا ہے وہ تعدد ازدواج کو خود تو کوئی جرم نہیں کہہ سکتا۔ جرم ہو گا تو وہ مظالم ہوں گے جو نکاح کے بعد شوہر کی طرف سے عمل میں آئیں گے اور یہ مظالم جو شوہر کے جبر و تشدد یا جہالت کی وجہ سے عمل میں آتے ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ وہ صرف دوسری تیسری بیوی ہی پر نہیں ہوتے۔ جو شخص ایک بیوی رکھتا ہے۔ اس سے بھی ایسے مظالم کے ارتکاب کے واقعات کچھ کم نہیں بلکہ تجربہ شاہد ہے کہ اس کے واقعات بہت زیادہ ہیں جتنے مقدمات عدالتوں میں عورتوں کی طرف سے دائر ہوتے ہیں ان کا سرسری جائزہ لے لیا جائے تو اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے گی اور جب یہ معلوم ہے کہ ایک بیوی والے شوہروں کے مظالم دو یا زیادہ بیویاں رکھنے والوں کی بہ نسبت تعداد میں زیادہ ہیں تو سب سے زیادہ فکر ان کے انسداد کی ناگزیر ہے۔ قانون کی نظر میں اس کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ ایک بیوی پر جو مظالم ہوتے ہیں ان کی کوئی پرواہ نہ کی جائے صرف ایک سے زائد ہونے والی بیوی کے مظالم ہی قابل اصلاح و انسداد سمجھیں جائیں اور اگر دونوں قسم کے مظالم کا انسداد مقصود ہے تو موجودہ قانون کی رو سے ہر نکاح پر ایسی ہی پابندیاں عائد کرنا اور خلاف ورزی کی صورت میں سزائیں جاری کرنا لازم آئے گا جس کا کوئی ہوش مند انسان درست نہیں سمجھ سکتا اور نہ ہمارے قانون ساز حضرات ہی نے اس کو صحیح سمجھا ہے۔ بلکہ اس کا صحیح علاج یہ ہے کہ پیشگی خوف کی بناء پر کوئی نیا قانون بنانے کے بجائے حقوق زوجین سے متعلق اسلام کا مشہور و معروف قانون جاری کرنے کا انتظام پورا کر دیا جائے جس کے ذریعے مظلوم کو داد رسی مشکل نہ رہے تو اس قسم کے سارے ظلم و جور اور جبر و تشدد کا خود بخود انسداد ہو جائے گا۔

اپنے حقوق سے محروم اور مظلوم بیوی کو خواہ وہ ایک ہو یا متعدد اگر عدالت سے دادرسی کی سہولتیں مہیا کر دی جائیں تو بعض صورتوں میں شوہروں پر تعزیری سزائیں جاری ہوں گی۔ بعض میں حاکم کو نکاح فسخ کر دینے کا اختیار ہو گا۔ جس سے خود بخود حالات کی اصلاح ہو جائے گی جو شخص ایک سے زائد بیوی کے حقوق ادا کرنے کی قدرت نہیں رکھتا وہ خود ایسا وبال اپنے گلے میں نہ ڈالے گا جس کے نتیجہ میں اس کو سزا بھگتنی پڑے یا بیوی اس کے ہاتھ سے جائے اور اگر عدالتی سہولتیں مہیا نہیں کی جائیں تو یقین کیجئے کہ موجودہ قانون بھی کسی مرض کی دوا ثابت نہ ہو گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ انسداد مظالم کے لئے کسی مزید قانون سازی کی ضرورت نہیں۔ صرف عدالتی سہولتیں مہیا کر دینا سب کا علاج ہے جس کی صورت اور شرعی قانون ابتداء میں لکھی جا چکی ہے۔

اس کے علاوہ ہر برائی کو قانون کے ذریعے روکنے کا اصول خود بھی قابل قبول نہیں بلکہ تجربہ اور مشاہدہ گواہ ہے کہ ذہنی اصلاح اور اخلاقی تربیت کے بغیر کوئی بھی قانون انسداد جرائم کا ضامن نہیں ہو سکتا۔ خصوصاً زوجین کے معاملات ایسی نزاکت رکھتے ہیں کہ ان میں قانون کی مداخلت بسا اوقات اور زیادہ مفاسد پیدا کر دیتی ہے اس تعلق میں ظلم و جور کی اصلاح بجز خوف خدا و آخرت یا شرافت نفس اور ذہنی تربیت کے بہت ہی مشکل ہے شاید یہی وجہ ہے کہ نکاح کے شروع میں جو خطبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ اس میں تین آیتیں قرآن کی پڑھی جاتی ہیں اور ان تینوں کے اول میں بھی آخر میں بھی تقویٰ۔ اور خوف خدا تعالیٰ کی تاکید کی گئی ہے کیونکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زوجین کے تعلقات کو ہموار رکھنے کے لئے قانونی مداخلت سے زیادہ خوف خدا و آخرت ہی کامیاب ذریعہ ہے۔ اس لئے بھی تعدد ازدواج سے پیدا ہونے والے خطرات کی روک تھام کے لئے موثر اور مفید صورت یہی ہے کہ عوام کی ذہنی اور اخلاقی تربیت کا حکومت اور عوام اپنے پورے وسائل کے ساتھ انتظام کریں اور پھر بھی جو جرم کسی سے صادر ہو جائے اس کا انتظام ان قوانین شرعیہ کے ذریعہ کیا جائے جن کی رو سے مظلوم عورت شوہر سے اپنا انتقام لے سکتی ہے۔

دفعہ نمبر ۷ــــ طلاق وعدت کے مسائل

اس دفعہ کا منشاء ان گھریلو جھگڑوں کا انسداد بتلایا جاتا ہے جو زوجین کے باہمی اختلاف سے پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن اس دفعہ کی چھ ضمنی دفعات میں سے اکثر ایسی ہیں جن کا خانگی نزاعات سے کوئی تعلق نہیں۔ ان میں بلاوجہ قرآن وسنت کے مخالف صورتیں تجویز کر کے پورے ملک کے مسلمانوں میں اضطراب اور بے چینی پیدا کی گئی ہے۔ مثلاً ضمن (۳) میں طلاق کے موثر ہونے کی آخری میعاد نوے دن مقرر کرنا۔ جب کہ قرآن کریم نے قبل از خلوت طلاق پر ایک دن کی بھی عدت لازم نہیں اور خلوت کے بعد مدت طلاق واضح طور پر تین ایام ماہواری مقرر فرمائی۔

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ یعنی مطلقہ عورتیں روکے رکھیں اپنے آپ کو تین مرتبہ ایام ماہواری پورے ہونے تک۔ ہر شخص جانتا ہے تین ماہواری کبھی نوے دن سے کم میں بھی پوری ہو سکتی ہیں اور کبھی اس سے زیادہ دن بھی لگ سکتے ہیں۔

معلوم نہیں ہمارے قانون ساز حضرات نے خانگی نزاعات ختم کرنے کے لئے اس میں کون سی مصلحت سمجھی ہے کہ قرآن کی نص صریح کے مخالف نوے دن مقرر کر دیئے اسی طرح ضمن (۵) میں حاملہ کی عدت جو مدت حمل یا نوے دن میں سے جو زائد ہو اس کو قانونی عدت قرار دیا ہےــــ جب قرآن کریم کا واضح فیصلہ یہ ہے کہ حمل سے فراغت ہوتے ہی ختم ہو جاتی ہے چاہے وہ ایک گھنٹہ کے بعد ہی ہو جائے۔ وَأُولٰتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ اور حمل والیوں کی عدت یہ ہے کہ وہ اپنے حمل سے فارغ ہو جائیں۔

بہرحال ان ضمنی دفعات کا منشاء قانون "خانگی نزاعات" سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں رکھتا بلاوجہ مخالفت قرآن وسنت کا وبال سر لیا گیا ہے۔ شرعی اور عقلی اعتبار سے نزاعات خانگی کے انسداد کے متعلق اس دفعہ میں صرف ضمن (۴) یعنی مصالحتی کونسل ہے اور ضمن (۱)، (۲) یعنی چیئرمین بورڈ کو طلاق کا نوٹس دینے کی قانونی پابندی بھی اسی مصالحتی کونسل سے وابستہ ہے مگر اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قانون میں اس کی بھی صورت یوں بگاڑ دی گئی کہ قرآن کریم نے مصالحتی کونسل کی تجویز اس وقت رکھی ہے جب کہ نوبت طلاق تک نہ پہنچی ہو اور اس مصالحتی کونسل کا مقصد یہ قرار دیا ہے کہ طرفین کے خاندانی افراد ان کی باہمی شکایات کو سن کر مصالحت کی کوشش کریں تاکہ نوبت طلاق تک نہ پہنچے۔ اس کے خلاف اس قانون نے مصالحتی کونسل کی تشکیل ہی طلاق کے بعد رکھی ہے جس کے بعد بعض صورتوں میں تو مصالحت بھی حرام ہو چکی ہو گی اور اس دفعہ کی رو سے جو تشکیل مصالحتی کونسل کی گئی ہے وہ بھی قرآن کریم کی تصریحات کے خلاف ہے۔ قرآن کریم نے اس کونسل میں صرف زوجین کے خاندانی افراد کو رکھا ہے۔ کسی غیر کی مداخلت پسند نہیں فرمائی اور موجودہ قانون یونین بورڈ کے چیئرمین کو اس کا سب سے بڑا ذمہ دار قرار دیا۔ جو سراسر خلاف شرع اور خلاف مصلحت ہے۔۔۔۔ اس لئے اس دفعہ میں خانگی نزاعات کی اصلاح کے لئے کرنے کا کام صرف یہ ہے کہ زوجین کو اس کا پابند کیا جائے کہ جب کوئی نزاع آپس میں ایسا پیش آجائے جس کی نوعیت طلاق تک پہنچ سکتی ہے تو طلاق سے پہلے اس نزاع کو فریقین کے خاندانی افراد کی پنچائت میں رکھا جائے تاکہ وہ مصالحت کی کوشش کر لیں۔

(۲) اگر ان کی کوشش ناکام ہو جائے اور نوبت طلاق تک پہنچ جائے تو صرف ایک یا دو طلاق تک یہ خاندانی پنچائت پھر بھی مصالحت کی کوشش اس طرح کرے کہ طلاق کی نوعیت کو دیکھ کر اگر وہ طلاق رجعی ہے تو شوہر کو رجعت پر آمادہ کرے اور بائن ہے تو فریقین کو دوبارہ آپس میں نکاح جدید کر لینے کی ترغیب دے۔ تین طلاق کی صورت میں نہ مصالحت کرانے کی کوئی گنجائش ہے اور نہ فریقین کے اختیار میں ہے کہ باہمی رضامندی سے تجدید نکاح کر سکیں۔

(۳) تین طلاق بیک وقت دینا قرآن و سنت کی رو سے گناہ اور ایک مکروہ عمل ہے جس تک پہنچنا منشاء قرآن کے خلاف ہے کیونکہ قرآن کریم نے واضح طور پر یہ بتلا دیا ہے کہ طلاق دینے کا صحیح اور جائز طریقہ یہ ہے کہ دو مرتبہ تک طلاق دی جا سکتی ہے۔ (الطلاق مرتان)

اس کے بعد تیسری طلاق کو اس طرح بیان فرمایا کہ اگر کسی شخص نے جائز طریقہ سے تجاوز کر کے تیسری طلاق دے ہی دی تو اب اس کی سزا یہ ہے کہ دوسری شادی اور پھر اس سے جدائی کے بغیر ان کے آپ میں تجدید نکاح بھی نہ ہو۔

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج کل عام جہالت کی وجہ سے ہر طلاق دینے والا تین ہی طلاق دیتا ہے اور عموماً یہ سمجھتا ہے کہ تین سے کم میں طلاق مکمل ہی نہیں ہوتی۔ عدالتوں کے عرائض نویس بھی جب ان کو طلاق نامہ لکھنے کو کہا جائے تو تین ہی طلاق لکھتے ہیں ـــــ اور یہ بات بھی عام طور پر مشاہدہ میں آتی ہے کہ تین طلاق کے بعد جب ہوش آتا ہے تو فریقین آپس میں مصالحت کے لئے تیار ہوتے ہیں مگر بات ہاتھ سے نکل چکی ہوتی ہے۔ اس لئے یہ قانون بنایا جاسکتا ہے کہ جو شخص بیک وقت تین طلاق دے گا اس پر عدالت کو حسب صوابدید تعزیری سزا جاری کرنے کا اختیار ہو گا۔ لیکن اس سزا کے باوجود تین طلاق کے شرعی اثر کو برقرار رکھا جائے گا کہ حسب شرائط دوسری شادی اور اس سے جدائی کے بغیر ان کا آپس میں نکاح نہیں ہو گا جس پر تمام صحابہ کرام کا اجماع اور امت کے چاروں امام ابو حنیفہؒ، شافعیؒ، مالکؒ، احمد بن حنبلؒ کا اتفاق ہے۔ اس سے اس جماعت یا افراد کو مستثنیٰ کہا جا سکتا ہے جن کا مسلک یہ ہو کہ ایک ہی مرتبہ کی تین طلاق سے حرمت مغلظہ ثابت نہیں ہوتی۔

دفعہ نمبر ۱۲ ـــــ نکاح میں عمر کی پابندی

اس دفعہ کا منشاء ان خرابیوں کا انسداد ہے جو نکاح صغر سنی پر عام طور پر مرتب ہوتی ہیں او اس میں شبہ نہیں کہ بہت سی برادریوں میں جو صغر سنی کی حالت میں نکاح کا رواج ہے۔ اس سے بہت سے مفاسد پیدا ہوتے ہیں۔

(۱) بہت سی برائیاں جو انسانی معاشرہ میں پیدا ہوتی ہیں۔ ان کا صحیح علاج بجز ذہنی اصلاح اور اخلاقی تربیت کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ اس معاملہ میں بھی اگر نشر و اشاعت کے تمام وسائل سے عوام کو ان مفاسد سے آگاہ کیا جائے اور جن برادریوں میں اس کا زیادہ رواج ہے ان کو اجتماعی طور پر سمجھایا جائے تو کوئی بعید نہیں کہ وہ اس غلطی سے باز آ جائیں۔ لیکن قانونی طور پر اس کو قابل سزا جرم قرار دینے میں قانون شریعت سے تصادم ہوتا ہے۔ اس سے اجتناب کیا جائے۔

(۲) شریعت اسلام نے انہی مفاسد کی اصلاح کے لئے یہ قانون پہلے سے بنایا ہوا ہے کہ اگر نابالغ لڑکے یا لڑکی کے اولیاء صغر سنی میں ان کا نکاح کر دیں تو یہ لڑکا یا لڑکی بالغ ہوتے ہی تو فوراً اس نکاح کے فسخ کا اعلان کر کے اسلامی عدالت کے ذریعہ نکاح فسخ کرا سکتے ہیں۔ شرط یہ ہے کہ نابالغ کے باپ یا دادا کے علاوہ کسی اور ولی نے یہ نکاح کیا ہو۔ اگر باپ دادا کے کئے نکاح میں بھی بدنیتی یا خود غرضی کا ثبوت ہو جائے تو نکاح کو بھی فسخ کیا جاسکتا ہے۔ (شامی) یہ چند تجاویز کا ایک سرسری خاکہ ہے۔ ۲۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلام احمد پرویز کی اصلاحی تجاویز

متجددین کے نمائندہ غلام احمد پرویز نے عائلی قوانین کی تحسین کرتے ہوئے مزید اصلاحی تجاویز پیش کیں

تعدد ازدواج

ایک سے زیادہ بیویوں کے متعلق موجودہ قوانین میں حسب ذیل شق رکھی گئی ہے۔

جو شخص اپنی پہلی بیوی یا بیویوں کی موجودگی میں اور شادی کرنا چاہے گا۔ اس کے لئے ضروری ہو گا کہ وہ اس امر کی درخواست کونسل کے چیئرمین کو دے جس میں دوسری شادی کے لئے وجوہات درج ہوں۔ نیز یہ بھی مذکور ہو کہ اس کے لئے اس نے اپنی موجودہ بیوی یا بیویوں کی رضامندی حاصل کر لی ہے۔ چیئرمین ایک ثالثی کونسل مقرر کرے گا۔ جس میں اس مرد اور اس کی بیوی یا بیویوں کے نمائندگان شامل ہوں گے۔ یہ ثالثی کونسل فیصلہ کرے گی کہ اس شخص کو دوسری شادی کی اجازت دی جا سکتی ہے یا نہیں۔ اس کونسل کی اجازت کے بغیر شادی کرنا جرم قرار پائے گا جس کی سزا ایک سال تک قید یا پانچ ہزار روپے تک جرمانہ یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں۔

(ا) قرآن کریم کی رو سے ایک سے زیادہ بیویوں کی اجازت صرف اسی صورت میں دی جا سکتی ہے کہ

(۱) معاشرہ میں یتیم بچوں یا غیر شادی شدہ (ناکتخدا یا بیوہ) عورتوں کے مسئلے کا حل درپیش ہو یعنی ملک میں ایسے حالات پیدا ہو جائیں جن میں بیوہ عورتوں یا ایسی یتیم لڑکیوں کی کثرت ہو جائے اور ایک بیوی کے قانون کے مطابق انہیں خاوند نہ مل سکیں تو ان عورتوں کو جزو خاندان بنانے کے لئے قرآن نے اس قانون میں استثناء کی اجازت دی ہے۔ لہٰذا دوسری شادی کی اجازت صرف ان حالات میں دی جا سکتی ہے اور انہی عورتوں تک محدود رکھا جا سکتا ہے۔

(۲) مرد ان بیویوں میں عدل کر سکتا ہو، عدل کے لئے ضروری ہے کہ اس کی معاشی حالت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب

www.KitaboSunnat.com

اس کی متحمل اور پہلی بیوی بطیب خاطر اس کی اجازت دے۔ موجودہ شق میں ان امور کی صراحت ضروری ہے۔

(ب) ان قوانین کے لئے الگ عدالتیں مقرر کی جائیں اور کونسل کی بجائے تمام معاملات ان عدالتوں کے سامنے پیش ہوں۔ یہ ترمیم نہایت ضروری ہے۔

طلاق

طلاق کے سلسلے میں ان قوانین میں یہ کہا گیا ہے۔

"اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہو تو طلاق کا اعلان کرنے کے بعد اس یونین کونسل کے چیئرمین کو تحریری طور پر نوٹس دے گا جس کے علاقے میں اس کی بیوی رہتی ہے۔ اس نوٹس کی نقل وہ اپنی بیوی کو بھی مہیا کرے گا۔ اگر وہ ایسا کرنے سے قاصر رہے گا تو وہ سزا کا مستوجب ہو گا۔ (ایک سال تک قید یا پانچ ہزار روپیہ تک جرمانہ یا دونوں سزائیں) چیئرمین نوٹس موصول ہونے پر ۳۰ دن کے اندر اندر صلح صفائی کی غرض سے ایک ثالثی کونسل مقرر کرے گا جس میں فریقین کے نمائندے شامل ہوں گے اگر اس کونسل کی تمام کوششوں کے باوجود فریقین میں صلح صفائی نہ ہو سکے تو مقررہ ضابطے کے مطابق ۹۰ دن کی عدت کے بعد طلاق موثر ہو گی۔ اس شق میں بہت سے اسقام ہیں"۔

(ا) اس میں مرد کو حق دیا گیا ہے کہ وہ جب جی چاہے طلاق کا اعلان کر دے۔ یہ چیز قرآن پاک کے منشاء کے خلاف ہے۔ اس شق کو یوں بدل دینا چاہئے جو شخص اپنی بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ کرے اسے چاہئے کہ اپنے اس ارادہ کی اطلاع عدالت متعلقہ کو دے۔

(ب) اس میں طلاق کے اعلان کا حق صرف مرد کو دیا گیا ہے۔ عورت کو نہیں۔ عورت کے متعلق کہا گیا ہے کہ اگر طلاق کا حق باضابطہ طور پر بیوی کو دیا گیا ہو تو (وہ طلاق کا اعلان کر کے ثالثی کونسل کی طرف رجوع کر سکتی ہے۔) اس جگہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ بات تو بڑی تعجب انگیز سی ہو گی کہ معاہدہ تو فریقین کی رضامندی سے ہو اور اس کے فسخ کرنے یا کرانے کا حق صرف ایک فریق کو حاصل ہو دوسرے کو حاصل نہ ہو۔

بیوی کو طلاق کا باضابطہ حق دینے کا کچھ مطلب نہیں۔ قرآن کی رو سے اس باب میں مرد اور عورت کے حقوق میں کوئی فرق نہیں۔ اس لئے جو قاعدہ مرد کے لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقرر کیا جائے وہی عورت کے لئے مقرر کیا جانا چاہئے لہٰذا اس پوری شق کو یوں تبدیل کر دینا چاہئے۔

میاں یا بیوی میں سے جو کوئی معاہدہ نکاح فسخ کرنے کا ارادہ کرے اسے چاہئے کہ اپنے اس ارادہ کی اطلاع عدالت متعلقہ کو دے۔

(ج) ان قوانین میں کہا گیا ہے کہ اگر مصالحت نہ ہو سکے تو نوٹس کی تاریخ کے ۹۰ دن بعد طلاق موثر سمجھی جائے گی۔ یہ بھی غلط ہے۔ قرآن کی رو سے طلاق اس دن سے موثر سمجھی جائے گی جس دن عدالت تنسیخ نکاح کا فیصلہ دے اور عدت بھی اسی دن سے شروع ہو گی۔

(د) قرآن کی رو سے مطلقہ عورت کی عدت حسب ذیل ہے۔

(i) تین حیض (ثلثۃ قروء ۲۲۸/۲)

(ii) جو عورتیں سن رسیدہ ہو چکی ہوں یا جنہیں کسی اور وجہ سے حیض نہ آ سکا ہو ان کی عدت تین ماہ ہو گی۔

(iii) حاملہ عورت کی عدت وضع حمل تک ہو گی ۶۵/۴

(iv) جس عورت کو ہاتھ لگانے سے قبل طلاق دی گئی اس کی کوئی عدت نہیں ۴۹/۳۳

(س) موجودہ قوانین میں تین طلاق کی مزید وضاحت ضروری ہے۔ قرآن کریم کی رو سے اس کی صورت یوں ہے کہ جب کوئی عدالت کسی مرد اور عورت کے نکاح کی تنسیخ کر دے تو یہ پہلی مرتبہ کی طلاق کہلائے گی۔ اس کے بعد یہ مرد اور عورت پھر آپس میں میاں بیوی کی حیثیت سے رہ سکتے ہیں۔ اگر ان میں دوبار فسخ نکاح کی نوبت (بذریعہ عدالت) آجائے تو یہ "دوسری طلاق" ہو گی۔ اس کے بعد بھی اس کی گنجائش ہو گی کہ یہ پھر میاں بیوی کی حیثیت سے رہ سکیں لیکن اگر اسی طرح تیسری مرتبہ فسخ نکاح ہو گیا تو پھر یہ عورت اس مرد کے نکاح میں نہیں آ سکے گی۔ ہاں اگر یہ عورت کسی اور مرد سے شادی کر لے اور اس سے بھی فسخ نکاح ہو جائے تو یہ اس پہلے خاوند کے نکاح میں آ سکے گی۔ اس قانون میں یہ ترامیم بڑی ضروری ہیں۔

یتیم پوتے کی وراثت

موجودہ قوانین میں یتیم پوتے کو حق وراثت دلایا گیا ہے لیکن ضرورت ہے کہ اسے زیادہ وضاحت سے بیان کیا جائے۔ نیز اس حق وراثت کو صرف یتیم پوتے تک محدود نہ رکھا جائے اگر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دادا کی وفات کے وقت یتیم پوتا بھی وفات پاچکا ہو تو حق وراثت اس کے بیٹے تک پہنچے گا۔ لہٰذا قانون کے الفاظ ایسے جامع ہونے چاہئیں جو اس حق کو اس کی اولاد کے آخری سلسلہ تک پہنچا دیں۔ ۲۵۔

فقہی مباحث کا ظہور

عائلی قوانین نے بہت سی فقہی بحثوں کو بھی جنم دیا۔ یہ بحثیں زیادہ تر عائلی مسائل ہی سے متعلق تھیں۔ مثلاً خلع، طلاق، ثلاثہ، تعدد ازدواج، یتیم پوتے کی وراثت وغیرہ۔ ان بحثوں کے اثرات اور مختلف علماء کی آراء کی مختصر تفصیل پیش خدمت ہے۔

خلع کا امتیاز

1967ء میں جسٹس ایس اے رحمٰن صاحب اور دیگر جج صاحبان نے خلع کے مقدمے میں فیصلہ دیا کہ اگر عدالت یہ تصور کرے کہ میاں بیوی اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکتے تو عدالت کو اختیار ہے کہ وہ شوہر کی رضامندی کے بغیر عورت کو خلع دلا سکتی ہے۔ بعض علماء نے اس فیصلہ پر تنقید کی اور عدالت کی طرف سے نصوص کے استنباط پر فقہی بحثیں اٹھائیں۔ مثلاً ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف اور عورتوں کے بھی حقوق ہیں جو مثل انہی حقوق کے ہیں جو ان عورتوں پر ہیں۔ قاعدہ کے موافق اس آیت کی رو سے عدالت کا استدلال یہ تھا کہ جس طرح مرد کو عورت کی رضامندی کے بغیر طلاق کا قانونی حق دیا گیا ہے، اسی طرح عورت کو بھی مرد کی رضامندی کے بغیر خلع کا حق ملنا چاہئے۔ 26۔ اس فیصلے کی مخالف رائے سامنے آئی کہ آیت مذکورہ سے محولہ بالا نتیجہ اخذ کرنا بوجوہ درست نہیں کیونکہ یہ پوری آیت اس طرح ہے ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف وللرجال علیھن درجۃ واللہ عزیز حکیم: اور عورتوں کے بھی حقوق ہیں جو مثل انہی حقوق کے ہیں جو ان عورتوں پر ہیں۔ قاعدہ کے موافق اور مردوں کا ان کے مقابلے میں کچھ درجہ بڑھا ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ زبردست حکیم ہیں۔

۱۔ گویا للرجال علیھن درجہ کے الفاظ واضح طور پر دلالت کر رہے ہیں کہ بعض معاملات میں جو اختیارات مرد کو حاصل ہیں وہ عورت کو حاصل نہیں۔

2۔ اگر زوجین تمام حقوق و فرائض میں بالکل برابر ہیں تو پھر مرد کو بغیر معاوضہ دیئے طلاق دینے کا حق کیوں ہے اور کیا وجہ ہے کہ عورت بغیر معاوضہ ادا کئے طلاق حاصل نہیں کر سکتی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر زوجین کے حقوق و فرائض یکساں ہیں اور رشتہ نکاح کو قطع کرتے ہیں' اور قطع کرنے میں بھی دونوں برابر ہیں تو عورت کو بھی مرد کی طرح طلاق کا اختیار ملنا چاہیئے۔ اس لئے مذکورہ آیت سے عدالت کا استنباط غلط ہے۔ البتہ اس آیت میں جس مساوات کا ذکر ہے وہ معاشرتی مساوات ہے وگرنہ طلاق کا مکمل اختیار مرد ہی کو حاصل ہے۔

دوسری یہ بحث پیدا ہوئی کہ آیا کوئی عدالت اس بات کا اختیار بھی رکھتی ہے کہ بغیر شوہر کی رضا مندی کے حکماً خلع کرا دے۔ عدالت کا استدلال یہ تھا کہ اس بات کا عدالت کو اختیار حاصل ہے کیونکہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

فان خفتم ان لا یقیما حدود اللہ فلا جناح علیھما فیما افتدت بہ

عدالت کے نزدیک اس آیت میں فان خفتم کے الفاظ میں خطاب حکام اور اولی الامر کو ہے لہٰذا احکام عدالت کو مذکورہ اختیار حاصل ہے۔ اور لعان۔ ایلاء عنین اور مفقود الخبر کے سلسلے میں عدالت کے اختیارات اس کے موید ہیں' 27

اس کی مخالف رائے یہ سامنے آئی کہ فان خفتم کا مخاطب اگر حکام ہیں تو صرف اس سے یہ ثابت ہوا کہ حکام زوجین کو علیحدگی کا مشورہ دے سکتے ہیں۔ مجبور نہیں کر سکتے کیونکہ آیت کے بقیہ حصہ میں صیغہ تثنیہ کا استعمال ہوا ہے جو خالصتاً زوجین کے اختیارات پر دلالت کرتا ہے۔

فلا جناح علیھما فیما افتدت بہ: ایک رائے یہ بھی آئی کہ فان خفتم کے مخاطب حکام و اولی الامر ہیں بھی یا نہیں۔ کیونکہ آیت کا سیاق و سباق ظاہر کرتا ہے کہ اس کے مخاطب حکام یا اولی الامر نہیں بلکہ براہ راست زوجین ہی ہیں۔ لہٰذا زوجین کے اختیارات کو کھینچ کر عدالت سلب کرے۔ یہ بات قرین انصاف نہیں۔

تحدید نکاح کا حق

ایک بحث یہ بھی چل نکلی کہ امیر مملکت یا سربراہ حکومت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ نکاح کی تحدید کر سکے یا کوئی ایسا حکم جاری کرے کہ مردوں کو ایک سے زائد شادیاں کرنے کی اجازت نہیں۔

اہل حدیث مکتب فکر کے عالم مولانا داؤد غزنوی کی رائے یہ تھی کہ سربراہ حکومت کو یہ حق حاصل ہے۔ جبکہ دیگر علماء کی رائے یہ تھی کہ سورہ نساء کی آیت: فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثلاث و رباع کے ذریعہ مسلمانوں کو چار تک شادیوں کی اجازت اللہ نے دے رکھی ہے لہٰذا اس نص قطعی کی موجودگی میں کسی کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ تعدد ازدواج پر پابندی عائد کرے۔ مولانا داود غزنوی نے اپنے موقف کی تائید میں حضرت عمرؓ کے حکم کو بطور دلیل پیش کیا۔ انہوں نے لکھا۔

"اس سے ملتا جلتا مسئلہ ہے کہ کتابیہ کے ساتھ نکاح جائز ہے اور قرآن کریم میں یہ نص صریح اجازت موجود ہے۔ اب اگر حکومت کا سربراہ یا امیر مملکت یہ محسوس کرے کہ عیسائی عورت سے نکاح از روئے قرآن کریم جائز تو ہے لیکن ہمارے ملک کے حالات ایسے ہیں کہ اس جواز پر عمل کرنے سے بہت سے خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔ تو امیر مملکت کو حق حاصل ہے کہ عیسائی عورتوں سے نکاح پر پابندی عائد کر دے جیسا کہ فاروق اعظم حضرت عمر بن الخطابؓ نے اپنی فوجوں کو، جب شام میں داخل ہوئیں اور انہوں نے عیسائی لڑکیوں سے شادیاں رچانی شروع کر دیں۔ حکم صادر فرمایا کہ کوئی شخص عیسائی لڑکی سے شادی نہ کرے اور جنہوں نے شادی کر لی ہے وہ طلاق دے دیں۔ اس فوج میں صحابہ بھی تھے اور تابعین بھی۔ کسی نے کہنے کی جرات نہیں کی کہ قرآن کریم کی صریح اجازت کے بعد آپ کو کیا حق پہنچتا ہے کہ منع کریں۔ ۲۸

مولانا کے اس استدلال پر بہت سے لوگوں نے تردیدی مضامین لکھے۔ جن کا خلاصہ یہ تھا کہ حضرت عمرؓ کا یہ حکم کسی حلال کو حرام کرنے کے لئے نہیں تھا۔ بلکہ وقتی مصلحت کا تقاضا تھا اور انفرادی ہدایت یا مشورہ تھا عمومی اصول ہرگز نہ تھا اور یہ حکم بھی محدود اور خاص محض فوج اور انتظامیہ کے ایک فرد یا زائد افراد سے تھا اور کوئی حکومت اپنی فوج اور انتظامیہ پر ایسی مختلف پابندیاں لگا سکتی ہے جو عام شہریوں پر نہیں ہوتی۔ یہ حکم محدود اور خاص اس لحاظ سے بھی تھا کہ اس کا مقصود صرف مومسات یا عواہر یعنی بدچلن عورتوں سے فوجیوں کو بچانا تھا۔ وگرنہ حضرت عمرؓ نے اپنے حکم میں ہرگز یہ نہیں فرمایا کہ نکاح کتابیات سے حرام ہے۔ یہاں یہ بات بھی دلچسپ ہے کہ مذکورہ واقعہ سے حاکم وقت کے اختیار کا استدلال ایک اہل حدیث عالم کی طرف سے تھا تو اس کے جواب میں ایک غیر اہل حدیث نے یہ موقف اختیار کیا کہ اگر آپ حضرت عمرؓ کے لئے اس معاملے میں یہ حق و اختیار تسلیم کرتے ہیں تو پھر تطلیقات ثلاثہ کے معاملے میں کیوں حضرت عمرؓ کے باضابطہ دیئے ہوئے فیصلہ اور جاری کردہ حکم کو قبول نہیں کر لیتے۔

واضح ہو کہ احناف طلاق ثلاثہ کو تین طلاق ہی مانتے ہیں جب کہ اہل حدیث کے ہاں طلاق ثلاثہ ایک ہی شمار ہوتی ہے۔ یہاں احناف کا مسلک حضرت عمرؓ کے قول پر ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعدّدِ ازدواج

ایک بحث یہ تھی کہ آیت فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ کا حکم کسی خاص وقت کے لئے تھا۔ یا ہمیشہ کے لئے یا یہ حکم صرف غزوۂ احد سے متعلق تھا یا اس کا اطلاق قیامت تک کے لئے۔ اس ضمن میں حسب ذیل بحثیں سامنے آئیں۔

1...... یہ حکم مشروط ہے۔ اس سے چار تک شادیوں کا جواز نہیں نکلتا۔

2...... یہ حکم صرف غزوۂ احد کے واقعے کے لئے تھا۔ ہمیشہ کے لئے اس کا استدلال درست نہیں۔

3...... یہ حکم صرف یتیم بچوں کی کفالت اور بیواؤں کی دیکھ بھال تک محدود ہے۔

اگر یہ حکم صرف غزوۂ احد سے متعلق تھا تو پھر چودہ سو برس تک جس قدر صالحین نے ایک سے زائد شادیاں کیں کیا وہ سب حکم الٰہی کے خلاف عمل کرتے رہے۔ ملک میں جب عائلی قوانین کی بحث چل رہی تھی تو عدلیہ کے جج صاحبان بھی اس سے متاثر ہوئے۔ تعدّدِ ازدواج کا مسئلہ خاص طور پر زیر بحث تھا۔ اسی دوران جسٹس محمد شفیع صاحب کے سامنے ایک مقدمہ زیر سماعت تھا جس میں یتیم بچوں کے لئے استقرار حق نگرانی کا تعین مقصود تھا۔ اس مقدمے میں فاضل جج نے تعدّدِ ازدواج پر بھی تفصیلی بحث کی حالانکہ یہ بات اس مقدمے کے ساتھ براہ راست متعلق نہ تھی۔ انہوں نے لکھا!

"قرآن شریف کے کسی حکم کا کوئی حصہ نہ فضول ہے اور نہ لایعنی۔ یہ لوگوں کے منتخبہ نمائندوں کا کام ہے کہ قانوناً کوئی مسلمان ایک سے زیادہ عورتوں سے عقد کر سکتا ہے اگر کر سکتا ہے تو کن شرائط وقیود کے تابع بادی النظر میں ایسا عقد صرف یتامیٰ کے مفاد کے لئے ہو سکتا ہے۔ بہرحال یہ شق اجازتی ہے اور کوئی ایسا حکم نہیں ہے جس کے ماننے پر ہم مجبور ہوں اس کی اسٹیٹ نگرانی کر سکتی ہے۔" 29

مولانا عبدالسلام ندوی دینی حلقوں کی معروف شخصیت ہیں۔ انہوں نے مسئلہ تعدد ازدواج کے سلسلے میں عام علماء سے ہٹ کر ایک منفرد رائے قائم کی۔ ان کے مطابق قرآن میں تعدد ازدواج کا حکم اباحت پر مبنی ہے اس میں وجوب یا سنت کا کوئی قرینہ موجود نہیں۔

اور یہ حکم اباحت بھی دراصل ناراضگی کا حکم ہے۔ انہوں نے اس کی مثال دیتے ہوئے کہا کہ جس طرح ایک باپ اپنے لڑکے سے جو پڑھنا نہیں چاہتا۔ یہ کہے کہ "تم ہندو یونیورسٹی میں، مسلم یونیورسٹی میں، آگرہ یونیورسٹی میں، لکھنؤ یونیورسٹی میں جہاں تمہارا جی چاہے پڑھو تم کو اختیار ہے۔ ظاہر ہے کہ ناراضی کا کلمہ ہے۔ اس لئے شریعت میں جس طرح طلاق ابغض المباحات ہے۔ اسی طرح ہمارے نزدیک تعدد ازدواج بھی ابغض المباحات ہے۔ ایک باپ گو کتنا ہی ناراض ہو اپنے بیٹے کو بالکل آوارہ اور گمراہ نہیں دیکھنا چاہتا۔ اسی طرح خداوند تعالیٰ بھی اپنے بندوں کو بے راہ روی کی اجازت نہیں دیتا۔" 30

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ انہوں نے برملا اظہار کیا کہ "حکومت پاکستان نے تعددِ ازدواج پر جو پابندیاں لگائی ہیں اس کی اصل شریعت میں موجود ہے۔ 31

اسی ضمن میں مولانا نے دوسری مثال تعددِ ازدواج کی مذمت میں یہ لکھی۔

"اگر ایک کنواں ہو جس کا پانی مباح ہو پھر اس کنویں کے پانی میں کوئی ایسی خرابی پیدا ہو جائے جو لوگوں کی صحت کے لئے مضر ہو تو میونسپلٹی اس کنویں کو بند کر سکتی ہے۔ بعینہٖ یہی حالت تعدد ازدواج کی ہے کہ وہ عملاً تو مباح ہے لیکن جب اس کی خرابیاں طشت از بام ہو چکی ہیں تو ایک اسلامی حکومت اس کو ممنوع قرار دے سکتی ہے یا کم از کم اس پر پابندی لگا سکتی ہے" 32

یتیم پوتے کی وراثت

یہ مسئلہ بھی ایسا ہے جس کو متحدہ علماء کی کونسل نے خلافِ شریعت قرار دیا کیونکہ دادا کی وفات پر اس کا وہ پوتا جس کا باپ، دادا کی زندگی میں فوت ہو گیا تھا۔ دادا کی میراث میں حق دار نہیں۔ جبکہ عائلی قوانین میں یتیم پوتے کو میراث میں برابر کا حق دار ٹھہرایا گیا ہے۔

متجددین کے نمائندہ چودھری غلام احمد پرویز نے علماء کے اس رویئے کو غیر اسلامی قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک یتیم پوتے کی وراثت کو خدا نے حرام قرار نہیں دیا تو جب خدا نے حرام قرار نہیں دیا تو کوئی دوسرا عالم یا فقیہ اس خدائی اختیار کو اپنے ہاتھ میں کیونکر لے سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کو یہ فرما دیا يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ ٱللَّهُ لَكَ 66/1

جس چیز کو خدا نے حرام قرار نہیں دیا تم اسے کیسے حرام قرار دے سکتے ہو۔

لہٰذا ان کے نزدیک کسی فقیہ کسی عالم کسی امام کو حق حاصل نہیں کہ یتیم پوتے کو وراثت سے محروم کرے عائلی قوانین کی یہ شق شریعت کے مطابق ہے۔

انہوں نے مودودی صاحب کا یہ بیان بھی اپنے دعوے کی تصدیق میں پیش کیا۔

"اگرچہ مجھے قرآن وحدیث میں کوئی ایسا صریح حکم نہیں ملا جسے فقہاء کے اس متفقہ فیصلے کی بنا قرار دیا جا سکے لیکن بجائے خود یہ بات کہ فقہائے امت خلف سے سلف تک اس پر متفق ہیں اس کو اتنا قوی کر دیتی ہے کہ اس کے خلاف کوئی رائے دینا مشکل ہے۔" 33

یتیم پوتے کی وراثت کے مسئلہ پر بڑی فقہی بحثیں سامنے آئیں اور ممتاز ماہر تعلیم پنجاب یونیورسٹی کے پروفیسر حافظ احمد یار نے اسی موضوع پر ایک مبسوط مقالہ تحریر کیا۔

فقہ جامد ہے یا تغیّر پذیر

عائلی قوانین کی وجہ سے ایک فقہی بحث یہ بھی پیدا ہوئی کہ آیا مسلمانوں کے فقہی قانون و ضابطے جامد ہیں اور ان میں تغیر و تبدل ممکن نہیں یا وہ حالات اور وقت کے تقاضوں کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موضوعات کے متعلق موافق ومخالف آراء بھی سامنے آتی رہیں۔ 1961ء سے 1966ء تک کے دورانیئے میں طبع ہونے والے دینی رسائل وجرائد میں مختلف حضرات نے وقت کے اس موضوع سے متاثر ہو کر مضامین تحریر کیئے۔

چند عنوانات...... دین میں مصلحت وضرورت کا لحاظ۔ افاداتِ ابنِ قیم (ترجمہ خلیل احمد حامدی) ۔ دین میں عرف وعادت کا لحاظ۔ اس عنوان کی بازگشت 1977ء کے مارشل لاء کے بعد جب ملک میں اسلامی قوانین کی تنفیذ وتشکیل کا غوغا بلند ہوا اور حکومت وقت نے نفاذ اسلام کی شعوری اور مخلص کوشش بھی کی اس وقت بھی سنائی دی۔ مغربی پاکستان ہائی کورٹ کے جسٹس محمد شفیع نے ایک مقدمہ مسماۃ رشیدہ بیگم بنام شہاب الدین کے فیصلے میں حالات وزمانہ کی رعایت اور فقہ کی جدید تدوین کے سلسلے میں لکھا۔

"قرآن شریف کا قانون سکونی (جامد) نہیں بلکہ نامیاتی ہے اور اس کی تعبیر بھی انسان کی اس روش کے لحاظ سے ہی ہونی چاہیئے۔ جیسی بھی وہ حالات وماحول سے متاثر اور مختلف النوع واقعات سے اثر پذیر ہوتی ہے۔ امور دینوی کی تحقیق میں امام ابو حنیفہؒ کی طرح عقل وبصیرت سے کام لینے کی ضرورت ہے اسے ملک کے موجودہ حالات اور ماحول سے ہم آہنگ ہونا چاہیئے۔ 34

مذکورہ صدر فیصلہ 21 رجولائی 1960ء کو صادر ہوا۔

یہ فیصلہ نابالغوں کے استقرارِ ولایت کے سلسلے میں تھا۔ نابالغ بچوں کی ماں نے عقدِ ثانی کر لیا تھا متوفی کے بھائی شہاب الدین نے عدالت سے رجوع کیا کہ اب جبکہ عورت نے عقد ثانی کر لیا ہے۔

استقرارِ ولایت بچوں کا چچا ہونے کے ناطے مجھے حاصل ہے۔ ماتحت عدالت نے شہاب الدین کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ جسٹس محمد شفیع نے اس فیصلے کو منسوخ کر کے رشیدہ بیگم کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ فاضل جج نے اپنے فیصلہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ قدیم علماء وآئمہ فقہ یعنی امام ابو حنیفہؒ' امام مالکؒ' امام شافعیؒ نے تعبیرات اپنے دور میں کی ہیں ان کو موجودہ زمانے میں من وعن قبول نہیں کیا جا سکتا انہوں نے اس بارے میں بڑی وزنی دلیل دی ہے کہ ان حضرات کی تعبیرات کو تو انہی کے ہم مرتبہ علمائے متاخرین جن میں خود ان کے شاگرد بھی موجود ہیں آمنا وصدقنا کہہ کر قبول نہیں کیا۔ بلکہ جو مسائل ان کے سامنے آئے انہوں نے مقتضائے حالات اور ماحولِ زمانہ کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیا۔ اس لئے اگر تیرہ صدیاں قبل کی تعبیر کو کسی معاملے پر حرف آخر مان لیا جائے تو سارا اسلامی معاشرہ آہنی قفس میں مقید ہو جائے گا اور اسے زمانہ کے ساتھ ترقی پذیر ہونے کا موقع نہ رہے گا۔ فاضل جج نے اپنے فیصلہ میں جو نکات اٹھائے ہیں۔ ان سے اختلاف کی گنجائش بہر طور موجود ہے نیز ان کے خیالات پڑھ کر حجیّتِ حدیث سے گریزپا ہونے کی روش کا احساس بھی ہوتا ہے۔ تاہم ان کی یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ مسلمان کے لئے آج بدلے ہوئے حالات میں فقہ اسلامی کی جدید تشکیل کی از حد ضرورت ہے۔ جس میں تمام متقدمین فقہا وآئمہ کی آراء سے بھی استفادہ کیا گیا ہو اور ساتھ ہی جدید حالات میں ان کی نئی قابل قبول تعبیر بھی کی گئی ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلاق ثلاثہ

طلاق ثلاثہ کا معاملہ اگرچہ زمانہ بعید سے علمائے اہلحدیث واہل السنہ کے مابین نزاعی چلا آرہا ہے تاہم عائلی قوانین کی بحث میں اس کی بازگشت میں بھی اضافہ ہوا۔ اور جانبین کی طرف سے اپنے اپنے موقف میں خوب دلائل کی بھرمار ہوئی۔ اہل السنہ احناف اور دیگر علما تین طلاقوں کو جو ایک ہی مجلس میں دی گئی ہوں بائن تصور کرتے ہیں اور ان کا استدلال حضرت عمرؓ کے فیصلے پر ہے کہ انہوں نے تین طلاقوں کو تین ہی قرار دیا کہ طلاق کھیل نہ بن جائے۔ البتہ امام ابن حزمؒ، امام ابن تیمیہؒ اور امام ابن قیمؒ کی رائے اس کے خلاف ہے۔ علمائے اہلحدیث انہی کی رائے پر فیصلہ دیتے ہیں۔ بہرحال یہ مسئلہ بھی خوب زیر بحث آیا اور فریقین نے اپنے اپنے موقف کی حمایت میں خوب دلائل تلاش کئے۔

محسوس ہوتا ہے کہ علمائے اہلحدیث نے عائلی قوانین کے معاملے میں جو علیحدہ روش اختیار کی اور متحدہ علماء کے فیصلے پر صاد نہیں کیا۔ اس کی بنیادی وجہ بھی یہی ہے کہ عائلی قوانین میں طلاق ثلاثہ کے ضمن میں علمائے اہلحدیث کی رائے اپنائی گئی تھی۔

حقِ اجتہاد

ایک بحث حقِ اجتہاد کے بارے میں پیدا ہوئی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کمیشن کے ارکان اجتہاد کا حق رکھتے ہیں یا نہیں۔ کیا ان کی پیش کردہ سفارشات کو اسلامی شریعت میں حجت تصور کیا جانا چاہئے۔ ایک کثیر طبقہ ارکان کمیشن کو حق اجتہاد دینے پر آمادہ نہیں کیونکہ ان کے نزدیک مجتہد کی خصوصیات رکھنے والا ان میں کوئی نہیں۔ اس لئے ان کی سفارشات کو حجت قرار دینے کا سوال خارج از مکان ہے۔

وقف علی الاولاد

عائلی کمیشن کے سوال نامے میں ایک سوال وقف علی الاولاد کے ضمن میں تھا۔ اس بارے میں بھی ایک فقہی بحث چلی کہ آیا یہ وقف اسلامی نقطۂ نظر سے جائز ہے یا ناجائز۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی رائے تھی کہ یہ بے اصل اور ناجائز ہے لہٰذا اس کو ختم کر دینا چاہئے۔ لیکن بعض حضرات اس سے اختلاف کرتے تھے۔ مودودی صاحب کی رائے سے مخالف رائے میں ایک آدھ مضمون بھی بعض رسائل میں ملتا ہے۔ مثلاً مولانا اقتدار احمد صاحب (پروفیسر اسلامیات سنٹرل ویمن کالج کراچی) نے "شادی کمیشن رپورٹ اور وقف علی الاولاد" کے عنوان سے باقاعدہ ایک مضمون تحریر کیا اور دلائل کے ذریعے مودودی صاحب کے نظریئے کی تغلیط کی۔ ان کا کہنا تھا کہ وقف علی الاولاد سنت رسولؐ ہے اور خلفائے راشدین اور دیگر صحابہؓ کے عمل سے بھی ثابت ہے۔ انہوں نے دلیل کے طور پر باغِ فدک وغیرہ کا تذکرہ کیا۔ 33 اور مختلف احادیث سے اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور بخاری مسلم۔ الاوطار سے حوالہ جات تلاش کرنے کے علاوہ مصر کے عالم علامہ نجیب مفتی مصر کی کتاب سے بھی دلائل دیئے ہیں اور انہوں نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ فقہ حنفیہ میں بھی وقف علی الاولاد جائز ہے۔ 36

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیاسی اثرات

عائلی قوانین نے سیاسی زندگی کو بھی بھرپور انداز میں متاثر کیا۔ ان قوانین کے نفاذ کے فوری بعد عوام و علماء کی طرف سے مزاحمتی اقدامات بھی شروع ہو گئے جن کا تذکرہ پہلے باب میں تفصیل کے ساتھ ہو چکا ہے۔ اس جگہ ہم ان قوانین کے سیاسی اثرات کا جائزہ لیں گے۔ عائلی قوانین کا آرڈیننس 3/ مارچ 61ء کو جاری کیا گیا۔ اس کے ٹھیک بیس روز بعد یعنی 23/ مارچ کو پاکستان ڈے کے موقعہ پر قوم کے نام پیغام میں صدر پاکستان جنرل ایوب نے کہا۔

"یہ اقدام نوع انسانی کے اس مظلوم طبقہ سے عدل عمرانی کی خاطر کیا گیا ہے جسے مذہب کے مسخ کردہ نقاب کی آڑ میں اس کے بنیادی حقوق سے محروم کر دیا گیا تھا۔ جو لوگ اس سے مضطرب و بے قرار ہو رہے ہیں انہیں چاہئے کہ اپنے ضمیر کا جائزہ لیں اور جو جذبہ انہیں اس مخالفت پر آمادہ کر رہا اور جو خواہشات اس کے پیچھے کارفرما ہیں۔ ان کا صحیح صحیح اندازہ کرنے کے لئے اپنے دلوں کو ٹٹولیں۔ 37

صدر صاحب کے اس بیان سے اس بات کا واضح اشارہ ملتا ہے کہ حکومت اس قانون کے نفاذ میں کتنی سنجیدہ تھی۔ نیز مخالفین کے ساتھ اس کا مستقبل میں کیا رویہ ہو گا۔ چنانچہ اس سلسلے میں پہلا اقدام ان چودہ علماء کے خلاف اٹھایا گیا جنہوں نے عائلی آرڈیننس پر متفقہ تبصرہ کیا تھا اور قوانین کو منسوخ کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔ چودہ مختلف مکاتب فکر کے علماء نے عائلی قوانین کے بارے میں جو متفقہ تنقید و تبصرہ تیار کیا۔ حکومت کو اپنے ذرائع سے اس کی اطلاع مل گئی۔ حکومت نے اس سے نمٹنے کے لئے پہلا اقدام یہ کیا کہ لاہور کے تمام پریسوں اور اخبارات کو حکماً اس کی اشاعت سے روک دیا۔ دوسرا اقدام یہ کیا کہ اس تبصرہ پر دستخط کرنے والے علماء کے خلاف تفتیشی کارروائی شروع کر دی اور ان لوگوں کو سی آئی اے کے دفاتر میں طلب کر کے پوچھ گچھ شروع ہوئی۔ 38

لیکن حکومت کے اس اقدام سے اُس قضیئے نے مزید تقویت پکڑی اور حکومت کے خلاف ایک عمومی ردِّعمل کا اظہار ہونے لگا۔ اس سلسلے میں جب عائلی قوانین کے خلاف ملک میں ہر سطح پر صدائے احتجاج بلند ہوئی تو حکومت نے پریس آرڈیننس نافذ کر دیا جس کے ذریعے تمام اخبارات و مالکان چھاپہ خانہ اس بات کے پابند کر دیئے گئے کہ وہ ہر قسم کا مواد چھاپنے سے قبل محکمہ اطلاعات سے اس مواد کو چھاپنے کا تحریری اجازت نامہ حاصل کریں۔ کسی تحریر کا بغیر اجازت نامہ کے طبع ہونا تعزیری جرم قرار دیا گیا۔ اس آرڈیننس کے ذریعے اسمبلی اور عدالتوں کی کارروائیوں کی اشاعت پر بھی پابندی عائد کر دی گئی۔ نیز یہ کہ تمام اخبارات و رسائل کو حکم دیا گیا کہ وہ ڈیکلریشن کے حصول کی خاطر از سرِ نو درخواستیں دیں اور نئے سرے سے اخبارات کے اجرا کا پروانہ حاصل کریں۔ قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ اس حکم کا مدّعا یہ تھا کہ حکومت ایسے تمام جرائد کو پابند کرنا چاہتی تھی جو اس کی دانست میں حکومت کی پالیسی کے خلاف کام کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جون 1961ء کے پہلے ہفتے میں اسلامی مجلّہ "چراغِ راہ" کا ڈیکلریشن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منظور کرنے سے انکار کردیا گیا۔ (39)

عائلی قوانین کے خلاف ملک کے اندر پھیلی ہوئی اضطرابی لہر سے سیاستدانوں کا اثر قبول کرنا قدرتی بات تھی۔ کیونکہ عوامی سمندر میں اٹھنے والی موجوں کی پہچان اور ان موجوں کی تہہ میں چھپے ہوئے موتی کو دیکھ کر اسے حاصل کرنے کی کوشش کرنا اور اسے اپنے گلے کی زینت بنانا سیاستدان کی کمزوری ہوتی ہے۔ سیاستدان حضرات نے اس مسئلے کی گونج سے اسمبلی کے در و بام کو ہلا دیا۔ مغربی پاکستان کی صوبائی اسمبلی میں عائلی قوانین کے بارے میں قرارداد تنسیخ پیش کی گئی جس کے محرک مغربی پاکستان کی صوبائی اسمبلی کے رکن مولانا غلام غوث ہزاروی تھے۔

اس کے بعد عائلی قوانین کی تنسیخ کا بل پاکستان کی قومی اسمبلی کے پہلے اجلاس میں پیش ہوا جس کے محرک رکن اسمبلی عباس علی خان تھے۔ 40

سیاسی اثرات اور سرکاری اقدامات کے حوالے سے یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس وقت کے صدر جنرل محمد ایوب خان کو اس عوامی ردِ عمل اور اسمبلی کے اندر باہر عائلی قوانین کی مخالفت کے شدید ردعمل میں اپنا مستقبل مخدوش نظر آیا تو انہوں نے اپنے سابقہ سخت موقف سے پسپائی اختیار کی اور فرمایا۔

"یہ قوانین نہ وحیِ آسمانی ہیں اور نہ حرفِ آخر۔ قومی نمائندے اگر چاہیں تو ان قوانین کو کثرت آراء سے منسوخ کر سکتے ہیں"۔ 41

قومی اسمبلی میں تنسیخی بل کا پیش ہونا تھا کہ ملک میں وہ طبقے خوب فعال ہو گئے جو ان قوانین کو خواتین کی فلاح کا ذریعہ خیال کرتے تھے اور حکومت کی سرپرستی بھی ان طبقوں کو حاصل تھی۔ اس سلسلے میں زیادہ فعال کردار اپوا کا تھا۔ اپوا یعنی انجمن خواتین پاکستان عورتوں کی وہ تنظیم ہے کہ جس کے مطالبے اور احتجاج وغیرہ کے پیش نظر ہی عائلی کمیشن کا قیام عمل میں آیا تھا اور اسی تنظیم کے مطالبے پر صدر پاکستان جنرل محمد ایوب خان نے صدارتی آرڈیننس کے ذریعے عائلی قوانین کو نافذ کیا تھا۔ چنانچہ بل کی مخالفت میں اپوا نے بھی بھرپور حصہ لیا۔ ظاہر ہے ان کی مزاحمت ان محرکات کے خلاف تھی جو ان قوانین کو کالعدم قرار دینے کے لئے کی جارہی تھیں۔ چنانچہ 4 جولائی 1962ء کو اپوا کی تحریک پر اسمبلی کے باہر خواتین نے احتجاجی مظاہرہ کیا۔

بعض قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مظاہرہ حکومت کے ایماء پر کرایا گیا۔ جس کے شواہد حسب ذیل ہیں۔

1...... قومی اسمبلی کے ایک رکن شمس الرحمن نے ایک گشتی مراسلے کے فوٹو نقل اخبارات کو مہیا کئے جو طبع ہوئے۔ اس گشتی مراسلے میں بیگم غیاث الدین احمد جو کمشنر راولپنڈی ڈویژن کی اہلیہ تھیں اور اپوا کی صدر تھیں نے مڈل سکولوں اور ہائی سکولوں کی استانیوں کو حکم دیا کہ وہ 4 جولائی کو صبح ساڑھے چھ بجے ایوب ہال میں جمع ہوں اور مظاہرہ میں شرکت کریں۔

2...... اس مظاہرہ کے اشتہارات کو ہوائی جہاز کے ذریعے شہر کے اوپر فضا میں گرایا گیا تاکہ عورتیں مظاہرہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں حصہ لے سکیں۔ 43

قومی اسمبلی میں اس بل پر موافق و مخالف بھرپور تقاریر ہوئیں اور بحث میں حصہ لینے والے ہر شخص نے خوب گھن گرج سے حصہ لیا۔ 4 اکتوبر 1962ء کے اجلاس میں اس بل پر رائے شماری ہوئی۔ جس کے نتیجہ میں کثرتِ رائے سے یہ بل نامنظور ہو گیا اور حکومت کو اس معاملے میں کامیابی حاصل ہوئی۔ قومی اسمبلی کے ایک مقتدر رکن مولانا مفتی محمود نے اگلے روز ایک پریس کانفرنس میں اس بل کی ناکامی پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے پارلیمینٹ کے اس فیصلے کو خلافِ شریعت قرار دیا۔ 44

مولانا مفتی محمود کی اس پریس کانفرنس کے اثرات خاصے گہرے ثابت ہوئے پورے ملک میں مذہبی حلقوں کے اندر حکومت کے خلاف نفرت بھی پیدا ہوئی اور اُن ارکانِ اسمبلی کے خلاف بھی جذبات بھڑکے جنہوں نے بل کے خلاف اپنا ووٹ استعمال کیا تھا۔ مساجد میں خطباء کی طرف سے اس موضوع پر خوب دھواں دھار تقاریر کا سلسلہ شروع ہو گیا جس سے سیاستدان حضرات کا مستقبل خاصا متاثر ہوا۔ اور اس کے اثرات 1964ء میں ہونے والے عام انتخابات پر رونما ہوئے۔

1964ء میں عام انتخابات کا اعلان ہوا۔ حزبِ مخالف کی جماعتوں نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھایا اور عائلی قوانین کے مسئلہ کو اپنی انتخابی مہم میں کارگر حربے کے طور پر استعمال کیا اور اپنے منشور میں یہ شق شامل کی کہ اگر ہمیں کامیابی ہوئی تو ہم ان عائلی قوانین کو منسوخ کر دیں گے۔ حزب اختلاف کے اس فیصلے کے خلاف عورتوں کی جانب سے سب سے پہلے محترمہ بیگم شاہ نواز نے صدائے احتجاج بلند کی اور انہوں نے اسی بناء پر کونسل مسلم لیگ کی مجلس عاملہ سے استعفیٰ دے دیا۔ 14 ستمبر کو اس کے بعد متحدہ حزب مخالف کی ایک اور جماعت نے بھی منشور کی اس مذکورہ شق سے اختلاف کر دیا۔ اس کے بعد یہ بات بھی پریس میں آئی کہ قومی اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں مسودہ قانون پیش کیا جائے گا جس کی رو سے عائلی قوانین کی ایسی تمام شقوں کو کالعدم قرار دے دیا جائیگا جو خلاف شریعت ہیں۔ 45

1964ء کے عام انتخابات کے بعد عائلی قوانین کے سلسلہ میں پہلے جیسی گرما گرمی باقی نہ رہی۔ اس کی ایک وجہ 1965ء کی پاک بھارت جنگ بھی تھی جس کی وجہ سے عام توجہ بھارت کے جنگی جنون کی طرف مبذول ہو گئی اور عائلی قوانین کا معاملہ تقریباً دب گیا لیکن 1968ء کے اوائل میں صدر ایوب کے خلاف غم و غصہ کی لہر اٹھی اور عوام کے ہیجانی جذبات نے ایک تحریک کی شکل اختیار کر لی۔ سیاستدانوں نے عوام کے جذبات کو خوب بھڑکایا۔ حکومت کے خلاف اس تحریک میں جہاں اور عوامل بھی کارفرما تھے وہاں عائلی قوانین کا الزام بھی حکومت کے دامن پر تھا جس کا اظہار اس تحریک کے دوران مختلف جلسوں میں سیاستدانوں کی طرف سے ہوا۔ اس لئے یہ کہنا بھی غلط نہیں کہ پاکستان کی سیاسی زندگی میں عائلی قوانین ایوب خان کی مضبوط حکومت کو ختم کرنے کا ذریعہ بن گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاشرتی اثرات

عام لوگوں کی زندگی پر اثر

عام لوگوں کی معاشرتی زندگی عائلی قوانین کے نفاذ کی وجہ سے کس طرح متاثر ہوئی اس کا اندازہ ان عدالتی فیصلوں سے ہوتا ہے جو عدالتوں کے جج صاحبان نے ان ایّام میں صادر کئے۔ ملک میں چونکہ عائلی قوانین سے متعلق خوب بحث وتمحیص کا سلسلہ جاری تھا اور موافق ومخالف آراء اخبارات ورسائل کے ذریعے لوگوں تک پہنچ رہی تھیں لہٰذا ان آراء سے جج صاحبان بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ اسی تاثر پذیری کا ان کے فیصلوں پر بھی اثرانداز ہونا قدرتی امر تھا۔ جس کی وجہ سے عام لوگوں کی زندگی بھی متاثر ہوئی۔ ذیل میں ایسے فیصلوں کا تذکرہ ہے جس سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے۔

عائلی قوانین سے عدلیہ کے جج صاحبان بھی متاثر ہوئے۔ چنانچہ 1959ء میں مغربی پاکستان ہائی کورٹ کے جسٹس شبیر احمد، جسٹس بی۔ زیڈ کیکاؤس اور جسٹس مسعود احمد نے بلقیس فاطمہ بنام نجم الاکرام کے مقدمے میں یہ فیصلہ دیا کہ اگر عدالت کسی ذریعے سے اس نتیجہ پر پہنچ جائے کہ زوجین حدود اللہ کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو عدالت شوہر کی رضامندی کے بغیر خلع کرا سکتی ہے۔ 46

پھر اسی طرح 1967ء میں سپریم کورٹ کے جج جسٹس ایس اے رحمٰن، جسٹس فضل اکبر، جسٹس حمود الرحمٰن، جسٹس محمد یعقوب علی اور جسٹس ایس اے محمود نے بھی ایک اور مقدمہ خورشید بیگم بنام محمد امین میں ایسی مؤقف کو اختیار کیا کہ عدالت اپنے اختیارات کے ذریعے بغیر شوہر کی رضامندی حاصل کئے خلع کرا سکتی ہے۔ 47

اس مقدمے کا فیصلہ مارچ اپریل 67ء کے پاکستان ٹائمز میں بالاقساط طبع ہوا حالانکہ اسلامی نقطہ نظر سے خلع زوجین کی باہم رضامندی سے ہی ممکن ہے۔ کوئی تیسرا فریق خواہ وہ عدالت یا جج ہی کیوں نہ ہو۔ اس میں اختیار نہیں رکھتا۔ البتہ منصف یا جج محض مشورہ دے سکتا ہے جیسا کہ "

فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ

کی آیت سے استدلال کرتے ہوئے بعض علماء نے کہا کہ فان خفتم سے خطاب حکام کو ہے جسٹس ایس اے رحمٰن ودیگر جج صاحبان نے بھی یہی دلیل دی ہے کہ "فان فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ" میں چونکہ خطاب حکام کو ہے لہٰذا حکام عدالت اگر یہ سمجھیں کہ زوجین حدود اللہ کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو وہ شوہر کی رضامندی کے بغیر خلع کے ذریعے نکاح فسخ کر سکتے ہیں۔ یہ دونوں فیصلے عائلی قوانین میں موجود اس شور کا نتیجہ تھے جن میں عورتوں کی مظلومیت کا مختلف پیرائے میں ذکر کیا گیا تھا حالانکہ 1959ء کے مذکورہ فیصلے سے قبل ایسے ہی مقدمات میں عدلیہ یہ فیصلے دے چکی تھی کہ عدالت شوہر کی مرضی کے بغیر خلع نہیں کرا سکتی۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ایک مقدمہ عمر بی بی بنام محمد دین کا ہے جس میں جسٹس عبدالرحمٰن اور جسٹس ہارنس نے متفقہ طور پر فیصلہ دیا کہ بغیر شوہر کی رضامندی کے خلع نہیں دلا سکتی۔ 48

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح سعیدہ خانم بنام محمد مسیح کا مقدمہ تھا۔ جس کی سماعت جسٹس اے آر کارنیلیس جسٹس محمد جان اور جسٹس خورشید زمان نے کی اور فیصلہ دیا کہ شوہر کی رضامندی کے بغیر خلع نہیں ہوسکتا اور محض اختلاف مزاج ناپسندیدگی اور نفرت کی بناء پر عدالت نکاح کو فسخ نہیں کر سکتی۔ 49

ظاہر ہے کہ ایک ہی نوعیت کے 3 مقدمات میں عدالتوں کے فیصلے کا تفاوت عائلی قوانین سے متعلق پھیلی ہوئی بحث کا نتیجہ تھا ورنہ 1945ء اور 1953ء کے دونوں فیصلے اور 1959ء اور 1967ء میں کیے گئے فیصلوں میں فرق نہ ہوتا۔ تقریباً ایسی ہی صورت حال 1960ء میں پیش آئی جبکہ جسٹس محمد شفیع صاحب نے رشیدہ بیگم بنام شہاب الدین کے فیصلہ میں تعدّدِ ازدواج پر تفصیلی بحث کی اور رائے دی کہ تعدّد ازدواج پر حکومت وقت پابندی لگا سکتی ہے اور قرآن کریم میں کہیں ایسا حکم نہیں جس سے تعدّدِ ازدواج کی اجازت کا پتہ چلتا ہو اور سورہ نساء کی آیت 2 صرف یتیم اور بیوہ عورتوں کی شرط کے ساتھ مخصوص حالات میں زائد شادی کی اجازت دیتی ہے۔ 1960ء میں جبکہ فاضل جج نے یہ فیصلہ لکھا یہ وہی دور ہے جبکہ ملک میں عائلی قوانین پر خوب زور شور سے بحث وتمحیص کا سلسلہ جاری تھا۔ فاضل جج کے ریمارکس حکومتی نقطۂ نظر کی تائید کرتے تھے۔ 50

عائلی قوانین میں تعدّدِ ازدواج پر کامل پابندی تو عائد نہیں کی گئی تھی تاہم احکامات کے ذریعے ایسی تدابیر ضرور اختیار کی گئیں جن کی وجہ سے تعدّدِ ازدواج کی حوصلہ شکنی ہوتی تھی جبکہ سورہ نساء کی آیت میں چار تک شادیاں کرنے کی اجازت موجود ہے۔ ﴿فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ﴾ اس صورت حال کے پیش نظر لوگوں کے اذہان میں مختلف قسم کے فقہی سوالات ابھرنے لگے۔ ان سوالات کے تسلی بخش جوابات کے حصول کے لئے لوگوں نے اپنے اپنے اعتماد یا مسلک کے علماء سے رجوع کیا۔ مساجد میں خطیبوں نے اور علمی جرائد میں سوال وجواب کے کالموں میں خوب اظہار خیال کیا گیا۔ خطباء حضرات کی تقاریر تو فضاء کا حصہ بن گئیں جبکہ مختلف جرائد ورسائل میں جواب و سوال کے کالم اس حقیقت پر بطور دلیل موجود ہیں جن کا تذکرہ اگلے باب میں آئے گا۔

ایک دلچسپ امر یہ ہے کہ بعض سائلوں کے استفسار سے متاثر ہو کر جواب دہندگان نے تعدّدِ ازدواج پر پابندی عائد کرنے کو جائز بھی قرار دے دیا لیکن عمومی طور پر حکومت کے نافذ کردہ عائلی قوانین پر ایسا احتجاج بھی برابر جاری رکھا جس کی ایک مثال حسب ذیل ہے

سوال...... آپ مجھے معاف فرمائیں اگر میں یہ عرض کروں کہ آپ کے جواب سے تشفی نہیں ہوئی۔ میری گذارش صرف اتنی تھی کہ اگر کسی معاشرے میں عورتوں کی تعداد مردوں سے کم ہوجائے تو کیا اس صورت میں حکومت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ایک سے زائد شادیوں پر پابندی عائد کرسکے؟ آپ نے فرمایا کہ ایسا شاذونادر ہی ہوسکتا ہے لیکن میرا سوال بھی اس شاذ صورت حال سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ اس وقت پاکستان میں (مردم شماری) کی رو سے عورتیں مردوں کے مقابلے میں کم ہیں۔ اب کیا حکومت کوئی ایسا قانون بنا سکتی ہے کہ جب تک یہ صورت حال قائم ہے۔ ایک سے زیادہ شادیوں کی ممانعت ہو جائے۔ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ تعدّدِ ازدواج کی اجازت کا مطلب غالباً یہ ہے کہ اس زمانے میں جب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم دعوت حق میں مصروف تھے تو سالہا سال کے جہاد کی وجہ سے بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں کا مسئلہ حل کرنا پڑا۔ اس کی صورت یہ تجویز کی گئی کہ ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت دے دی جائے۔ جس مقام پر یہ اجازت دی گئی ہے' اس سے قبل جہاد و قتال ہی کا ذکر آیا ہے۔ اس طرح میں نے (مخصوص حالات میں) یہ استنباط کیا ہے۔ کہ یہ اجازت مخصوص حالات کے لئے ہی ہو سکتی ہے اگر یہ استنباط غلط بھی ہے اور جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ یہ قرآن کے صحیح مطالعہ پر مبنی نہیں۔ تو اس سے ہٹ کر بھی یہی کچھ سوچا جا سکتا ہے کہ دو دو' تین تین' چار چار نکاح اسی صورت میں کئے جا سکتے ہیں جبکہ معاشرے میں عورتوں کی تعداد مردوں کے مقابلے میں زیادہ ہو یا مردوں کے مساوی ہو تو اس جوازؒ سے فائدہ اٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔ ؟

جواب پاکستان کی مردم شماری میں عورتوں کی تعداد کا مردوں سے کم پایا جانا اس بات کی دلیل نہیں کہ ہمارے ہاں فی الواقع عورتوں کی تعداد مردوں سے کم ہے بلکہ اس میں ہمارے رسم و رواج کا بڑا دخل ہے۔ جس کی بنا پر لوگ اپنے ہاں کی عورتوں کا اندراج کرانے سے پرہیز کرتے ہیں تاہم اگر کروڑوں کی آبادی میں چند لاکھ کا فرق ہو بھی تو اس سے کوئی ایسا معاشرتی مسئلہ پیدا نہیں ہوتا جس کے لئے تعددِ ازدواج پر پابندی عائد کرنے کی ضرورت پیش آئے۔ یہ مسئلہ بیوہ اور مطلقہ عورتوں کے نکاح ثانی سے حل ہو جاتا ہے اور بالفرض اگر کوئی بہت ہی غیر معمولی کمی واقع ہو جائے تو عارضی طور پر کچھ مدت کے لئے پابندی عائد کرنا بھی جائز ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس پابندی کا اصل محرک یہی مسئلہ ہو۔ لیکن اس بات کو آخر چھپانے کی کیا ضرورت ہے کہ ہمارے ہاں تعددِ ازدواج پر پابندی عائد کرنے کی ضرورت دراصل اس بنا پر محسوس نہیں کی گئی ہے بلکہ اس کا اصل محرک یہ مغربی تخیل ہے کہ تعددِ ازدواج بجائے خود برائی ہے اور از روئے قانون یک زوجی ہی کو رواج دینا مطلوب ہے۔ یہ محرک ہمارے نزدیک سخت قابل اعتراض ہے اور اس کی جڑ کاٹنا ہم ضروری سمجھتے ہیں۔

میں نے پہلے بھی لکھا تھا اور اب بھی اس کا اعادہ کرتا ہوں کہ قرآن میں کوئی آیت تعددِ ازدواج کی اجازت دینے کے لئے نہیں آئی ہے۔ تعددِ ازدواج پہلے سے جائز چلا آ رہا تھا اور سورۂ نساء کی آیت نمبر 3 کے نزول سے قبل پہلے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تین ازواجِ مطہرات موجود تھیں۔ نیز صحابہ کرامؓ میں بھی بہت سے اصحاب تھے جن کے ہاں ایک سے زیادہ بیویاں تھیں۔ سورۂ نساء کی مذکورہ آیت اس جائز فعل کی اجازت دینے کے لئے نہیں آئی تھی بلکہ اس غرض کے لئے آئی تھی کہ جنگِ احد میں بہت سے صحابہؓ کے شہید ہو جانے اور بہت سے بچوں کے یتیم ہو جانے سے فوری طور پر جو معاشرتی مسئلہ پیدا ہوا تھا۔ اسے حل کرنے کی صورت مسلمانوں کو یہ بتائی گئی کہ اگر تم یتیموں کے ساتھ ویسے انصاف نہیں کر سکتے تو دو دو' تین تین' چار چار عورتوں سے نکاح کر کے ان یتیموں کو اپنی سرپرستی میں لے لو۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تعددِ ازدواج صرف ایسے ہی مسائل پیش آنے کی صورت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں جائز ہے۔ آخر تیرہ چودہ سو برس سے ہمارے معاشرے میں یہ طریقہ رائج ہے۔ اس سے پہلے کب یہ سوال پیدا ہوا تھا کہ مخصوص حالت میں ہی تعدّدِ ازدواج کی اجازت ہوگی؟ یہ طرزِ فکر تو ہمارے ہاں مغرب کے غلبہ سے پیدا ہوا ہے۔ 51

عائلی قوانین اور تفویضِ طلاق

عائلی قوانین کی رُو سے نکاح ناموں کے خاص فارم طبع ہوئے ان میں مختلف قسم کے اندراجات تھے۔ ان اندراجات میں ایک کالم نمبر 18 تفویضِ طلاق کے متعلق تھا۔ جس کی عبارت اس طرح ہے

آیا شوہر نے بیوی کو طلاق دینے کا حق تفویض کر دیا ہے اور کن شرائط کے تحت؟

شادی کے موقعہ پر عموماً دلہا اور دلہن کے دستخط فارم پر کرا لئے جاتے ہیں۔ تمام اندراجات نکاح رجسٹرار بعد میں کرتے۔ بسا اوقات میاں بیوی کی ناچاقی کی صورت میں دلہن والے مذکورہ کالم میں صرف ہاں کا اضافہ کر کے شوہر کو پریشان کر دیتے۔ عدالت بھی اس ضمن میں کچھ نہ کر سکتی۔

ایسا ہی ایک مسئلہ 1963ء میں پیش آیا۔ بیوی ناچاقی کی وجہ سے اپنے میکے چلی گئی۔ میکے والوں نے تفویضِ طلاق کے کالم کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یونین کونسل میں طلاق کی درخواست گذاری۔ یونین کونسل نے طلاق کا سرٹیفکیٹ جاری کر دیا۔ جب یہ سرٹیفکیٹ دولہا صاحب کو گھر بیٹھے موصول ہوا تو ان کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ اور مسائل پوچھتے پھرے کہ آیا بیوی بھی شوہر کو طلاق دے سکتی ہے؟ 52

ایک سائل کے استفسار پر ایک عالم نے منجملہ دیگر باتوں کے یہ بھی تحریر کیا۔

"از روئے قرآن طلاق کا حق اصلاً مرد کو دیا گیا ہے نہ کہ عورت کو۔ بیدہ عقدۃ النکاح۔ جب اس حق کو عورت کی طرف منتقل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور نکاح ناموں میں ایسے سوالات پہلے سے چھاپ کر ہر کس و ناکس کو یہ دعوت دی جاتی ہے اور سمجھایا جاتا ہے کہ وہ شریعت کی قائم کردہ تقدیم و ترتیب کو الٹ دیں اور طلاق کا اختیار مرد سے چھین کر عورت یا کسی یونین کونسل کے ہاتھ میں دے دیں تو اس کے نتیجے میں اتنی قباحتیں اور پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں۔ جن کا پیشگی تصور بھی محال ہے۔ جن اربابِ اختیار نے ایسے قواعد وضع کئے ہیں اور وضع کرنے کے بعد ان کے نفاذ و انطباق کی ذمہ داری کا بوجھ نااہل کندھوں پر ڈال دیا ہے۔ کاش وہ اس صورتحال پر غور فرمائیں اور اس کا تدارک کریں۔" 53

یہاں پر یہ امر بھی دلچسپی کا باعث ہو گا کہ تفویضِ طلاق کی تحسین کرتے ہوئے ایک عالم نے یہ لکھا۔

"اسلام نے طلاق کا حق بے شمار حکمتوں اور مصلحتوں کی بناء پر زوجین میں سے صرف مرد کو عطا فرمایا ہے لیکن ساتھ ہی اس بات سے صرفِ نظر نہیں فرمایا کہ بعض حالات ایسے پیدا ہو سکتے ہیں۔ جن میں عورت کو مرد سے گلو خلاصی حاصل کرنے کے لئے اس سے طلاق یا خلع حاصل کرنے کی کوئی صورت نہ بن سکے۔ حنفی مذہب میں اس کے لئے بہترین طریقہ تفویضِ طلاق کا ہے۔

اگر نکاح کے آغاز ہی میں اس طریقے کو اختیار کر لیا جائے تو ایسے حالات میں کوئی مشکل پیدا نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو سکتی۔ 54

مختلف فقہی مکاتبِ فکر کی تعبیرات میں جوازِ تطبیق کی تلاش

ایک اثر یہ مرتب ہوا کہ کیا شریعت کی تعبیر و تشریح کے لئے فقہ کے آئمہ اربعہ میں سے کسی ایک امام ہی کی تقلید ضروری ہے یا حالات و زمانہ کی رعایت رکھتے ہوئے ایک فقہ کے مقلد کسی دوسرے امام کی آراء سے استفادہ کر سکتے ہیں اور یہ کہ کیا منصف جج اپنی صوابدید کے تحت کسی بھی امام کی رائے کو قابلِ ترجیح قرار دے کر اس کے مطابق فیصلہ صادر کر سکتا ہے جبکہ فریقین کسی بھی امام کے مقلد کیوں نہ ہوں۔ مثلاً "عائلی قوانین کے تحت طلاق کو جب تک تین مرتبہ نافذ و مؤثر قرار نہ دیا جائے مطلقہ عورت اور طلاق دہندہ مرد کے مابین دوبارہ نکاح میں کوئی امر مانع نہ ہوگا اور سابق خاوند پر اس عورت کے حلال ہونے کے لئے یہ بھی ضروری نہ ہوگا کہ درمیان میں اس عورت کا نکاح کسی دوسرے مرد سے ہو۔ ظاہر ہے کہ حنفی فقہ کے مطابق ایک ہی مرتبہ دی گئی تین طلاقیں مؤثر تسلیم کی جاتی ہیں جبکہ غیر حنفی (اہل حدیث) اس طرح دی گئی طلاق کو ایک طلاق ہی قرار دیتے ہیں۔ حنفی علماء کی طرف سے اس کی مخالفت کی گئی۔ چنانچہ یہ مطالبہ ہوا کہ مسلمانوں کے جو فرقے اپنی فقہ کی رُو سے اس طرح کی تین طلاق کو طلاقِ مغلظ قرار دیتے ہیں۔ ان کے حق میں یہ طلاقِ مغلظ (یعنی غیر رجعی) ہی شمار ہوگی۔ 55

ڈاکٹر رشید جالندھری کے مطابق اس قسم کے مطالبوں سے اس امر کا اعتراف کیا گیا کہ قرآن و سنت کی صحیح تعبیر وہی درست ہے۔ جسے کسی خاص مسلک کی تائید حاصل ہو خواہ اس تعبیر کو جج یا دوسرے ممتاز اہلِ علم تصور نہ کرتے ہوں۔ 56

ان کے نزدیک تین طلاق کی شرعی حیثیت کہ وہ سنت کے خلاف ہے اس سے مفاسد پیدا ہوئے۔ مولانا مودودی مرحوم بھی لکھ چکے تھے۔ لیکن جب ان مفاسد کا دروازہ بند کرنے اور ازدواجی زندگی کو مستحکم اور خوشگوار بنانے کے لئے پاکستان میں دوسرے مسلم ممالک کی طرح ایک ہی وقت میں دی گئی تین طلاق کو قانونی طور پر ایک تسلیم کرنے کے لئے یہ اصلاحات نافذ ہو گئیں پھر بھی بعض علماء نے سخت مخالفت کی جس سے معاشرے میں انتشار پیدا ہوا۔

1936ء میں مولانا اشرف علی تھانویؒ نے عورتوں کی مشکلات کے پیش نظر یہ رائے قائم کی تھی کہ ضرورت کے مواقع میں شرائط کے موافق دوسرے آئمہ مذاہب کی رائے پر بھی عمل کیا جا سکتا ہے۔ شرعی عدالت قائم ہونے کی صورت میں امام مالکؒ کے نزدیک شرعی پنچایت بھی عائلی مسائل میں فیصلہ دے سکتی ہے اور وہ شرعاً نافذ ہو سکتا ہے۔ 57

دلچسپ اور عجیب

ایک دلچسپ بات خواتین کی طرف سے سامنے آئی۔ خواتین کی ایک کانفرنس میں حکومت سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطالبہ کیا کہ عائلی قوانین کے تحت مقدمات کے فیصلوں کا جو اختیار یونین کونسلوں کے چیئرمینوں کو دیا گیا ہے وہ اختیار ان کی بجائے قاضیوں کو دیا جائے۔ خواتین نے اس ریزولیشن میں چیئرمینوں کا رونا روتے ہوئے کہا ہے کہ انہوں نے فیصلے کرنے کی بجائے خود شادیاں کر لی ہیں۔ 58

انتشار

کراچی کے ایک شخص نے سندھ ہائی کورٹ کے شریعت بنچ میں ایک درخواست پیش کی کہ اس کی بھتیجی کے خاوند نے اپنی بیوی کو ایک ہی وقت میں تین طلاقیں دی تھیں۔ وہ عدت کا زمانہ بھی پورا کر چکی ہے۔ اب صحیح صورتحال کیا ہے؟ کیونکہ حنفی علماء کے نزدیک تین طلاقیں مؤثر ہیں لیکن ایک اہلِ حدیث عالم نے کہا ہے کہ یہ تین طلاقیں مؤثر نہیں ہیں۔ 59

عائلی قوانین میں تعددِ ازدواج کے مسئلے نے بہت اہمیت حاصل کی۔ بہت سے لوگ خصوصاً عورتیں ایک سے زائد شادیوں کے بارے میں تشکیک کا شکار ہوئیں۔ یہ تصور عام ہونے لگا کہ اسلام ایک سے زائد شادیوں کی حوصلہ شکنی کرتا ہے اور ایک سے زائد شادیوں کی اجازت مخصوص شرائط پر منحصر ہے جو لوگ تعددِ ازدواج کے مخالف تھے ان کے دلائل حسب ذیل تھے۔

1 ...... شادی چونکہ معاشرتی ضرورت ہے لہٰذا یہ لوگوں کے منتخب نمائندوں کا کام ہے کہ وہ اس بارے میں ایک قانون بنائیں کہ آیا ایک مسلمان ایک سے زیادہ بیویاں کر سکتا ہے کہ نہیں۔ اگر کر سکتا ہے تو کن حالات میں اور کن شرائط کے ساتھ۔

2 ...... ایک سے زائد نکاح اگر کیے بھی جائیں تو ان کو لازماً یتیموں کے فائدے کے لئے ہونا چاہئے"۔ کیونکہ اسی غرض کے لئے تعددِ ازدواج کی اجازت دی گئی ہے۔

3 ...... اگر ایک مسلمان یہ کہہ سکتا ہے کہ میں ایک سے زیادہ بیویاں نہیں کروں گا کیونکہ میں اس کی استطاعت نہیں رکھتا تو آٹھ کروڑ مسلمانوں کی اکثریت بھی ہماری قوم کے لئے یہ قانون بنا سکتی ہے اور قوم کی معاشی، تمدنی اور سیاسی حالت اس کی اجازت نہیں دیتی کہ اس کا کوئی فرد ایک سے زیادہ بیویاں کرے۔

4 ...... سورۂ نور کی آیت نمبر 33 میں طے کیا گیا ہے کہ جو لوگ شادی کرنے کے ذرائع نہ رکھتے ہوں۔ ان کو شادی نہ کرنی چاہئے۔ اگر ذرائع کی کمی کے باعث ایک شخص کو ایک بیوی کرنے سے روکا جا سکتا ہے تو انہی وجوہ یا ایسے ہی وجوہ کی بناء پر اسے ایک سے زیادہ بیویاں کرنے سے کیوں نہیں روکا جا سکتا۔

آیت نمبر 33 وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ

5 ...... سورہ نساء کی آیت 129 میں ہے وَلَن تَسْتَطِيعُوا أَن تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَإِن تُصْلِحُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا

اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء کی آیت نمبر 3 میں عدل کی شرط کے ساتھ تعددِ ازدواج کی اجازت دی ہے اور پھر اسی سورہ کی آیت نمبر 129 میں یہ بات خود ہی واضح کر دی ہے کہ بیویوں کے درمیان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عدل کرنا انسانی ہستیوں کے بس میں نہیں ہے۔ اب یہ ریاست کا کام ہے کہ ان دونوں میں تطبیق دینے کے لئے ایک قانون بنائے اور ایک سے زیادہ بیویاں کرنے پر پابندی عائد کر دے۔ وہ کہہ سکتی ہے کہ دو بیویاں کرنے کی صورت میں چونکہ سالہا سال کے تجربات سے یہ بات ظاہر ہے اور قرآن حکیم میں بھی یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ دونوں بیویوں کے ساتھ یکساں برتاؤ نہیں ہو سکتا۔ لہذا یہ طریقہ ہمیشہ کے لئے ختم کیا جاتا ہے۔ 60

عالمی اثرات

پاکستان میں عائلی قوانین کی بحث نے پڑوسی ملک ہندوستان کو بھی متاثر کیا۔ چنانچہ ہندوستان میں مسلم پرسنل لاز کی بحث چل نکلی۔ وہاں پر بھی پاکستان کی طرح علمائے ہند نے بھرپور مزاحمتی اقدامات شروع کئے۔ پھر جنوری 19764ء میں مستشرقین کی بین الاقوامی کانگریس کا چھبیسواں اجلاس نئی دہلی میں منعقد ہوا۔ جس میں ایک سمپوزیم کا پورا موضوع "مسلم پرسنل لاز پر نظر ثانی" تھا اس سمپوزیم کی مکمل تفصیل عبداللطیف اعظمی کے قلم سے ماہنامہ جامعہ دہلی میں شائع ہوئی۔ پھر اسی تفصیل کو ماہنامہ فکرونظر اسلام آباد نے بھی شائع کیا۔ 61

1956ء کے دورانئے میں پاکستان میں عائلی قوانین پر بحث ہو رہی تھی۔ انہی ایام میں مصر میں طلاق کا مسئلہ بھی بہت زیر بحث تھا۔ مصر کی وزارتِ مجلسِ امورِ اسلامی معاشرے کو حقِ طلاق کے غلط استعمال کے خطرناک اثرات سے بچانے اور ایک سے زیادہ شادیوں کے رجحان کو روکنے کے لئے مسودہ قانون مرتب کر رہی تھی جس میں تنازعات کا فیصلہ ثالثی کونسل کے ذریعے طے کرانے کی تجویز تھی اور یہ تقریباً وہی باتیں تھیں جو پاکستان کے عائلی قوانین میں مندرج ہیں۔ یہ عجیب اتفاق ہے یا دونوں مسلم ممالک کی باہم اثرپذیری کا کرشمہ۔ 62

پاکستان کے عائلی قوانین کے اثرات بین الاقوامی سطح پر بھی رونما ہوئے اور ان قوانین نے عالمی رائے عامہ کو بھی متاثر کیا۔ اس کی غالباً وجہ یہ ہے کہ عائلی مسائل محض پاکستانی مسلمانوں کا مسئلہ ہی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کا مسئلہ ہیں۔ چنانچہ مارچ 1965ء میں افریقہ وایشیا کے مسلم ممالک کی ایک کانفرنس بنڈونگ "انڈونیشیا" میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں بہت سی قراردادیں پاس کی گئیں۔ ان تمام قراردادوں میں ایک قرارداد کے ذریعے پاکستان کے عائلی قوانین کو سراہا گیا اور دیگر مسلم ممالک سے کہا گیا کہ وہ بھی ان مفید قوانین کو اپنے ہاں رائج کریں۔ 63

خواتین کا ردِ عمل

خواتین کی طرف سے عائلی قوانین کے سلسلے میں اجتماعی اور انفرادی طور پر ملا جلا ردِ عمل پیش کیا گیا۔ بعض خواتین نے پسندیدگی کا اظہار کیا جبکہ بعض کی طرف سے انتہائی ناپسندیدگی ظاہر کی گئی اور ان قوانین کو اسلامی فکر کے متصادم ٹھہرایا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم پہلے ان خواتین کے ردعمل کا تذکرہ کریں گے جنہوں نے ان قوانین کو پسند کیا اور بعد میں ناپسندیدہ ردعمل ظاہر کرنے والی خواتین کا ذکر ہوگا۔

اپوا (انجمنِ خواتینِ پاکستان)

پاکستان میں اپوا کے نام سے خواتین کی ایک تنظیم سرگرم عمل تھی اور ہے۔ اگرچہ اس تنظیم میں پاکستان کی وہ خواتین شامل ہیں جو اعلیٰ اور متمول گھرانوں سے تعلق رکھتی ہیں اور ایک مخصوص ذہن کی حامل ہیں۔ پاکستان کی عام گھریلو خواتین کا اس تنظیم سے ذہنی و عملی رابطہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ تاہم اس تنظیم کو سرکاری سرپرستی بھی حاصل تھی اور حلقہ خواتین میں یہی تنظیم فعال سمجھی جاتی تھی۔ عائلی قوانین کا آرڈیننس کے ذریعے نفاذ بھی کسی حد تک اسی تنظیم کی تحریک کا نتیجہ تھا جس کا ذکر پچھلے باب میں ہو چکا ہے۔ بہرحال اس تنظیم کا ردعمل عائلی قوانین کے نفاذ کے بارے میں بہت موافقانہ تھا۔ چنانچہ مغربی پاکستان اپوا برانچ کی نائب صدر بیگم انعام اللہ خان صاحبہ نے اپنے ایک بیان میں حکومت پاکستان بالخصوص صدر ایوب کو اس اقدام پر مبارک باد پیش کی اور ان کے اس اقدام کو انقلابی قرار دیتے ہوئے پاکستانی خواتین کی آزادی اور فلاح و بہبود کے سلسلے میں سنگ میل کی حیثیت دی اور ساتھ ہی انہوں نے حکومت سے مطالبہ بھی کیا کہ حکومت کو چاہئے کہ وہ ثالث کونسلوں کو ختم کر کے یہ اختیارات بھی عدالتوں کو دے دے۔ 64

اس کے علاوہ اپوا کی مجلسِ منتظمہ نے اپنے ایک اجلاس میں قرارداد تحسین پاس کی اور کہا گیا کہ انجمن خواتین حکومت کے اس اقدام کو بنظرِ تحسین دیکھتی ہے اور ان قوانین کا خیر مقدم کرتی ہے۔ نیز یہ کہ نکاح و طلاق کا نیا قانون عورتوں کی فلاح و بہبود کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔ 65

بعض معروف خواتین کے انفرادی ردعمل کا تذکرہ

محترمہ حمید جہاں خواجہ جو کہ لیڈی میکلیگن کالج لاہور کی وائس پرنسپل تھیں۔ انہوں نے ان قوانین کی تنفیذ پر پسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا "قابلِ ستائش اور امید افزا بات جو عائلی کمیشن نے پیش کی ہے وہ تعددِ ازدواج کے بارے میں شرائط اور پابندیاں ہیں اور یہ شرائط خاندان کو بہتر خوشگوار اور مستحکم بنانے کے لئے ہیں۔" 66

بیگم جلیل اصغر صدر پاکستان چائلڈ ویلفیئر کونسل

"ان قوانین کی بدولت نئی نسل کا مستقبل محفوظ ہو گیا ہے۔ یونین کونسل کو مصالحتی اختیار دینے کی میں مخالفت کرتی ہوں۔ 67

ہاجرہ مسرور۔ افسانہ نویس

"مسلمان مرد دوسری بیوی لاتے وقت اپنے ضمیر اور خدا کے سامنے کوئی جواز پیش کرنے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرورت محسوس نہیں کرتا تھا۔ اب اسے ملکی قوانین کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا۔"

خدیجہ مستور

"نئے قوانین پر عمل در آمد کی بدولت ازدواجی زندگی میں ایک انقلاب رونما ہو جائے گا اور عورت اپنی ذمہ داریوں کے علاوہ تحفظ بھی محسوس کرے گی۔"

بیگم رفیق سماجی کارکن

"مسلمان عورت کو پہلی بار قرآنی احکامات کے مطابق حقوق ملے ہیں۔ اب وہ مرد کی ہم سری کا دعویٰ کر سکتی ہے۔" 68

علیاحضرت شہزادی عابدہ سلطانہ صاحبہ ولیعہد ریاست بھوپال

"یہ سفارشات اسلامی نہیں ہیں بلکہ مسیحی سنت و اعمال سے مطابقت رکھتی ہیں۔ مسیحیت میں پاپائے اعظم کو بیان کیا جاتا ہے کہ اتنا حق حاصل ہے کہ وہ نظریات کو وقت اور حالات کے موافق متغیر و متبدل کر دے۔ پاپائے اعظم کی اسلام میں تقلید کر کے ہمارے یہ جدید مصلحین ہمیں نہ محض یہ شبہ کرنے پر مائل کرتے ہیں کہ ان کا مبلغ علم محض سطحی انگریزی لٹریچر پر مبنی اور وہ بھی مسیحی آنکھوں سے مطالعہ کردہ ہے بلکہ یہ بھی شبہ ہے کہ ان حضرات نے ہمیں مسلمان نما عیسائی بنا ڈالنے کا تہیہ کر لیا ہے۔

شرم آنی چاہئے ان عورتوں کو جو حقوق العباد کو سمجھنے کی اہلیت نہ رکھتے ہوئے بھی قرآن و سنت میں اصلاح دینے کی جسارت کرتی ہیں۔ تاریخ میں انہیں اسلام کی شکل کو مسخ کرنے والیاں اور اسلام کی دشمن کے نام سے یاد رکھا جائے گا۔" 69

ثریا احمد پائی صاحبہ بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ کراچی

"شادی کمیشن کی رپورٹ نے اسلامی ازدواجی قانون کی بنیادیں ہلا کر زبردست زلزلہ پیدا کر دیا ہے مغربیت اور مسیحیت میں ڈبو کر ایک نہایت جامع و مستحکم قانون کو (وہ قانون جو قانونِ الٰہی ہے) عجیب مضحکہ اور تمسخر کی چیز بنا ڈالا ہے۔ 70

بیگم زری سرفراز کمیشن

بیگم زری سرفراز کمیشن کا قیام اگرچہ عائلی قوانین کے نفاذ کے 18 برس بعد عمل میں آیا تاہم یہ اسی تسلسل کا نتیجہ یا تضمنہ تھا جو ان قوانین کے نفاذ سے روبہ عمل تھے۔ اس کمیشن کا قیام بھی دراصل عائلی قوانین کے اثرات ہی کا حصہ ہے۔ اس کمیشن کے حالات و سفارشات کا مطالبہ بھی موضوع کی مناسبت سے دلچسپی کا باعث ہوگا۔ اس کمیشن کے قیام سے قبل 1976ء میں حکومت نے پاکستان ویمن رائٹس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمیٹی (Women Rights Committee) قائم کی تھی۔ لیکن اس کمیٹی کی رپورٹ سیاسی ابتری کے باعث منظر عام پر نہ آسکی۔

جنوری 1979ء میں جنرل ضیاء الحق صاحب نے فیڈرل گورنمنٹ ویمن ڈویژن قائم کیا۔

8 / مارچ 1983ء کو پاکستان کمیشن برائے حیثیتِ نسواں بنایا گیا۔ جس کی سربراہ بیگم زری سرفراز کو مقرر کیا۔ جس کا مقصد عورتوں کے مقام اور دائرہ کار کے سلسلے میں رپورٹ مرتب کر کے حکومت کو سفارشات پیش کرنا تھا۔ اس کمیشن کے اراکین حسبِ ذیل تھے۔

بیگم زری سرفراز	چیئرمین
بیگم محمودہ سلیم خان	صوبہ سرحد
بیگم ڈی جے کیکوباد	صوبہ بلوچستان
بیگم سیدہ قاضی عیسیٰ	صوبہ بلوچستان
بیگم ممتاز راشدی	صوبہ سندھ
خانم گوہر اعجاز	صوبہ سندھ
پروفیسر امینہ خمیسانی	صوبہ سندھ
بیگم انوار جی احمد	صوبہ سندھ
ڈاکٹر رفعت رشید	صوبہ پنجاب
بیگم ممتاز یو کرامت	صوبہ پنجاب
آپا نثار فاطمہ	صوبہ پنجاب
بیگم انیس مرزا	وفاقی علاقہ جات
بیگم رضیہ عزیز الدین	مجلس شوریٰ کی نامزد کردہ ممبر
خالد ایم اسحاق	
ڈاکٹر کرار حسین	
ڈاکٹر زیڈ اے ہاشمی	

نوٹ..... بیگم انیس مرزا نے 6 / جنوری 1985ء کو رکنیت سے استعفیٰ دے دیا۔

26 / جنوری 1984ء سے لے کر 7 / اپریل 1985ء تک کمیشن کے دس اجلاس منعقد ہوئے۔ کمیشن نے مختلف علاقوں کے دورے کئے۔ حسبِ ذیل حضرات و خواتین نے کمیشن کو اپنی تحریری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجاویز پیش کیں۔ بیگم شائستہ اکرام اللہ' ڈاکٹر مس افتخار ایم حسن' بیگم سیدہ عابدہ حسین' مس گلزار ربانی' بیگم سیدہ قاضی عیلی' بیگم ممتاز راشدی' ڈاکٹر مس صبیحہ حفیظ' بیگم اے کے اعوان' ڈاکٹر حاجرہ عبداللہ' ڈاکٹر کے آئی ترین۔ ڈاکٹر سلمیٰ مقبول' انیتا غلام علی' شاہین عتیق الرحمٰن' پروفیسر عباس عابدی' بیگم صادقہ صلاح الدین' ڈاکٹر عطیہ عنایت اللہ' بیگم عفیفہ غضنفر' خاور ممتاز' عنایت اللہ' خالد ایم اسحاق' حبیب الرحمان' زیڈ اے ہاشمی' ڈاکٹر فیروزہ احمد' امینہ خمیسانی' ڈاکٹر رفعت رشید' بیگم رعنا لیاقت علی۔

یہ رپورٹ دس ابوب پر مشتمل ہے۔ نواں باب کمیشن کی رکن خاتون آپا نثار فاطمہ کے اختلافی نوٹ پر مشتمل ہے۔ باقی ابواب کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

باب نمبر ۱...... اس باب میں عورت کی حیثیت کے بارے میں رائے دی گئی ہے اور قرآن وحدیث' فرمودات قائداعظم' اقوال علامہ اقبال کے ذریعے ثابت کیا گیا ہے کہ عورت مرد کے برابر ہے کسی طرح کم نہیں۔

باب نمبر ۲...... یہ پاکستان کی آبادی کے متعلق ہے اور بتایا گیا ہے۔ کہ 1981ء کی مردم شماری کے مطابق پاکستان کی آبادی 35ء84 ملین تھی جس میں 02ء40 فیصد تناسب عورتوں کا تھا۔

باب نمبر ۳ اس میں پاک وہند میں ہزاروں برس پرانی تاریخ کے حوالے سے عورت کی حیثیت پر روشنی ڈالی گئی ہے اور بڑی دلچسپ بحث کی گئی ہے۔ مثلاً یہ کہ ایک زمانے میں لڑکی کی پیدائش پر والدین بہت خوشیاں مناتے۔ شادی کے لئے اس کو اپنی پسند کی اجازت دیتے تھے۔ آہستہ آہستہ آریوں کی آمد کے بعد یہ صورت حال ختم ہو گئی اور عورت استحصال کا شکار ٹھہری۔

باب نمبر ۴ عورتوں کی عمومی صحت کے بارے میں ہے کہ پاکستان میں عوتوں کی صحت خراب ہے جس کی وجوہات' غربت' تعلیم کی کمی اور مردوں کا تفوق وغیرہ ہیں اور ان مسائل پر قابو پانے کے لئے سفارشات دی گئی ہیں۔

باب نمبر ۵ عورتوں کی تعلیم کے بارے میں ہے اور پسماندہ اور دور دراز کے علاقوں میں تعلیمی اداروں کے قیام کی ضرورت اور مطالبہ کو دہرایا گیا ہے۔ نیز یہ کہ خواتین کی علیحدہ یونیورسٹی کا قیام غیر ضروری ہے اور اس طرح کی الگ یونیورسٹی سے ماسوائے دولت کے ضیاع اور تحصیل لاحاصل کے کچھ فائدہ نہ ہو گا۔

باب نمبر ۶...... اس باب میں ایسی سفارشات کی گئیں ہیں جن کے ذریعے عورتوں کو مردوں کے شانہ بشانہ ملازمت کے مواقع حاصل ہو سکیں۔

باب نمبر ۷...... عورتوں میں سیاسی شعور بیدار کرنے کے بارے میں ہے اور مطالبہ کیا گیا ہے کہ عورتوں کو عام انتخابات میں برابری کی سطح پر حصہ لینے کی اجازت ہو۔ سینٹ میں دس فیصد نشستیں عورتوں کے لئے مخصوص کی جائیں۔

باب نمبر ۸...... اسلامی قوانین طلاق و خلع پر تنقید کی گئی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ حدود

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آرڈیننس اور قانون شہادت میں ترامیم کا مطالبہ کیا گیا۔

باب نمبر ۹...... کمیشن کی رکن آپا نثار فاطمہ کے اختلافی نوٹس پر مشتمل ہے۔ جس میں انہوں نے دیتُ قصاص اور حدود جیسے مسائل کے بارے میں کہا کہ یہ مسائل اسلام میں طے شدہ ہیں۔ لہٰذا ان کے بارے میں رائے زنی یا ترمیم کا مطالبہ مناسب نہیں نیز یہ کہ کمسنی کی شادی مسنون ہے اس پر اعتراض کرنا خلاف شریعت ہے۔ اسی طرح قانون میراث میں ترمیم۔ ایک سے زائد شادیوں پر پابندی غیر شرعی ہے۔

باب نمبر ۱۰ حوالہ جات پر مشتمل ہے۔

ایک دلچسپ امر یہ ہے کہ 1987ء میں انٹرنیشنل کمیشن آف جیورسٹس نے پاکستان میں انسانی حقوق کی صورتحال کے بارے میں ایک تفصیلی رپورٹ تیار کی تھی۔ اس کمیشن کے اراکین میں سویڈن کے جج گستاف پیٹرون Gustav Patron اور نیوزی لینڈ کے ہیلن کل (Hellen Kull) برطانیہ کے جرجی میکبرائیڈ اور جنیوا کے ڈی رونڈان شامل تھے۔ اس رپورٹ اور خواتین کمیشن کی رپورٹ میں خاصی مطابقت پائی جاتی ہے خصوصاً قانون شہادت اور حدود آرڈیننس وغیرہ کے معاملات میں جن کو دونوں کمیشن انسانی حقوق کے خلاف قرار دیتے ہیں اس رپورٹ میں 1985ء میں مجلس شوریٰ میں پیش ہونے والے شریعت بل کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ زری سرفراز کمیشن کی رپورٹ پر دینی حلقوں میں ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا۔

غالباً اسی وجہ سے حکومت نے ان سفارشات کو کوئی اہمیت نہ دی اور یہ سفارشات سرکاری الماریوں کی زینت بن گئیں۔

اسلامی مشاورتی کونسل کی سفارشات

اسلامی نظریاتی کونسل کا قیام یکم اگست 1962ء کو عمل میں آیا اور جسٹس ابو صالح محمد اکرم کو اس کونسل کا چیئرمین نامزد کیا گیا۔ ان کے بعد علامہ علاؤالدین صدیقی، جسٹس حمودالرحمٰن، جسٹس محمد افضل چیمہ اور جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن یکے بعد دیگرے مختلف اوقات میں اس کونسل کے چیئرمین نامزد کئے گئے۔ اس کونسل کے اغراض و مقاصد میں یہ بات شامل تھی کہ یہ حکومت کو اسلامی امور سے متعلق مشورہ دے گی جو حکومت کی طرف سے پوچھے جائیں گے۔ چنانچہ عائلی قوانین کے بارے میں حکومت کے ایماء پر کونسل نے علامہ علاؤالدین صدیقی کی صدارت میں 19 / اکتوبر 64ء سے غور و خوض شروع کیا۔ یہ غور و خوض مارچ 1967ء تک جاری رہا اور دسمبر 1967ء میں کونسل نے اپنی سفارشات حکومت کو بھجوا دیں۔ 72

جنوری 1969ء کو وزارتِ قانون و پارلیمانی امور کی طرف سے صدرِ پاکستان کے ایماء پر کونسل کو ہدایت کی گئی کہ وہ عائلی قوانین کی دفعہ 4 اور دفعہ 6 پر دوبارہ غور کر کے رائے دے۔ کونسل نے اس سلسلے میں کارروائی مکمل کر کے ستمبر 1969ء میں اپنا جواب حکومت کو بھجوا دیا۔ 73

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد تقریباً دس سال مکمل خاموشی رہی اور اس بارے میں کوئی پیش رفت سامنے نہ آئی۔
15 / نومبر 1978ء کو جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے کونسل کو ہدایت دی کہ وہ تمام عائلی قوانین کا از سر نو جائزہ لے کر رپورٹ پیش کرے۔ 74

اس حکم نامے کے پیش نظر ان قوانین پر 29 / جنوری 1979ء سے لے کر 10 فروری 1979ء تک غور و فکر کے بعد کونسل نے اپنی سفارشات 30 / اپریل 1979ء کو حکومت کو پیش کیں۔ 75۔

کونسل کی طرف سے سفارشات کی وصول یابی کے بعد 15 / جنوری 1980ء کو وزارتِ مذہبی امور اور وزارتِ قانون نے بڑا سخت فیصلہ دیا اور کہا کہ عائلی قوانین مجریہ 1961ء تمام کے تمام قرآن و سنت کے منافی ہیں لہٰذا ان کو کاملاً منسوخ کر دینا چاہیے۔

> The Muslim family laws ordinance 1961 is utterly un-Islamic. It is against the holy Quran and Sunnah. It has dared to amend the Quranic law to the extent of Irtidad and its existance is a slur, a blot, a bat blot on the religion name of Islam and our Islamic country, such a legislation or even its name need not be protected, let us clean the blot altogether by its total repeal-
>
> 76

وزارت قانون کے اس مراسلہ پر کونسل نے ۱۷۔ ۱۸ / جون ۱۹۸۰ء کے اجلاس منعقدہ کراچی میں غور کیا اور یہ قرارداد منظور کی۔

"اگرچہ اسلامی نظریاتی کونسل نے قبل ازیں مسلم عائلی قوانین میں ترامیم تجویز کی تھیں۔ مگر وزارت مذہبی امور اور وزارت قانون دونوں کا خیال ہے کہ اس قانون کو سرے سے ختم کر دیا جائے۔ کونسل کو اس اقدام پر اعتراض نہیں ہے۔ تاہم کونسل کے تین ارکان بشمول خاتون رکن اس قانون کو مکمل طور پر ختم کرنے کی تجویز سے متفق نہیں اور وہ کونسل کی تجویز کردہ ترامیم کے حق ہیں ۷۷۔

اس کے بعد کونسل نے اپنے طور پر ۲۲ / ستمبر ۱۹۸۱ء کو یہ سفارش پیش کی کہ مسلم پرسنل لاء کو بھی وفاقی شرعی عدالت کے دائرہ اختیار میں شامل کر دیا جانا چاہیے۔ کیونکہ کونسل کی سابقہ سفارشات پر بھی عمل در آمد نہیں ہو سکا۔ اگر یہ قوانین عدالت کے دائرہ اختیار میں دے دیئے جائیں گے تو عدالتی فیصلوں کا اطلاق لازم ہو گا۔ ان سفارشات کا خلاصہ کونسل کی طرف سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۲ر ستمبر ۱۹۸۱ء کو وزارت مذہبی امور کے توسط سے صدر مملکت کو روانہ کیا گیا ۷۸۔

اس سفارش کے بعد وزارت مذہبی امور نے کونسل کو مطلع کیا کہ مسلم پرسنل لاء کو وفاقی شرعی عدالت کے دائرہ اختیار سماعت میں لانے کی تجویز پر کابینہ کے اجلاس منعقدہ ۱۵ر مارچ ۸۲ء میں غور کیا گیا۔ لیکن کابینہ نے کونسل کی سفارش کو منظور نہیں کیا۔ ۷۹۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ سب سے پہلے علامہ علاؤالدین صدیقی کی صدارت میں اسلامی نظریاتی کونسل نے عائلی قوانین پر غور و خوض شروع کیا تھا۔ اس کے بعد کونسل نے مختلف ادوار میں ان قوانین کا شقوار جائزہ لیا اور حکومت کی ایماء پر خصوصیت کے ساتھ ان دفعات پر غور و خوض کیا۔

- یتیم پوتے کی وراثت
- تعدد ازدواج
- طلاق
- نکاح کی رجسٹریشن

کونسل کی سفارشات کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کونسل نے روایتی انداز میں حکومت کی ہاں میں ہاں ملانے کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ پوری بحث و تمحیص کے بعد کتاب و سنت کی روشنی میں اپنی سفارشات مرتب کیں اور قوانین کی بعض شقوں میں ترمیمی اصلاحات تجویز کیں۔ جہاں کہیں بعض اراکین کی طرف سے اختلافی آراء کا اظہار کیا گیا۔ کونسل نے ان آراء کو بھی ظاہر کیا۔ بلاشبہ کونسل نے سب سے زیادہ کام جنرل ضیاء الحق کے دور میں کیا۔ لیکن وزارت قانون اور وزارت مذہبی امور کے ۱۵ر جنوری ۱۹۸۰ء کے فیصلے کے بعد جس میں مذکورہ وزارت نے ان تمام قوانین کو کتاب و سنت کے منافی قرار دے کر منسوخ کر دینے کا فیصلہ دیا۔ اس فیصلے کے بعد کونسل کی سفارشات کی کچھ حیثیت باقی نہ رہی کیونکہ کونسل نے ۱۸ر جون ۱۹۸۰ء کی اپنی قرارداد میں یہ بات منظور کر لی کہ کونسل کو حکومت کے اس اقدام پر کوئی اعتراض نہ ہو گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

1- جواب خطاز جنرل محمد ایوب خان بنام مفتی محمد شفیع	
2- مسلم فیملی لاز پر علماء کرام کا تبصرہ'	پبلک آرٹ پریس پشاور
3- ہفت روزہ الاعتصام لاہور	9رنومبر 1962ء
4- ہفت روزہ الاعتصام لاہور	9راگست 1963ء
5 " " " "	" " " "
6- روزنامہ کوہستان لاہور	11 ستمبر 1963ء
7- ہفت روزہ الاعتصام لاہور	20رستمبر 1963ء
8- ماہنامہ ترجمان القرآن لاہور	ستمبر 1963ء
9- ماہنامہ ثقافت لاہور	اکتوبر نومبر 1956ء
10- پندرہ روزہ الارشاد جدید کراچی	یکم نومبر 1956ء
11- روزنامہ انجام پشاور	6رمارچ 1961ء
12- خط مفتی محمد شفیع بنام جنرل محمد ایوب خان صدر پاکستان	
13- پندرہ روزہ الارشاد جدید کراچی	یکم نومبرر 1956ء صفحہ 74
14- ماہنامہ طلوع اسلام لاہور	مئی وجون 1961ء صفحہ 54
15- ماہنامہ طلوع اسلام لاہور	اکتوبر 1964ء صفحہ 80
16- عائلی قوانین قرآن کریم کی روشنی میں	پرویز صفحہ 2
17- " " " " " "	" " "
18- ماہنامہ طلوع اسلام لاہور	مئی جون ر 1961ء صفحہ 34
19- پندرہ روزہ الارشاد جدید کراچی	یکم نومبر 1956ء صفحہ 57
20- " " " " " "	" " " " 75

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

21- روزنامہ پاکستان ٹائمز لاہور	5 مارچ 1961ء
22- روزنامہ پاکستان ٹائمز لاہور	5 مارچ 1961ء
23- ماہنامہ ترجمان القرآن لاہور	جولائی اگست 1966ء صفحہ 38 تا 45
24- جواہر الفقہ	مفتی محمد شفیع
25- ماہنامہ طلوع اسلام لاہور	جنوری 1964ء
26- پی ایل ڈی، سپریم کورٹ	1967ء صفحہ 114
27- " "	" " "
28- ہفت روزہ الاعتصام، لاہور	9 اگست 1963ء
29- پی ایل ڈی، سپریم کورٹ	1960ء صفحہ 1142
30- مسئلہ تعدد ازدواج	صفحہ 122،
31- " " "	صفحہ 130،
32- " "	صفحہ 136،
33- ماہنامہ طلوع اسلام لاہور	اکتوبر 1964ء، صفحہ 80، 79
34- پی ایل ڈی، ہائی کورٹ	نومبر 1960ء فیصلہ جسٹس محمد شفیع
35- پندرہ روزہ الارشاد جدید کراچی	یکم نومبر 1956ء، صفحہ 81
36- " " "	" صفحہ 101
37- ماہنامہ طلوع اسلام لاہور	مئی جون 1961ء صفحہ 54
38- ماہنامہ ترجمان القرآن لاہور	ستمبر 1963ء
39- " " "	جون 1961ء
40- روزنامہ نوائے وقت، لاہور	5 اکتوبر 1962ء
41- ہفت روزہ خدام الدین لاہور	12 جولائی 1963ء
42- روزنامہ کوہستان، راولپنڈی	11 جولائی 1962ء
43- " " "	" " " "
44- روزنامہ نوائے وقت لاہور	5 اکتوبر 1962ء
45- ماہنامہ طلوع اسلام لاہور	اکتوبر 1964ء صفحہ 74

46- بلقیس فاطمہ بنام نجم الاکرام پی ایل ڈی لاہور ہائی کورٹ 1959ء صفحہ 566

47- خورشید بیگم بنام محمد امین پی ایل ڈی، سپریم کورٹ 1959ء صفحہ 97

48- عمر بی بی بنام محمد دین اے۔ آئی۔ آر لاہور 1945ء صفحہ 51

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

49- سعیدہ خانم بنام محمد سمیع پی ایل ڈی لاہور 1953ء — صفحہ 113

50- پی ایل ڈی 1960ء — صفحہ 1142

51- ترجمان القرآن لاہور مئی 1963ء

52 " " " — صفحہ 55

53- " " — صفحہ 57

54- حیلہ ناجزہ مولانا اشرف علی تھانوی" — صفحہ 9

55- ترجمان القرآن لاہور جولائی 1966ء — صفحہ 42-41

56- دارالعلوم دیوبند، رشید جالندھری جلد اوّل — صفحہ 47-46

57- جواہر الفقہ جلد دوم — صفحہ 17

58- روزنامہ تعمیر راولپنڈی — 8 فروری 1962ء

59- روزنامہ مشرق لاہور — 24 اکتوبر 1979ء

60- ترجمان القرآن لاہور — جولائی 1963ء 36-32

61- ماہنامہ فکرونظر — 6 اگست 1956ء

62- ہفت روزہ چٹان لاہور — 14 مارچ 1965ء

63- پاکستان ٹائمز لاہور — 5 مارچ 1961ء

64- " " — " "

65- " "

66- ماہنامہ طلوع اسلام لاہور — مئی جون 1961ء صفحہ 109

67- روزنامہ پاکستان ٹائمز لاہور — 5 مارچ 1961ء

68- روزنامہ امروز لاہور — 5 مارچ 1961ء

69- پندرہ روزہ الارشاد جدید کراچی — یکم نومبر 1956ء صفحہ 16

70- " " — صفحہ 35

71- روزنامہ جنگ لاہور — 8 مارچ 1989ء

72- رپورٹ مسلم عائلی قوانین کونسل آف اسلامیک آئیڈیالوجی 1983ء — صفحہ 27

73- " " " — صفحہ

74- مراسلہ وزارت مذہبی امور نمبر اے ڈی جے (2) 78 مورخہ 29-11-78

75- مراسلہ مشاورتی کونسل نمبر واد 6 (12) 79- سی آئی آئی/588 مورخہ 13-4-79

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

76۔ مراسلہ وزارت قانون حکومت پاکستان۔ 79/2289 مورخہ 1980ء-1-15

77۔ مراسلہ اسلامی نظریاتی کونسل نمبر آر سی آئی آئی/79 مورخہ 1980ء-6-24

78۔ رپورٹ مسلم عائلی قوانین اسلامی نظریاتی کونسل اپریل 1983ء صفحہ 36

79۔ مراسلہ وزارت مذہبی امور نمبر آر اے سیکرٹری 81-(17)-4 مورخہ 82-6-5

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب چہارم

علمی اثرات۔ دینی اثرات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوابِ سابق میں عائلی قوانین کے ضمن طبقاتی اثرات کا تذکرہ تھا۔ اس باب میں اس بات کا جائزہ لینا مقصود ہے کہ ان قوانین کی وجہ سے علمی افق پر کون کون سے اثرات مرتب ہوئے۔ سب سے زیادہ اثر دینی ادب میں ظاہر ہوا اس لئے سب سے پہلے دینی ادب ہی کے عنوان سے بحث کی گئی ہے۔ اس کے بعد مختلف اخبارات میں شائع ہونے والے اداریوں کے اقتباسات اور آخر میں ان قوانین کے سبب طنزیہ شاعری کا تذکرہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علمی اثرات

ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کا قیام............ فکر و نظر کا اجراء

عائلی قوانین کی تنفیذ کے بعد ان کے حق میں اور مخالفت میں بحث کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ تمام جدت پسند طبقے یا اسلام کی سطحی معلومات رکھنے والے یا حکومتِ وقت کی ہر بات میں ہاں ملانے والے لوگ ان قوانین کے حق میں تھے۔ جبکہ راسخ العقیدہ علماء جن کو ان لوگوں کی اصطلاح میں رجعت پسند کہا جاتا تھا۔ ان قوانین کی مخالفت میں دلائل دے رہے تھے۔ نیز انہی علماء کے حوالے سے ملک کا وہ کثیر طبقہ بھی عائلی قوانین کے خلاف تھا جو ان علماء سے دین کے ناطے محبت کرتا اور ان کے ساتھ قلبی اعتقاد رکھتا تھا۔ انہیں اصل مسئلہ کا تو علم نہ تھا اور نہ ہی وہ اصل مسئلہ جاننا چاہتے تھے ان کے لئے ان کے مقتدا عالم کا قول ہی سند تھی۔ ظاہر بات ہے کہ ملک کی کثیر آبادی ان علماء کے حلقۂ ارادت میں تھی لہٰذا ہر طرف سے عائلی قوانین پر نفرت کا اظہار ہوا اور ان قوانین کی تنسیخ کے بارے مطالبات شروع ہو گئے۔ حکومتِ وقت کے لئے ان لوگوں کو دلیل کے ذریعے قائل کرنا ضروری ہو گیا۔ قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ علاوہ دیگر اسباب کے اس فوری ضرورت کے پیشِ نظر حکومت نے ایسے علمی اداروں کے قیام کی ضرورت کو شدت سے محسوس کیا جن کے ذریعے اسلامی نقطہ نظر کو جدید انداز میں لوگوں تک پہنچایا جائے اور دورِ حاضر کے مسائل سے متعلق عوام کی فکری راہ نمائی کی جائے تاکہ رائے عامہ کا قبلہ علماء کی بجائے نئی تحقیقات ہوں۔ چنانچہ اسی مقصد کے پیش نظر 1960ء میں ادارۂ تحقیقات اسلامی قائم کیا گیا۔ اس ادارہ کے قیام کے مقاصد حسب ذیل ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1...... اسلام کے بنیادی اصولوں کے مطابق عقلی انداز پر وسیع النظری کے ساتھ اسلام کی توجیہہ کرنا اور دیگر امور کے ساتھ ساتھ اسلام کے بنیادی مقاصد مثلاً عالمی اخوت ' رواداری اور معاشرتی انصاف کی توضیح کرنا۔

2...... اسلامی تعلیمات کی ایسے انداز پر تعبیر کرنا جو دنیائے جدید کے عقلی اور سائنسی ارتقاء میں اسلام کی جاندار خصوصیات کو نمایاں کر سکے۔

3...... اسلام نے فکرِ سائنس اور ثقافت کو جو کچھ عطا فرمایا ہے اس پر اس انداز سے تحقیق و تدقیق کرنا کہ مسلمان ان میدانوں میں اپنے نمایاں اور برتر مقام کو دوبارہ حاصل کر سکیں۔

اس لحاظ سے ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کے قیام میں منجملہ دیگر عوامل کے عائلی قوانین کی بحث بھی تھی۔

اس لحاظ سے یہ کہنا تو شاید درست نہ ہو کہ ادارہ تحقیقات اسلامی کا قیام عائلی قوانین کی بحث ہی کا نتیجہ تھا۔ البتہ یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ دیگر عوامل و محرکات کے ساتھ ساتھ ادارہ کے قیام کا ایک بڑا اور مؤثر محرک عائلی قوانین ہی تھے اپنے مقاصد کے حصول کی خاطر ادارہ تحقیقات اسلامی کے تحت پہلے ایک رسالہ ISLAMIC STUDIES کے نام سے جاری کیا گیا جس کا پہلا شمارہ مارچ 1962ء میں شائع ہوا۔ اس پہلے شمارے میں ایک مضمون "THE REFORMS IN FAMILY LAWS IN THE MUSLIM - WORLD" تھا۔ اور یہ رسالہ چونکہ انگریزی زبان میں تھا اس لئے عام لوگوں کو اس کا کچھ فائدہ نہ پہنچا اس لئے ادارہ کی طرف سے اردو زبان میں ایک ماہنامہ "فکر و نظر" کے نام سے جاری کیا گیا جس کا پہلا شمارہ 1963ء اگست کے مہینے میں طبع ہو کر سامنے آیا۔ یہ وہی زمانہ ہے جب ملک میں مذہبی حلقوں کی طرف سے عائلی قوانین کی خوب مذمت کی جا رہی تھی۔ اس شمارے میں نامور سکالر حضرات کے تین تحقیقی مضامین شامل ہیں۔ پہلا مضمون ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب کا جس کا عنوان "سنت" ہے۔ دوسرا مضمون مصر کے نامور عالم علامہ شلتوت مرحوم کا ہے جس کا عنوان "ضبط نسل" ہے۔ تیسرا مضمون محمد رشید فیروز صاحب کا ہے ' جس کا عنوان عائلی قوانین ہے۔ (iSLAMIC STUDIES) اور فکر و نظر کی پہلی اشاعتوں ہی میں عائلی قوانین سے متعلق تحقیقی مضامین کی طباعت سے اس بات کی بڑی حد تک توثیق ہوتی ہے کہ ملک میں عائلی قوانین پر بڑی تیز بحثوں نے اسلامک سٹڈیز اور فکر و نظر جیسے علمی رسائل کے اجراء کی تحریک کو جنم دیا جس سے علمی حلقوں کو مفید اور گراں قدر تحقیقی رسالے میسر آئے اور علمی افق پر ایک نئے دور کا آغاز ہو گیا۔

دینی ادب

عائلی قوانین کی بحث اور تنفیذ کے نتیجہ میں جو مختلف فقہی یا اس عنوان سے متعلق کتب منصہ شہود پر آئیں ان کا تذکرہ بھی ضروری ہے جو حسب ذیل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیلہ ناجزہ

اس کتاب کا پورا نام حیلہ ناجزہ للحلیلۃ العاجزہ ہے۔ یہ کتاب اگرچہ مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تصنیف ہے لیکن پاکستان میں عائلی قوانین کی بحث کے پیش نظر دوبارہ طبع ہوئی۔ بنیادی طور پر اس کے دو اجزاء ہیں جن میں پہلا جزو "تفویض طلاق بوقت نکاح" کے موضوع پر ہے۔ دوسرا جزو تفریق بین الزوجین کے سلسلے میں ہے اور اس میں زوجہ عنین، زوجہ مجنون، زوجہ مفقود وغیرہ کے مسائل کا تذکرہ ہے۔ پاکستان میں طبع ہونے والی اسی کتاب کے آخری حصہ میں پاکستان سپریم کورٹ کے فیصلہ پر ناقدانہ بحث کی گئی ہے۔ جس میں عدالت نے خلع کے لئے مرد کی رضامندی کو غیر ضروری قرار دیا ہے (یہ حصہ مولانا اشرف علی تھانویؒ صاحب کا نہیں)

مسئلہ تعددِ ازدواج

یہ کتاب مولانا مودودیؒ کی تصنیف ہے جو پہلے مقالے کی شکل میں ترجمان القرآن شمارہ جولائی 63ء میں طبع ہوا۔ بعد میں اس کو کتابی شکل دیگئی۔ اس میں موصوف نے متجددین کے ان نظریات کو رد کیا ہے جو تعددِ ازدواج کے خلاف دیئے گئے۔

ہمارے عائلی مسائل

یہ کتاب محمد تقی عثمانی استاد دارالعلوم کراچی کی تصنیف ہے۔ جس کو دارالاشاعت مولوی مسافر خانہ کراچی نے طبع کیا۔ 256 صفحات پر مشتمل کتاب میں مصنف نے تفصیل کے ساتھ پوتے کی میراث، تعددِ ازدواج، احکام طلاق اور عمرِ نکاح کے مسائل پر بحث کی ہے۔

مسلم فیملی لاز آرڈیننس پر علماء کرام کا تبصرہ

یہ چوبیس صفحاتی پمفلٹ ہے جو پبلک آرٹ پریس پشاور سے طبع ہوا۔ اس پمفلٹ میں جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔ ملک کے نامور علمائے کرام کا متفقہ تبصرہ ہے جس میں انہوں نے عائلی قوانین کی غیر اسلامی شقوں پر ترتیب سے تنقید کی ہے۔ جن علمائے کرام کی طرف سے یہ تبصرہ شائع کیا گیا ہے۔ ان کی تعداد چودہ ہے۔

یتیم پوتے کی وراثت کا مسئلہ

یہ کتابچہ مولانا مودودیؒ کی تصنیف ہے جو پہلے ترجمان القرآن جنوری 1959ء کی اشاعت میں طبع ہوا۔ بعد میں اس کو کتابچہ کی صورت میں شائع کیا گیا۔ اس کتابچہ میں مولانا نے عائلی قوانین کی سفارش جو یتیم پوتے کو دادا کی وراثت میں حصہ دار بنانے سے متعلق تھی کی پُرزور تردید لکھی اور ترمیم کو خلاف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریعت قرار دیا۔ یہ ترمیم سب سے پہلے پنجاب اسمبلی میں چودھری محمد اقبال چیمہ نے پیش کی تھی جس کا مقصد اسلامی قانونِ وراثت میں ترمیم کرنا تھا۔

"کثرت ازدواجی پر یہاں پابندی لگا دی گئی تو وہ دن دور نہیں جب ہمارے ہاں بھی زنا کاری عام ہو جائے گی۔ استلذاذ بالجنس کی کثرت ہوگی، عصمت و آبرو کا کوئی مفہوم نہ رہ جائے گا۔ بے غیرتی اور بے حمیتی کا دور دورہ ہوگا............ کیا شادی کمیشن سمجھتا ہے کہ کثرت ازدواج محض نفس پرستی کی خاطر جائز رکھی گئی ہے؟ یہ اس کا زعم باطل ہے۔ کثرت ازدواج حفظِ عصمت اور معاشرے کو زنا کاری سے محفوظ رکھنے۔ امت محمدیہ علیہ السلام کی تکثیر و برکت کی خاطر اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی اطاعت میں ہے کہ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا جو لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں وہ محض کوتاہ نظر ہیں۔

ہفت روزہ........."خدام الدین"

عنوان.........ملک میں اضطراب قابلِ توجہ صدرِ پاکستان

اشاعت.........3راگست 1962ء

"ہم صدر محترم سے درخواست کرتے ہیں کہ عائلی قوانین اور اسلامی کونسل کے انتخابات کی وجہ سے جو اضطراب ملک و قوم میں پایا جاتا ہے اسے بیک جنبش قلم ختم کر دیں۔ آپ کو کیا پڑی ہے کہ نکاح و طلاق کے مسائل زیر بحث لائیں۔ یہ مسلمانوں کے چودہ سو سالہ متفقہ مسائل ہیں۔ اور علماء ہی دینی مسائل پر رائے زنی کا حق رکھتے ہیں۔ ان کو حسبِ سابق رہنے دیجئے۔ ان کا فیصلہ علماء پر چھوڑ دیئے اور ملک کو فحش و منکرات سے پاک کرنے کی سوچئے۔ اس طرح اللہ عزوجل کی مدد آپ کے شاملِ حال ہوگی۔"

ہفت روزہ......اقدام لاہور

عنوان......عائلی قوانین کی تنسیخ کا مطالبہ اور حسنِ برہم کا حدود اربعہ

اشاعت.........8رجولائی 1962ء

"کل قومی اسمبلی کے باہر "حسنِ برہم" کے نظارے دیکھنے میں آئے۔ یہ خواتین لیڈرانیوں کے بقول اپنے واحد سہارے صدر ایوب کی یقین دہانی اور تسلی بخش وعدوں کے باوجود مضطرب تھیں اور ان کے اضطراب کی واحد وجہ یہ تھی "کہ قومی اسمبلی کے اراکین ان کے وہ حقوق غصب کرنے پر تلے ہوئے ہیں جو انہیں مسلم خاندانی قوانین آرڈیننس کے تحت اسلام کی تاریخ میں پہلی مرتبہ دیئے گئے تھے۔ ایک لیڈرانی جن کا نام مسلمانوں سے کافی حد تک مشابہ ہے لیکن سر سے پاؤں تک اور شہر سے لے کر گاؤں تک ان میں اسلام کی ایک بھی بات نہیں نے یہ الفاظ اس وقت کہے جب شام ڈھل چکی تھی۔

ہفت روزہ......"الاعتصام لاہور

عنوان"......علمائے کرام کی خدمت میں

اشاعت......9راگست 1963ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"عائلی قوانین کے متعلق اب تک مخالفت و موافقت میں جو کچھ کہا گیا ہے ہمارے خیال میں اس میں افراط و تفریط کا جذبہ کارفرما رہا ہے۔ ہر فریق نے اس کی انتہا کو اختیار کیا............
حقیقت یہ ہے کہ عائلی قوانین میں نہ سب کچھ صحیح ہے اور نہ سب باتیں غلط ہیں۔ اس میں بعض باتیں بالکل غلط اور ناقابل اعتناء ہیں بعض صحیح اور قابلِ قبول ترمیم ہیں............
اس کی سو باتوں میں سے اگر کسی کے نزدیک نوے صحیح اور دس غلط ہیں تو تقاضائے انصاف یہ ہے کہ نوے کو مان لیا جائے اور دس کو مسترد کر دیا جائے نہ کہ سو کی سو پر ہی خط تنسیخ کھینچ دیا جائے۔"

ہفت روزہ........."چٹان" لاہور

عنوان.........عائلی ضوابط کا آرڈیننس

اشاعت.........13 / مارچ 1961ء

اس آرڈیننس سے چار چار بیویاں رکھنے کا رجحان مدہم پڑ جائے گا اور جو لوگ محض تسکین نفس کی خاطر اسلام کی اس رعایت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ وہ آسانی سے بیویوں کی خرید و فروخت نہیں کر سکیں گے.......... یہ ایک صحت مندانہ اقدام ہے اور امید کی جا سکتی ہے کہ اس سے اچھے نتائج پیدا ہوں گے۔
اس آرڈیننس کے تحت یتیم پوتے کا حق بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ یہ ایک ایسا فیصلہ ہے کہ ہم اس پر صدر مملکت کو مبارک باد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ خوشی ہے کہ اس طرح ایک غلط روایت کا خاتمہ ہو گیا جسے ہمارے فقیہوں نے خواہ مخواہ اسلامی فقہ کے سر مڑھ رکھا تھا۔

ماہنامہ........."ثقافت" لاہور

عنوان.........تاثرات

اشاعت.........اپریل 1961ء

پاکستان میں اس قسم کے قانون کی ضرورت ایک مدت سے محسوس کی جا رہی تھی۔ لیکن عام توقعات کے برعکس اس کے نفاذ میں تاخیر ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ موجودہ انقلابی حکومت نے دیگر اہم مسائل کی طرح معاشرتی اصلاح کے اہم پہلو پر بھی عملی توجہ کی اور مسلمانوں کے عائلی قوانین کا آرڈیننس نافذ کر دیا۔ جس کے لئے وہ قابل مبارک باد ہے".............

یتیم پوتے کی وراثت

یہ مختصر سا پمفلٹ غلام احمد پرویز کی تصنیف ہے جس کو ادارہ طلوع اسلام گلبرگ نے شائع کیا۔ اس میں یتیم پوتے اور نواسے وغیرہ کو دادا کی وراثت کا حق دار ٹھہرایا گیا ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ ان کا حقِ وراثت عین قرآنی فکر کے مطابق ہے۔ اس پورے پمفلٹ کی بنیاد دراصل مولانا اسلم جیراج پوری کے مقالہ محجوب الارث پر ہے۔ بیشتر دلائل بھی وہی ہیں۔ موضوع بھی وہی ہے صرف الفاظ کی تبدیلی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجموعۂ قوانینِ اسلام

اس کتاب کے مصنف ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن کا تعلق عدلیہ سے رہا ہے آپ بعد میں اسلامی مشاورتی کونسل کے چیئرمین بھی رہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس کتاب میں اسلامی قوانین کو جدید دور کے تقاضوں کے مطابق اور بدلے ہوئے حالات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ڈھالنے کی کوشش کی۔ مجموعہ قوانینِ اسلام کا پہلا حصہ قانون ازدواج پر ہی مشتمل ہے۔ کیونکہ عائلی قوانین ان ایام کا ایک زندہ موضوع تھا سب سے پہلے انہی قوانین کو مرتب کیا۔ اس بات کا تذکرہ فاضل مصنّف نے کتاب کے دیباچہ میں بھی کیا ہے۔ اس مجموعہ کے شروع میں کچھ اصولوں کا تذکرہ ہے۔ جن کو پیش نظر رکھ کر قوانین کی تدوین کی گئی ہے۔ مثلاً مصنّف نے حتی الوسع انہی جزوں کو اختیار کیا۔ جن کی سند قرآن وحدیث سے ان کو ملی یا کم از کم ان سے قریب...... دوسرے یہ کہ انہوں نے بے جا قدامت پسندی اور روایت پرستی کو چھوڑ کر جدید حالات کے مطابق مسائل کو مستنبط کرنے کی کوشش کی ہے۔ پروفیسر رفیع اللہ شہاب نے کتاب مذکور کی بعض شقوں پر ناقدانہ محاکمہ کیا جو طلوع اسلام مئی 67ء کے شمارے میں طبع ہوا۔ اس کتاب کو ادارہ تحقیقات اسلامی پاکستان نے شائع کیا۔ سن طباعت جولائی 65ء ہے۔

حقوق الزوجین

یہ کتاب مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی کی تصنیف ہے جو دراصل ان مضامین کا مجموعہ ہے جو 1935ء میں انہوں نے مسلمانوں کے عائلی قوانین اور ضابطوں سے متعلق ترجمان القرآن کی مختلف اشاعتوں میں تحریر کئے تھے کیونکہ متحدہ ہندوستان میں مسلم پرسنل لاز کا معاملہ ان دنوں بہت شدّومدّ سے جاری تھا۔ اس کتاب میں مولانا نے مسلمانوں کے فقہی قوانین کو جدید حالات اور تقاضوں کے مطابق ڈھالنے اور فقہ اسلامی کی تشکیل نو کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ان کے نزدیک مسلمانوں کے فقہی اصول جامد نہیں بلکہ حالات وزمانہ کے ساتھ ان میں تغیّر پذیری موجود ہے جس کا حل مسلم علماء وفقہا کی ہر دور میں ذمہ داری رہی ہے۔

عائلی قوانین قرآن کریم کی روشنی میں

یہ سولہ صفحات پر مشتمل ایک پمفلٹ ہے جو ادارہ طلوع اسلام ٹرسٹ (رجسٹرڈ) 25 بی گلبرگ لاہور کی طرف سے شائع ہوا۔ پمفلٹ پر تاریخ اشاعت اور مصنف کا نام تو درج نہیں لیکن غالباً یہ پمفلٹ چودھری غلام احمد پرویز کی تصنیف ہے کیونکہ پمفلٹ کے مشمولات وہی ہیں جو طلوع اسلام جنوری 1964ء میں چودھری صاحب کے مضمون بعنوان "عائلی قوانین میں ترمیم" میں مندرج ہیں۔ اس میں چودھری صاحب نے تمام عائلی قوانین کو قرآنی فکر کے مطابق قرار دیا ہے صرف طلاق کے معاملے میں چند اضافی ترامیم کی تجویز پیش کی ہے۔ وگرنہ وہ تمام قوانین سے پوری طرح متفق ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پمفلٹ کے آخری حصے میں " جماعت اسلامی اور عائلی قوانین " کے عنوان سے انہوں نے جماعت اسلامی اور خصوصاً مولانا مودودی پر کڑی تنقید کی ہے۔

میرج لاء کمیشن ایکسرئیڈ

یہ کتاب مولوی خورشید احمد صاحب کی ہے۔ انہوں نے عائلی قوانین ہی پر تنقید کی ہے۔ ان کو شکایت ہے کہ نام نہاد مصلحین اور وہ اصحاب جن کے ہاتھوں میں زمام حکومت واقتدار آگئی ہے وہ مغرب زدہ ہیں اور احساس کمتری میں مبتلا ہیں اور وہ کمال اتاترک کے نقش قدم پر چل کر ملک کو سیکولر بنادینا چاہتے ہیں لیکن کمال اتاترک میں تو اتنی جرأت تھی کہ اس نے شروع ہی میں اسلامی شعار کو جدید ترقی میں مانع قرار دیا اور کھل کر اسلام کے خلاف احکام صادر کیے۔ لیکن ہمارے کرم فرما اس کی تو جرأت نہیں رکھتے کہ وہ اسلام کے خلاف زبانیں کھولیں البتہ اپنے سیکولر نظریات کو اسلام بنا کر پیش کر رہے ہیں۔

عائلی کمیشن کی رپورٹ پر تبصرہ

یہ کتاب مولانا امین احسن اصلاحی صاحب کی تصنیف ہے جو 168 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں کمیشن کی رپورٹ پر تبصرہ کے ساتھ ساتھ اسلام کے عائلی نظام پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ عائلی کمیشن کی سفارشات منظر عام پر آنے کے بعد غالباً یہ پہلی جامع تصنیف تھی جو منصۂ شہود پر آئی۔ جب ملک میں عائلی قوانین کے خلاف ردعمل کا بھرپور اظہار ہونا شروع ہوا تو بیشتر علماء و مقررین نے اسی کتاب کے مندرجات کو ذریعہ معلومات قرار دیا۔

مسئلہ تعدد ازدواج　　　از مولانا شاہ محمد جعفر ندوی پھلواروی

یہ کتاب جون 1969ء میں ادارہ ثقافت اسلامیہ پاکستان لاہور کی طرف سے شائع ہوئی۔

یہ مستقل کتاب نہیں دراصل ان تمام مضامین کا مجموعہ ہے کہ جو ماہنامہ ثقافت لاہور میں طبع ہوتے رہے۔ جب پاکستان میں فیملی کمیشن کا قیام عمل میں آیا اور اس کی طرف سے سوالنامے کی تشہیر کی گئی تو مسئلہ تعدد ازدواج واحد مسئلہ تھا جس پر سب سے زیادہ بحثیں سامنے آئیں۔ 1957ء میں مجلس ثقافت کے نام سے لاہور میں ایک سوسائٹی تشکیل دی گئی۔ اس سوسائٹی کے تحت پہلا مقالہ مولانا جعفر شاہ نے تعدد ازدواج کے مسئلہ پر پڑھا تھا۔ یہی مقالہ اس کتاب کی ترتیب کا سبب قرار پایا۔

اس کتاب میں جن دیگر اہل قلم اور دانشور حضرات کے مقالات شامل ہیں۔ ان میں ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم جسٹس عبدالرشید اور مولانا عبدالسلام ندوی کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ کتاب کے مقدمہ میں ذکر ہے کہ عبدالسلام ندوی صاحب کا مضمون تعدد ازدواج کی تاریخی سرگذشت' ان کی زندگی کی آخری عملی تحریر تھی۔ اس کے بعد آپ اللہ کو پیارے ہوگئے۔

NEW FAMILY LAWS IN PAKISTAN BY BEGUM ANWAR G. AHMED

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ انگریزی زبان میں لکھا ہوا چودہ صفحات پر مشتمل ایک کتابچہ ہے جس میں عائلی قوانین کی مختصر تاریخ اور اس کے اہم نکات کو بیان کیا گیا ہے۔ کتابچہ پر سن طباعت تو مفقود ہے لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تصنیف 61/62 کے زمانے کی ہے جبکہ ملک میں عائلی قوانین نہایت سلگتا ہوا موضوع تھے۔ جہاں تک طابع وناشر کا تعلق ہے کتابچہ پر یہ الفاظ مندرج ہیں۔

(PAKISTAN PUBLICATIONS, P.O.BOX. NO.183-KARACHI)

یہ کتابچہ اگرچہ مختصر ہے لیکن اس لحاظ سے اس کی اہمیت زیادہ ہے کہ اسکی مصنف بیگم انوار جی احمد ہیں جو کہ آل پاکستان ویمن ایسوسی ایشن کی بانی اراکین میں سے ہیں اور وہ پہلی ایشیائی خاتون ہیں جن کو 1958ء میں اقوام متحدہ کے کمیشن برائے خواتین کا چیئرمین منتخب کیا گیا۔

1955ء کو پاکستان میں وہ فیملی لاز کمیشن کی رکن بھی نامزد کی گئیں۔ اپوا کی وائس چیئرمین بھی رہیں۔ مرحوم ضیاء الحق کے دور میں بیگم زری سرفراز کمیشن کی رکن بھی رہیں۔ اس لحاظ سے ان کا نقطۂ نظر دراصل اپوا ہی کا نقطہ نظر ہے۔ اس کتابچہ میں انہوں نے عائلی قوانین کے حق میں دلائل دیئے ہیں اور عوام او حکومت کو باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ ان قوانین پر پوری طرح عمل کرنے سے ہمارے معاشرے کی اصلاح ہو جائے گی۔

شادی کمیشن کی رپورٹ پر ایک نظر

عائلی کمیشن کی رپورٹ منظر عام پر آئی تو اس پر شہزادی عابدہ سلطانہ نے انگریزی زبان میں بالاقساط تنقیدی مضامین تحریر کئے جو روزنامہ ڈان کی مختلف اشاعتوں میں شائع ہوئے۔ انہوں نے ان قوانین کو غیر اسلامی ثابت کیا اور عمدہ استدلال کے ذریعے ان کا بطلان کیا۔ ادارہ خواتین لاہور کی طرف سے ان مضامین کا اردو ترجمہ "شادی کمیشن کی رپورٹ پر ایک نظر" کے عنوان سے کتابی شکل میں شائع کیا۔

اسلام میں عورت کا عائلی مقام...... از ممتاز جہاں بیگم صدیقی

کتاب کا تعارف سید وحید قیصر ندوی نے تحریر کیا ہے۔ کتاب خاتون اکیڈیمی بہار کالونی جمشید روڈ کراچی کی طرف سے شائع ہوئی۔ اس کتاب میں عائلی قوانین کو کتاب وسنت کی فکر کے عین مطابق قرار دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ سید وحید قیصر ندوی کے مطابق مصنّفہ ممتاز جہاں بیگم قدیم طرز کی خالص معاشرتی پردہ نشین خاتون ہیں۔ دینی علوم وفنون پر ان کو بڑی اچھی دسترس ہے اور ساتھ ہی لکھنے کا عمدہ سلیقہ ہے۔ ممتاز جہاں کے والد گھر داماد ہو کر خسر کے ہاں ہی رہے لیکن یہ گاڑی چل نہ سکی۔ عائلی زندگی تباہ ہو گئی۔ ممتاز جہاں اپنے والد کی روش سے چونکہ ہمیشہ شاکی رہیں۔

اسی وجہ سے انہوں نے عائلی مسائل پر قلم اٹھایا"

نوٹ ماہنامہ فاران کے ایڈیٹر ماہر القادری اپنی تحقیق کی بنا پر اس کتاب کے بارے میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

حقیقتِ حال یہ ہے کہ یہ کتاب کسی خاتون کی لکھی ہوئی نہیں ہے۔ اسے ایک ڈاڑھی مونچھوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے مرد نے لکھا ہے جو فتنہ انکار حدیث کی ضلالت میں مبتلا ہے۔ یہی فراڈ اس کتاب کی بنیاد ہے اور اس بنیاد پر جو عمارت اٹھائی گئی ہے اسے دھوکہ کی ٹٹی ہی ہونا چاہیے"

ماہر القادری کا روئے سخن غالباً وحید قیصر ندوی کی طرف ہے واللہ اعلم

اسلام میں عورت کا عائلی مقام...... مولانا ظفر احمد عثمانی

یہ اگرچہ مستقل کتاب تو نہیں لیکن ایک بہت وقیع مضمون ہے جو چالیس صفحات پر مشتمل ہے۔ اس مضمون کے لکھنے والے معروف عالم دین مولانا ظفر احمد عثمانی ہیں۔ یہ مضمون در حقیقت اسی نام سے لکھی گئی ایک کتاب پر تنقیدی تبصرہ ہے، جو ماہنامہ فاران نومبر 1960ء کے شمارے میں شائع ہوا۔ اس مضمون میں تعدّدِ ازدواج یتیم پوتے کی وراثت کے ضمن بہت علمی بحثیں موجود ہیں۔

ازدواجی زندگی کے لئے اہم قانونی تجاویز (مولانا جعفر شاہ پھلواروی)

یہ مضمون ماہنامہ "ثقافت" اپریل 1962ء کے شمارے میں شائع ہوا۔ موصوف کے مطابق انہوں نے یہ کتابچہ عائلی کمیشن کی سفارشات سے ایک سال قبل تحریر کیا اور اس کے مندرجات اور سفارشات میں تطابق پایا جاتا ہے۔ مصنف کا کہنا یہ ہے کہ عائلی کمیشن کی سفارشات کے بعد انہوں نے ان کی تائید کرنا شروع نہیں کی بلکہ ان کے خیالات پہلے ہی سے ایسے تھے۔ یہ یکسانی ان کے دل کی آواز ہے اور ان کی آرزو اور مسرت کی تکمیل ہے۔

پندرہ روزہ "الارشاد جدید" شادی کمیشن نمبر

اشاعت یکم نومبر 1956ء جلد نمبر 5۔ شمارہ 6 تا 10

ایڈیٹر۔ حسن عزیز جاوید۔

پتہ..... مولانا حاکم علی منیجر الارشاد جدید، آسن مل اوجھا روڈ کراچی

یہ نمبر 180 صفحات پر مشتمل ہے جس میں مختلف لکھنے والوں کے مضامین شامل ہیں اہم اہل قلم کا تذکرہ حسب ذیل ہے۔

- جسٹس لیاقت اللہ قریشی
- مولانا عبدالماجد دریا آبادی
- ابو الاعلیٰ مودودی
- نعیم صدیقی
- امین احسن اصلاحی
- ظفر احمد عثمانی

عائلی قوانین سے متعلقہ مضامین

عائلی قوانین سے متعلقہ کتب کے تذکرے کے بعد ان مضامین کا تذکرہ بھی ضروری ہے جو اسی موضوع کے بارے میں مختلف علمی جرائد ورسائل میں شائع ہوئے۔ یوں تو بے شمار مضامین، خطوط شائع ہوئے لیکن ایسے مضامین بہت کم دیکھنے میں آئے جن کو واقعی علمی مضامین کہا جا سکے۔ جانبین نے بیشتر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضامین میں طنز و تشنیع کی زبان استعمال کی   البتہ موضوع سے متعلق چند اچھے مضامین کا تذکرہ ملاحظہ ہو۔

عنوان	صاحب مضمون	جریدہ
مغرب میں ایک یک زوجگی کے اثرات	امین احسن اصلاحی	ترجمان القرآن اپریل 1955ء
عائلی قوانین اور طلاق کے مسائل	"	""
تعدد ازدواج	خلیفہ عبدالحکیم	ماہ نامہ ثقافت جون 1955ء
تعدد ازدواج اور قرآن	آنریبل جسٹس عبدالرشید	ماہ نامہ ثقافت ستمبر 1955ء
عائلی قانون اور فسخ نکاح	امین احسن اصلاحی	ترجمان القرآن دسمبر 1955ء
عائلی کمیشن کا سوالنامہ اور اس کا جواب	ابو الاعلیٰ مودودی	ترجمان القرآن دسمبر 1955ء
کیا تعدد ازدواج کا حکم یتیموں کے حقوق	"	"""
کی حفاظت سے مشروط ہے	"	""
حضور ﷺ اور تعدد ازدواج	محمد جعفر شاہ پھلواروی	ماہ نامہ ثقافت جنوری 1956ء
تین طلاقوں کا مسئلہ	"	"مارچ"
عائلی کمیشن کے سوال نامے کا جواب	نام ندارد	طلوع اسلام مارچ 1956ء
کتاب و سنت کا احترام اور شادی کمیشن	محمد عبدالغفار خیری	پندرہ روزہ الارشاد جدید یکم جولائی 56ء
قوانین شریعت اور ہمارا معاشرہ		چٹان۔ 9ر جولائی 1956ء
حوا کی بیٹیاں	امیر شکیب ارسلان	چٹان 16ر جولائی 1956ء

اگرچہ عنوان سے پتہ نہیں چلتا لیکن موضوع اور محرک عائلی قوانین ہی ہیں دلچسپ مضمون ہے ادبانہ انداز میں لکھا گیا ہے۔

مغرب میں یک زوجگی کے اثرات اور ان کا علاج	امین احسن اصلاحی	ترجمان القرآن اکتوبر 1956ء
ایک مجلس کی تین طلاقیں اور عائلی قوانین کی رپورٹ پر تبصرہ	امین احسن اصلاحی	ترجمان القرآن اکتوبر 1956ء
عائلی قانون اور نکاح کی رجسٹریشن کی پابندی	"	"
تعدد ازدواج پر پابندی اور عائلی قانون		
تعدد ازدواج کے مصالح		
ازدواج اور معاشرہ	محمد جعفر شاہ پھلواروی	ماہنامہ ثقافت ستمبر 1956ء
تعدد ازدواج کی تاریخی سرگزشت	مولانا عبدالسلام ندوی	ماہنامہ ثقافت نومبر 1956ء

یہ مضمون مولانا کی زندگی کا آخری مضمون ہے۔ ان کی خواہش تھی کہ یہ مضمون رسالہ ثقافت میں ضرور طبع ہو۔ اسی مضمون کو بعد میں طلوع اسلام نے بھی شائع کیا۔ اس مضمون میں تعدد ازدواج کو عدل و یکسانیت کی شرائط کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ اس کی عمومی اجازت کو مولانا تسلیم نہیں فرماتے۔

میں اپنی سوتوں کے ساتھ	محترمہ عطیہ بیگم	الارشاد جدید کراچی یکم نومبر 1956ء
شادی کمیشن رپورٹ اور وقف علی الاولاد	اقتدار احمد	" "
اسلام میں عورتوں کے حقوق	مہدی علام	ترجمان القرآن جنوری 1958ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صاحب مضمون	جریدہ
یتیم پوتے کی وراثت	ابوالاعلیٰ مودودی	روزنامہ نوائے وقت 9 جنوری 1959ء
پوتے کو ضرور حصہ ملنا چاہیے	راجہ جہانگیر جنجوعہ	" "
طلاق کیوں؟	عرفان چغتائی	26ر فروری 1959ء
تحفظ حقوقِ نسواں	بیگم فاروق اے شیخ ملتان	10ر اپریل 1959ء
عائلی ضوابط کا آرڈیننس	شورش کاشمیری	چٹان۔ مارچ 1961ء
مصر و شام کا جدید عائلی قانون	ابوالاعلیٰ مودودی	ترجمان القرآن مئی 1960ء
مسلم فیملی لاء آرڈیننس پر تبصرہ	سید داؤد غزنوی	الاعتصام 17ر مارچ 1961ء
طلاق ناپسندیدہ فعل ہے	محمد جعفر شاہ پھلواروی	ماہنامہ ثقافت اپریل 1961ء
ازدواجی قوانین قرآن کی روشنی میں	عبدالغنی قریشی	ہفت روزہ لیل و نہار 9ر اپریل 1961ء
مہر کی شکل	امین اختر	" "
عورتیں ترقی کی شاہراہ پر		" "
عائلی مسائل (حکومت کا آرڈیننس اور علماء کرام)	غلام جیلانی برق	لیل و نہار 4ر جون 1961ء

یتیم پوتے کی وراثت پر زیادہ بحث ہے اور یتیم پوتے کو وارث ٹھہرانا عین اسلامی اصولوں کے مطابق ثابت کیا گیا ہے۔

عنوان	صاحب مضمون	جریدہ
اسلام میں نکاح کی حیثیت	محمد حنیف ندوی	ماہنامہ ثقافت ستمبر 1961ء
عائلی قوانین کی اسلامی حیثیت	غلام احمد پرویز	طلوعِ اسلام اکتوبر 1961ء
عائلی قوانین کی اسلامی حیثیت	غلام احمد پرویز	طلوعِ اسلام اکتوبر 1961ء
اسلام میں عورت کا عائلی مقام	مولانا ظفر احمد عثمانی	فاران کراچی نومبر 1961ء
اسلامی حکومت میں خواتین کا دائرہ عمل	ابوالاعلیٰ مودودی	ترجمان القرآن جنوری 1962ء
طلاق اور خلع	پروفیسر رفیع اللہ شہاب	ماہنامہ ثقافت مارچ 1962ء
مسلم خاندانی قوانین اور اسلام	محمد جعفر شاہ پھلواروی	" اپریل 1962ء

اس مضمون میں عائلی کمیشن کی بھرپور تائید کی گئی ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ سفارشات اسلامی فکر سے کلیتًا مطابقت رکھتی ہیں۔

عنوان	صاحب مضمون	جریدہ
نکاح کے احکام	پروفیسر رفیع اللہ شہاب	ماہنامہ ثقافت مئی 1962ء
عائلی قوانین اور نفاذ طلاق	ابوالاعلیٰ مودودی	ترجمان القرآن مئی 1962ء
کفو کا مسئلہ اور اسلامی مشاورت	پروفیسر رفیع اللہ شہاب	ماہنامہ ثقافت جولائی 1962ء
یتیم پوتے کی وراثت	غلام احمد پرویز	طلوعِ اسلام ستمبر 1962ء
عائلی قوانین پر اعتراضات اور ان کے جواب	نصیر شاہ صاحب ور فیع اللہ اختر	اکتوبر 1962ء

نکاح کی رجسٹریشن تعددِ ازدواج، طلاق عمر کے قوانین کا دفاع کیا گیا ہے

عنوان	صاحب مضمون	جریدہ
عائلی قوانین پر اعتراضات	غلام احمد پرویز	طلوعِ اسلام نومبر 1962ء
نکاح کی عمر	" "	" "
چار شادیاں اور قرآن	محمد عبدالغفار خیری	الارشاد جدید یکم نومبر 1962ء
عائلی قوانین ناقص ہیں		ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث 16ر نومبر 62ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعددِ ازدواج پر پابندی	غلام علی ملک	ترجمان القرآن مئی 1963ء
عائلی قوانین اور تفویضِ طلاق	" "	" "
کیا تعددِ ازدواج کی اجازت ہنگامی تھی	" "	" "
مسئلہ تعددِ ازدواج	ابو الاعلیٰ مودودی	جولائی 1963ء
حضرت علیؓ کے نکاح ثانی کا مسئلہ اور تعددِ ازدواج کے مخالفین	امین احسن اصلاحی	" "
اسلامی دنیا میں عائلی قوانین کی اصلاح	محمد رشید فیروز	فکر و نظر اگست 1963ء
یتیم پوتے کی وراثت	عبدالرحیم اشرف	صحیفہ اہلحدیث 6/اگست 1963ء
مسلم فیملی لاء آرڈیننس 1961ء پر ایک نظر	سید داؤد غزنوی	الاعتصام 9/اگست 1963ء
عائلی قوانین کے بارے میں	اداریہ مسلسل اقساط	الاعتصام لاہور 1963ء
		قسط اول 9 اگست"
		قسط دوم 30/اگست"
		قسط سوم 6/ستمبر"
		قسط چہارم 13/ستمبر""
عائلی قوانین اور جمعیت اہلحدیث	مولانا محمد اسماعیل	الاعتصام 20/ستمبر 1963ء
عائلی قوانین، متجددین کے دلائل کا جائزہ	نعیم صدیقی	ترجمان القرآن ستمبر 1963ء
طلاقِ ثلاثہ بیک مجلس	محمد رفیع اللہ	ثقافت ستمبر 1963ء

بہت علمی اور معلوماتی مضمون ہے۔ موضوع سے متعلق قدیم وجدید علماء کے فتووں سے استفادہ کیا گیا ہے۔

حقائق و عبر تین طلاق	غلام احمد پرویز	طلوع اسلام جنوری 1964ء
عائلی قوانین میں ترامیم	"	""
صغر سنی کی شادی اور اسلام (1)	عمر احمد عثمانی	فکر و نظر فروری 1964ء
" " (2) " "	""	فکر و نظر مارچ 1964ء
تعدد ازدواج اور اسلام (پہلی قسط)	عمر احمد عثمانی	فکر و نظر مئی 1964ء
" " (دوسری قسط)	""	"جون"
تعدد ازدواج اور اسلام (آخری قسط)	عمر احمد عثمانی	فکر و نظر جولائی 1964ء
اسلامی شخصی قوانین	(ایک مذاکرہ)	فکر و نظر جولائی 1964ء

یہ ایک مجلس مذاکرہ کی روئیداد ہے جو 1964ء کے اوائل میں نئی دہلی میں منعقد ہوا۔ اس میں عائلی قوانین پر بھی سیر حاصل بحث ہوئی۔ فکر و نظر نے دہلی کے رسالہ جامعہ سے اس کو نقل کیا ہے۔ صدارت وزیر تعلیم ہند مسٹر چھاگلہ نے کی جبکہ مقررین میں مولانا سعید احمد اکبر آبادی، سیف اللہ سیفی سفیر ترکی، احمد احسن الفقیہ سفیر متحدہ عرب جمہوریہ اور اقبال حسین بنگلور کے نام شامل ہیں۔

طلاق کے احکام	عمر احمد عثمانی	فکر و نظر جنوری 1965ء
مسلم فیملی لاء کی تدوین	نام نہ دارد	فکر و نظر فروری 1965ء

اس میں "بینات" میں چھپنے والے ایک مضمون کا رد کیا گیا ہے جس میں بقول فکر و نظر "بینات" نے حکومت پر الزام لگایا کہ وہ ملحد و زندیق حواریین اور مراکز کے ذریعے مسلم فیملی لاء قسم کا نام نہاد اسلام قانون مملکت بنوا رہی ہے۔ زبان درشت استعمال کی گئی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلاق بدعت اور خاندانی منصوبہ بندی	پروفیسر رفیع اللہ شہاب	فکر و نظر جون جولائی 1966

• تین طلاقوں کی شرعی حیثیت پر بحث ہے نیز خاندانی منصوبہ بندی کو اسلامی اصول کے مطابق قرار دیا گیا ہے۔

عائلی قانون میں جماعت اسلامی کی تجویز کردہ اصلاحات		ترجمان القرآن جولائی اگست 1966ء
تجدد پسندوں کا موقف	رفیع اللہ شہاب	فکر و نظر نومبر 1967ء

اس مضمون میں چراغ راہ شمارہ اگست 1967ء میں شائع شدہ مضمون 'بعنوان فکر و نظر کی غلطی کا جواب لکھا گیا ہے۔ ایک حصہ عائلی قوانین سے متعلق بھی ہے۔

ترکی کا عائلی قانون	خلیل احمد حامدی	ترجمان القرآن مارچ 1969ء
حقائق و عبر تعدد ازدواج	نام ندارد	طلوع اسلام "
نکاح کے شرعی احکام	نام ندارد	طلوع اسلام اکتوبر 1969ء
جمہوریہ ترکیہ کے عائلی قوانین (1)	محمد رشید فیروز	فکر و نظر جون 1969ء
" " " (2)	" "	" ستمبر 1969ء
" " " (3)	"	" اکتوبر 1969ء
" " " (4)	"	" دسمبر 1969ء
" " " (5)	"	" فروری 1970ء
پاکستانی خواتین کے حقوق کی کمیٹی کی رپورٹ کا جائزہ	غلام علی ملک	ترجمان القرآن اگست 1976ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحافتی ادارے

میدان صحافت میں عائلی قوانین نے کیا اثرات مرتب کیے۔ اس کا اندازہ ان اداریوں سے ہوتا ہے جو اس دوران لکھے گئے جبکہ عائلی قوانین کا اعلان اور نفاذ ہوا۔ تمام اخبارات اور جرائد کے اداریوں کا حصر تو ممکن نہیں۔ ذیل میں چیدہ چیدہ معروف اخبارات ورسائل کے اداریوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔

روزنامہ...... امروز لاہور

عنوان...... اصلاحی اقدام

اشاعت...... 4؍مارچ 1961ء

عائلی کمیشن کی اہم سفارشات اب قانون کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ بھی ایک انقلابی اقدام ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ ملک کا ہر بہی خواہ اور باشعور شہری اس کا خیر مقدم کرے گا۔ نئے آرڈیننس پر اگر کوئی اعتراض ہو سکتا ہے تو صرف یہ کہ اس کے اجراء میں تاخیر ہوئی ہے۔ عائلی کمیشن 1955ء میں قائم ہوا تھا۔ اس کا تقرر اس احساس کا نتیجہ تھا کہ شادی بیاہ کے قوانین اصلاح طلب ہیں۔ ......

صدر ایوب نے ایک آرڈیننس کے ذریعے عظیم اصلاح نافذ کر دی ہے جو معاشرے کی ایک بہت بڑی کمزوری دور کر دے گی۔ نئے آرڈیننس کے تحت قانوناً تعدد ازدواج پر چند ضروری پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں۔

نکاح کو باقاعدہ معاہدے کی صورت دے دی گئی۔ طلاق کا طریق کار طے کر لیا گیا۔ ناچاقی کو قطعی مان لینے کی بجائے میاں بیوی میں مصالحت کی گنجائش رکھی گئی ہے اور خواتین کے کچھ بنیادی حقوق کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کسی بھی ہوش مند انسان کے لئے یہ انوکھی بات نہیں ہوگی۔"

روزنامہ..... پاکستان ٹائمز

مقام..... لاہور

اشاعت..... 4 مارچ 1961ء

Radical enthusiaists for social reforms may feel that here and there the makers of the present law might have been a little bolder than they have been. But by and large the changes that have been brought about are very encouraging. Their proper implementatian should rule out or remedy various injustices and relieve the distress of many souls. It should help to stimulate progressive social trends and quicken the pace of social change, and it should serve to enhance status and prestige of women in our social life.

روزنامہ..... سیاست جدید

مقام..... کانپور

اشاعت..... 5 جون 1961ء

عائلی قوانین کی بازگشت پاکستان کے علاوہ ہندوستان میں بھی سنی گئی اور وہاں کے مسلم پریس نے بھی ان قوانین کے بارے میں اپنے ردعمل کا اظہار کیا۔ "عائلی قانون کا یہ آرڈیننس اور اس قبیل کی اور بہت سی چیزیں جن کی توقع ایک اسلامی مملکت میں نہیں کی جا سکتی تھی۔ بڑی حد تک اس پرویزی فتنہ کا نتیجہ ہیں۔"

روزنامہ..... انجام

مقام..... کراچی

اشاعت..... 5 مارچ 1961ء

1955ء میں اس وقت کی حکومت نے جو عائلی کمیشن قائم کیا۔ اس کے سربراہ ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین تھے۔ اس کمیشن کے اراکین میں اہل سنت والجماعت کے نمائندے مولانا احتشام الحق تھے۔ "اس میں ایک خاص نقطۂ خیال کے یا صاف الفاظ میں احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر مسٹر غلام احمد پرویز بھی شامل کئے گئے اور چونکہ پاکستان میں ننانوے فیصد سے بھی زیادہ اکثریت احادیث مقدسہ کو قرآن مجید کی تفسیر و تشریح اور قالب اسلام کی روح سمجھتی ہے۔ اس لئے اکثر و بیشتر اخبارات نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نامزدگی کی مخالفت کی تھی۔ نوٹ...... روزنامہ انجام کے مطابق غلام احمد پرویز بھی کمیشن کے رکن تھے لیکن یہ بات حقیقت پر مبنی نہیں۔ ممکن ہے پرویز کو رکن نامزد کرنے کی تجویز ہو لیکن کسی وجہ سے نہ کیا گیا۔ لیکن اس کی تصدیق اس دور کے تحریری سرمائے سے نہیں ہو سکی۔

ہفت روزہ...... صدق جدید لکھنؤ

عنوان...... یہ مداخلت فی الدین ہے

مدیر...... مولانا عبدالماجد دریا آبادی

"سفارش یکسر نتیجتاً صاحبانہ تمدن اور فرنگی تہذیب سے مرعوبیت کا نتیجہ ہے اور جمہوریتِ "اسلامی" کے اصلاحی پروگرام کا آغاز اس سے ہونا' جتنا حیرت انگیز اسی قدر افسوس ناک ہے اور تکلیف دہ۔ بسم اللہ غلط ہونا اسی کا نام ہے تاہم جمعیت علماء۔ جماعت اسلامی اور پاکستان کی تمام اسلام پسند جماعتوں سے توقع ہے کہ شدید منظم احتجاج کر کے ایسا غیر اسلامی قانون ہرگز اپنے ملک میں نافذ نہ ہونے دیں گے۔

پندرہ روزہ...... "الارشاد جدید"

مقام...... کراچی

اشاعت...... یکم جولائی 1956ء

"ان سفارشات کو پڑھنے کے بعد ہر مسلمان ذی علم ورطۂ حیرت میں غرق ہو گیا۔ بالخصوص ان مزعومانہ دعاوی کو پڑھ کر حیرت بالائے حیرت ہوئی کہ کمیشن کے ارکان نے فرمایا کہ ہم کتاب وسنت کے عین مطابق یہ سفارشات معرضِ تحریر میں لا رہے ہیں۔ دراصل یہ سفارشات کتاب وسنت کے عین مطابق تو کیا ہو سکتی ہیں بلکہ مطلقاً اور بالکلیہ مداخلت فی الدین کی مصداق ہیں۔

ہم بالوضاحت اعلان کرنے میں قطعی حق بجانب ہیں کہ متذکرہ تمام سفارشات لغویتِ محض ہیں اور اسلام کے منشاء اور کتاب وسنت کے فحوا سے بہت دور ہیں۔ سفارشات عیسائیت کے قریب تر لے جانے کی سعی حاصل ہیں۔

پندرہ روزہ...... "الارشاد جدید"

عنوان...... مسافرانِ حرم کو ظالم رہِ کلیسا دکھا رہے ہیں

اشاعت...... یکم نومبر 1956ء

ایڈیٹر...... حسن عزیز جاوید

"کثرت ازدواج پر یہاں پابندی لگا دی گئی تو وہ دن دور نہیں جب ہمارے ہاں بھی زنا کاری عام ہو جائے گی۔ استلذاذ بالجنس کی کثرت ہو گی' عصمت و آبرو کا کوئی مفہوم نہ رہ جائے گا۔ بے غیرتی اور بے حمیتی کا دور دورہ ہو گا............... کیا شادی کمیشن سمجھتا ہے کہ کثرت ازدواج محض نفس پرستی کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاطر جائز رکھی گئی ہے؟ یہ اس کا زعم باطل ہے۔ کثرت ازدواج حفظ عصمت اور معاشرے کو زنا کاری سے محفوظ رکھنے امت محمدیہ علیہ السلام کی تکثیر و برکت کی خاطر اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی اطاعت میں ہے کہ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا جو لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں وہ محض کوتاہ نظر ہیں۔

ہفت روزہ........"خدام الدین"

عنوان..........ملک میں اضطراب قابلِ توجہ صدرِ پاکستان

اشاعت..........3راگست 1962ء

"ہم صدر محترم سے درخواست کرتے ہیں کہ عائلی قوانین اور اسلامی کونسل کے انتخابات کی وجہ سے جو اضطراب ملک وقوم میں پایا جاتا ہے اسے بیک جنبش قلم ختم کر دیں۔ آپ کو کیا پڑی ہے کہ نکاح و طلاق کے مسائل زیر بحث لائیں۔ یہ مسلمانوں کے چودہ سو سالہ متفقہ مسائل ہیں۔ اور علماء ہی دینی مسائل پر رائے زنی کا حق رکھتے ہیں۔ ان کو حسبِ سابق رہنے دیجئے۔ ان کا فیصلہ علماء پر چھوڑ دیئے اور ملک کو فحش و منکرات سے پاک کرنے کی سوچئے۔ اس طرح اللہ عزوجل کی مدد آپ کے شاملِ حال ہوگی۔"

ہفت روزہ......اقدام لاہور

عنوان......عائلی قوانین کی تنسیخ کا مطالبہ اور حسنِ برہم کا حدود اربعہ

اشاعت..........8رجولائی 1962ء

"کل قومی اسمبلی کے باہر" حسنِ برہم" کے نظارے دیکھنے میں آئے۔ یہ خواتین لیڈرانیوں کے بقول اپنے واحد سہارے صدر ایوب کی یقین دہانی اور تسلی بخش وعدوں کے باوجود مضطرب تھیں اور ان کے اضطراب کی واحد وجہ یہ تھی "کہ قومی اسمبلی کے اراکین ان کے وہ حقوق غصب کرنے پر تلے ہوئے ہیں جو انہیں مسلم خاندانی قوانین آرڈیننس کے تحت اسلام کی تاریخ میں پہلی مرتبہ دیئے گئے تھے۔ ایک لیڈرانی جن کا نام مسلمانوں سے کافی حد تک مشابہ ہے لیکن سر سے پاؤں تک اور شہر سے لے کر گاؤں تک ان میں اسلام کی ایک بھی بات نہیں نے یہ الفاظ اس وقت کہے جب شام ڈھل چکی تھی۔

ہفت روزہ......"الاعتصام" لاہور

عنوان......علمائے کرام کی خدمت میں

اشاعت.......9راگست 1963ء

"عائلی قوانین کے متعلق اب تک مخالفت و موافقت میں جو کچھ کہا گیا ہے ہمارے خیال میں اس میں افراط و تفریط کا جذبہ کار فرما رہا ہے۔ ہر فریق نے اس کی انتہا کو اختیار کیا..........

حقیقت یہ ہے کہ عائلی قوانین میں نہ سب کچھ صحیح ہے اور نہ سب باتیں غلط ہیں۔ اس میں بعض باتیں بالکل غلط اور ناقابلِ اعتناء ہیں بعض صحیح اور قابلِ قبول ترمیم ہیں..........

اس کی سو باتوں میں سے اگر کسی کے نزدیک نوے صحیح اور دس غلط ہیں تو تقاضائے انصاف یہ ہے کہ نوے کو مان لیا جائے اور دس کو مسترد کر دیا جائے نہ کہ سو کی سو پر ہی خط تنسیخ کھینچ دیا جائے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہفت روزہ........."چٹان" لاہور

عنوان.......عائلی ضوابط کا آرڈیننس

اشاعت..........13 مارچ 1961ء

"اس آرڈیننس سے چار چار بیویاں رکھنے کا رجحان مدہم پڑ جائے گا اور جو لوگ محض تسکین نفس کی خاطر اسلام کی اس رعایت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ وہ آسانی سے بیویوں کی خرید و فروخت نہیں کر سکیں گے.......... یہ ایک صحت مندانہ اقدام ہے اور امید کی جا سکتی ہے کہ اس سے اچھے نتائج پیدا ہوں گے۔ اس آرڈیننس کے تحت یتیم پوتے کا حق بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ یہ ایک ایسا فیصلہ ہے کہ ہم اس پر صدر مملکت کو مبارک باد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ خوشی ہے کہ اس طرح ایک غلط روایت کا خاتمہ ہو گیا جسے ہمارے فقیہوں نے خواہ مخواہ اسلامی فقہ کے سر منڈھ رکھا تھا۔

ماہنامہ........"ثقافت" لاہور

عنوان........تاثرات

اشاعت.........اپریل 1961ء

پاکستان میں اس قسم کے قانون کی ضرورت ایک مدت سے محسوس کی جا رہی تھی۔ لیکن عام توقعات کے برعکس اس کے نفاذ میں تاخیر ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ موجودہ انقلابی حکومت نے دیگر اہم مسائل کی طرح معاشرتی اصلاح کے اہم پہلو پر بھی عملی توجہ کی اور مسلمانوں کے عائلی قوانین کا آرڈیننس نافذ کر دیا۔ جس کے لئے وہ قابل مبارک باد ہے".........

.. ہمارے ادارہ کا ایک بنیادی مقصد یہ ہے کہ اسلام کے اساسی نظریات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک ایسے ترقی پذیر اسلامی معاشرے کا خاکہ مرتب کیا جائے جس میں ارتقائے حیات کی پوری گنجائش ہو اور اس تنگ نظری اور کج فہمی کا انسداد ہو سکے۔ جس نے اصلاح و ترقی کی راہیں مسدود کر دی ہیں۔ اور مسلمانوں کی عائلی زندگی کے متعلق بھی اس نے یہی مقصد پیش نظر رکھا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم مرحوم نے جو اس وقت ادارہ کے ڈائریکٹر تھے، عائلی کمیشن کے کام میں نمایاں حصہ لیا تھا۔ اور مجلہ ثقافت نے اس اہم مسئلے کے مختلف پہلوؤں پر مولانا محمد جعفر شاہ پھلواروی، ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم، مولانا عبدالسلام ندوی اور دیگر اصحاب کے فکر انگیز مقالات شائع کئے۔ ہمارے نزدیک یہ آرڈیننس اس لئے بھی بہت اہم اور قابل قدر ہے کہ اس کا مقصد مسلمان عورتوں کو قرآنی احکام کے مطابق ان کے حقوق دینا اور عائلی زندگی کے لئے قانونی طریقہ کار متعین کر کے ان خرابیوں کو دور کرنا ہے جو کسی مشروط اجازت یا حق کے ناجائز استعمال سے پیدا ہو جاتی ہیں۔

اصلاح و ترقی کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرنے والے بعض علماء کا طرز عمل یہ ہے کہ وہ ہر اصلاح کو خواہ وہ اسلامی احکام سے کتنی ہی مطابق کیوں نہ ہو خلافِ شرع قرار دیتے ہیں اور یہ محسوس نہیں کرتے کہ اسلامی تعلیمات کوئی ایسا منتر یا راز نہیں ہیں۔ جن سے ایک خود ساختہ مذہبی طبقہ کے سوا کوئی اور واقف نہیں ہو سکتا.......... ازدواجی اور عائلی قوانین پر مولوی محمد شفیع صاحب کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے صدر پاکستان نے بڑی خوبی کے ساتھ یہ حقیقت واضح کر دی ہے۔ کہ ہمارے ملک میں تعدد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ازدواج کے پردے میں جو مظالم ہوتے ہیں۔ ان سے ہزاروں بے زبان عورتیں اور معصوم بچے تباہ و برباد ہو جاتے ہیں او بے شمار خاندان معاشرتی اخلاقی اور اقتصادی مصائب و مشکلات کا شکار بن جاتے ہیں۔ چنانچہ ازدواجی زندگی کی خرابیاں اور بری رسمیں عورتوں اور بچوں کے حق میں ہندوؤں کی رسم "ستی" سے زیادہ ہولناک ہیں............

اسلام ہر زمانے کا ساتھ دینے اور اس پر اثر انداز ہونے والا مذہب ہے اور جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی بصیرت عطا کی ہے ان پر یہ بڑا بھاری فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ مذہب کو غلط روایات سے آزاد کر کے اس سائنسی دور کی روز افزوں ترقیوں کا ساتھ دیں ورنہ زندگی اور مذہب میں ہم آہنگی قائم نہ رہ سکے گی۔"

ماہنامہ........."ثقافت" لاہور

عنوان.........تاثرات

اشاعت.........اکتوبر 1956ء

کمیشن کی رپورٹ میں مولانا احتشام الحق تھانوی جو کمیشن کے رکن تھے' نے اختلافی نوٹ تحریر کیا۔ اس نوٹ کو زیر بحث لاتے ہوئے ماہنامہ ثقافت نے اداریئے میں تحریر کیا۔ "مخالفت جو ہوئی تو صرف جامد اور مقلّد علماء کی طرف سے اور اس پر ہمیں کوئی حیرت نہیں ہے کیونکہ یہ حضرات صدیاں بیت چکی ہیں کہ فکر و اختیار کی نعمتوں سے محروم ہو چکے ہیں۔ انہیں مطلق معلوم نہیں کہ یہ جس معاشرے میں رہ رہے ہیں۔ اس کا مزاج کیا ہے.......... ہم نے ان لوگوں کی عمداً پرواہ نہیں کی تاہم مولانا احتشام الحق تھانوی کے اختلافی نوٹ کا بے تابی سے انتظار تھا.......... مگر جب ان کا اختلافی بیان شائع ہو کر سامنے آیا تو ہمیں سخت مایوسی ہوئی۔ اس میں خطابت آرائی' شوکت الفاظ اور پُر شکوہ احتشام تو پایا جاتا ہے مگر وہ حق جس کی ہمیں تلاش تھی اس کا کہیں پتہ نہیں..........

مولانا اس پر بے حد خفاء ہیں کہ کمیشن نے سوالنامہ شائع کر کے پیشہ ور علماء کی اجارہ داریوں پر کاری ضرب لگائی ہے۔ اور ان کے ساتھ کچھ معقول لوگوں کو بھی اس لائق سمجھا ہے کہ وہ اپنی رائے کا اظہار کر سکیں۔ اس سے ان کا پندار اختصاص بری طرح مجروح ہوا ہے..........

ان کے زُعم ہمہ دانی کو گزند نہ پہنچے تو ہم پوری ذمہ داری سے کہہ سکتے ہیں کہ فقہ اور خصوصاً معاملات پر جس قدر سلیقے' قاعدہ اور ترتیب کے ساتھ انگریزی دان حضرات نے کام کیا ہے۔ اس کی ہمارے جُبّہ و عبا پھڑکانے والے علماء کو ہوا بھی نہیں لگی۔ کیا مولانا احتشام الحق اور اس قبیل کے سطحی علم رکھنے والے حضرات سید امیر علی کی فقہی کاوشوں کا کوئی جواب پیش کر سکتے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے فیصلوں میں جن جن تنقیحات پر قلم اٹھایا ہے۔ ان کی کوئی نظیر ان کے ہاں پائی جاتی ہے؟ ان کو چھوڑیئے ڈینشا کی محمڈن لاء ایسی جامع مستند اور قابل فہم کتاب لکھنے پر ان میں کسی کو قدرت حاصل ہے۔ یہ ایک پارسی اہل قلم ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سے بھی اپنے دین کی خدمت لے لی ہے۔ غرض

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہنا یہ ہے کہ اسلام عربی کی چند رٹی رٹائی کتابوں میں محصور نہیں یہ ہمہ گیر ہے اور اس کی جلوہ طرازیوں سے دوسری قومیں بھی متاثر ہوئی ہیں۔ لہٰذا عربی نہ جاننے والے بھی اس کے مزاج تاریخ، علوم وفنون اور تصورات سے کماحقہ، واقف ہو سکتے ہیں۔ "

ماہنامہ........."فاران"

مقام......... کراچی

اشاعت......... اگست 1956ء

"عائلی کمیشن کی رپورٹ پاکستان کے اسلام پسند طبقہ کے لئے کھلا چیلنج ہے۔ یہ رپورٹ مغرب زدہ طبقہ کے عزائم کی آئینہ دار ہے۔ اس رپورٹ کے نتائج دور رس ہوں گے اور گہرے بھی۔ اس سے مسلمانوں کا تمام عائلی نظام تہ و بالا ہو کر رہ جائے گا اور رفتہ رفتہ دین کی کوئی قدر بھی ثابت نہ رہ سکے گی۔ عائلی کمیشن کی رپورٹ کو خدانخواستہ پاکستان میں قانونی حیثیت دے دی گئی تو پھر دین و شریعت کے حدود توڑنے کی بنیاد پڑ جائے گی۔ اور یہ معاملہ صرف نکاح و طلاق تک محدود نہ رہے گا۔ ضرورت ہے کہ پاکستان میں اس سرے سے اس سرے تک اس منحوس رپورٹ کے خلاف شدید احتجاج کیا جائے............ ہو سکتا ہے کہ یہ مغرب زدہ گروہ "اپوا" کی ذہنیت رکھنے والی عورتوں کو اس رپورٹ کی تائید کے لئے میدان میں لے آئے۔ اس کے توڑنے کے لئے اسلام پسند خواتین کو تیار رہنا چاہیے۔ ان کو آواز بلند کرنا ہوگی کہ ہم اللہ اور رسول ﷺ کے دیئے ہوئے حقوق سے زائد حقوق طلب کر کے ظالم بننا نہیں چاہتیں۔ اور یہ اپواء کی بیگمات نہ ہماری نمائندہ ہیں اور نہ ہماری ترجمان...... بہتری اسی میں ہے کہ عائلی کمیشن کی یہ رپورٹ اس کے واضعین اور مرتبین ہی کے ہاتھوں چاک ہو کر ردی کی ٹوکری کی نذر ہو جائے ورنہ پھر پاکستان کے عوام کو اس کے کفن دفن کا انتظام کرنا ہو گا۔ اس رپورٹ کی قسمت میں یا تو چاک ہونا لکھا ہے یا دفن ہونا۔ "

ماہنامہ........."طلوعِ اسلام"

عنوان.......... حقائق و عبر

اشاعت.......... اپریل 1961ء

3 مارچ 1961ء کا دن پاکستان کی تاریخ ہی میں نہیں بلکہ خود اسلام کی تاریخ میں سورج کی کرنوں سے لکھے جانے کے قابل ہے.......... اسلام کی تاریخ میں اس دن کی یاد ہمیشہ قائم رہے گی۔ ہم مملکت پاکستان کے سربراہ فیلڈ مارشل محمد ایوب خان اور ان کے رفقائے کار کو مستحق ہزار تبریک و تہنیت سمجھتے ہیں کہ اس قدر بلند سعادت ان کے حصے میں آئی وہ اپنے نصیبے کی اس یاوری پر جس قدر بھی فخر کریں کم ہے.......... ان قوانین سے سب سے بڑی (اور براہ راست) زک احتشام الحق صاحب کو پہنچی ہے...... اس آرڈیننس سے ان کے اعصاب پر کیا اثر ہوا ہے اس کا اندازہ اس رقص بسمل سے لگ سکتا ہے جسے انہوں نے رؤیتِ ہلال عید کے مقدس نقاب میں چھپانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ "

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طنزیہ و ظریفانہ شاعری

معاشرے میں شاعر کا وجود احساسِ لطیف کا آئینہ دار ہے۔ مختلف واقعات سے اثر پذیری اچھے شاعر کی فطرت میں داخل ہے۔ اس اثر پذیری کے بعد شاعر کا حساس دل جذبات کو الفاظ کے قالب میں ڈھال دیتا ہے۔ اور کامیاب شاعر انہی الفاظ کو قلم و قرطاس کی زینت بنا کر قوم کی امانت قوم کے سپرد کر دیتا ہے۔ عائلی کمیشن نے اسی احساسِ لطیف کو کس کس جگہ تموّج بخشا اگلے حصے میں اسی کا ذکر ہے۔ عائلی کمیشن کا قیام اور اس کمیشن کی سفارشات وغیرہ کا بنیادی سبب وزیر اعظم محمد علی بوگرہ کی دوسری شادی تھی جس پر اپوا نے خوب شور مچایا جس کے نتیجہ میں یہ ساری صورتحال پیدا ہوئی۔

سید محمد ضمیر جعفری نے اس واقعہ سے متاثر ہو کر یہ ظریفانہ نظم لکھی۔

دوسری بیوی

بوگرہ سوچ میں ہیں دل کی بجھے کیسے پیاس
میں جواں بخت ہوں گو عمر ہے اس وقت پچاس
رُخِ روشن پہ بھی اُگ آئی ہے ہر قسم کی گھاس
پہلی بیوی ہے جو بننے کو ہے کچھ روز میں ساس

دوسری لڑکی سے اب عقد کروں یا نہ کروں

حورِ جنّت کی طرح پاک ہے پہلی بیوی!
میری نظروں میں مگر خاک ہے پہلی بیوی
میں ہوں نخچیر تو فتراک ہے پہلی بیوی!
آج کل سخت خطرناک ہے پہلی بیوی!

دوسری لڑکی سے اب عقد کروں یا نہ کروں!

پہلی بیوی کے تو ابّا سے بھی ڈر لگتا ہے
باوا آدم سے بھی حوّا سے بھی ڈر لگتا ہے
گو خدا سے نہیں، دنیا سے بھی ڈر لگتا ہے
اور سچ بات ہے "اپوا" سے بھی ڈر لگتا ہے

دوسری لڑکی سے اب عقد کروں یا نہ کروں!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوں تو اسلام کبھی راس نہ آیا مجھ کو
اور جو ملا ہے وہ ایک آنکھ نہ بھایا مجھ کو
عقدِ ثانی کا جواز اس نے بنایا مجھ کو
تھا جو شیطان فرشتہ نظر آیا مجھ کو!

دوسری لڑکی سے اب عقد کروں یا نہ کرو

مجھ کو تعلیم نے مغرب کی سکھایا یہ چلن!
ایک دولہا کے لئے چاہئے صرف ایک دلہن
جس سے پیمانِ وفا باندھو وہ ہو ایک چمن
ایک ہی بیوی ہو انسان کی اور ایک وطن!

دوسری لڑکی سے اب عقد کروں یا نہ کروں!

عائلی قوانین

کتاب وسنت کی روشنی میں شعورِ انساں اگر ڈھلے گا
خلافِ اسلام ہم سفیرو نہ کوئی آئین بن سکے گا
سمجھ میں آتا نہیں معمّہ دماغ باور کرے تو کیوں کر!
ہو جس کا قبلہ دیارِ لندن وہ کیسے کعبے کا رخ کرے گا
یہ تا بکے عائلی قوانین' یہ دینِ حق سے مذاق کب تک
غلط ہو بنیاد جس مکاں کی ضرور اک دن وہ گر پڑے گا
یہ بر سرِ عام زیب و زینت قدم قدم حسن کی نمائش
ہزار غمزے' ہزار عشوے نظر ہراساں ہے کیا بنے گا
رواج دینا نہ بے حیائی کو نام دینِ مبین لے کر
وگرنہ اشرف یقین مانو نفس نفس آگ میں جلے گا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیرے الحاد سے راضی وہ ترا ٹام رہے

(از نتیجۂ فکر مولوی قدرت اللہ صاحب، مراد آبادی)

دینِ فطرت کے مخالف ترا ہر کام رہے
پھر بھی خواہش ہے مسلمان ترا نام رہے

حکمِ قرآن میں ترمیم کیے لیتا ہے
اہلِ یورپ میں تری شان ہو اور نام رہے

تجھ سے ناراض خدا ہو کہ رسولِ عربیؐ
اور مخالف تری بکواس کا اسلام رہے

پر تجھے دھن ہے یہی، عشق اگر ہے تو یہی
ترے الحاد سے راضی وہ ترا ٹام رہے

عقدِ ثانی کی تو بندش ہو ز روئے قانون
ویسے ملنے میں کوئی خاص نہ الزام رہے

بیگم آزاد پھرے، اس کو ملے حقِ طلاق
مرد محنت بھی کرے، بندۂ بے دام رہے

سن کے اعلان کمیشن کا یہ باجی نے کہا
اے کمیشن ترے قربان! ترا نام رہے

تیرا دم ہے تو پلٹ دوں گی روایات کہن
گر یہی صبح رہے اور یہی شام رہے

رائج الوقت ہو قانونِ کلیسا بھیا
بند جزدان میں اللہ کا پیغام رہے

بحر الحاد کے شیدائی ہیں ہم کودیں گے
"ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

ماہنامہ فکرونظر	اسلام آباد	جولائی اگست 1963ء
2۔ ماہنامہ فاران	کراچی	نومبر 1961ء صفحہ 6
3۔ شوخی تحریر صفحہ 4	سید محمد ضمیر جعفری	ایسٹ پبلشرز کراچی 1985ء
4۔ خدام الدین	قمر اشرف	10راگست 1962ء
5۔ الارشاد جدید	قدرت اللہ	یکم نومبر 1956ء صفحہ 91

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب پنجم

تحلیلی و تنقیدی تجزیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحلیلی و تنقیدی تجزیہ

تحلیلی تجزیہ میں ہم سب سے پہلے عائلی قوانین کی ان چیدہ چیدہ شقوں کا جائزہ لیں گے جو حکومت اور علماء کے مابین مابہ النزاع ثابت ہوئیں۔ اس جائزہ کے بعد ہم ان عوامل و محرکات کا تذکرہ کریں گے جن ان قوانین کو عوام کے شدید اختلاف کے باوجود نافذ کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ آخر میں ان قوانین سے متعلق تجاویز کا ذکر ہے۔

حکومت کی طرف سے عائلی کمیشن کا قیام اپنی جگہ ایک انتہائی اہم اور مستحسن قدم تھا۔ اگرچہ اس کے قیام کی وجہ وزیر اعظم محمد علی بوگرہ کا ایک عرب نژاد خاتون سے شادی کر لینے کا واقعہ تھا۔ تاہم یہ واقعہ اگر رونما بھی ہوا ہوتا تب بھی ایسے کمیشن کی ضرورت بہر حال موجود تھی جو قیام پاکستان کے بعد مسلمانوں کے عائلی مسائل کا جائزہ لے کر ان تمام قوانین کو اسلامی رنگ میں ڈھالنے کی سفارشات مرتب کرتا۔ اس لحاظ سے عائلی کمیشن کا قیام اس وقت معروضی حالات میں وقت کا اہم تقاضا تھا۔ لیکن اس کمیشن کی تشکیل میں ان امور کا خیال نہیں رکھا گیا جو کہ اس کی تشکیل کے لئے ضروری تھے۔ عائلی معاملات چونکہ براہ راست کتاب و سنت سے متعلق ہیں اور ان کی اہمیت اس بات سے بھی واضح ہوتی ہے کہ قرآن حکیم کا کثیر حصہ عائلی امور کی ہدایات پر مشتمل ہے جس کی تفصیل باب اول میں گذر چکی ہے۔ لیکن عائلی کمیشن کی تشکیل میں ایسے افراد کو منتخب کیا گیا جن میں بیشتر اسلام کی ان بنیادی تعلیمات سے یکسر نابلد تھے۔ تین خواتین تھیں جن کے پاس اسلام، جذبے اور موروثی عقیدہ کی حد تک ہی تھا۔ تین مرد اراکین میں سے اسلامی فقہ کے ممتاز ماہر صرف مولانا احتشام الحق تھے۔ اور انہوں نے بھی اپنا اختلافی نوٹ تحریر کیا اور کمیشن کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیصلوں سے اتفاق نہ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ عائلی کمیشن کی سفارشات قبول عام حاصل نہ کر سکیں۔ ایسے امور میں اسلامی فِقہ اور اصول فِقہ کو سمجھنے اور جاننے والے اشخاص کو مامور کرنا ہی ضروری تھا۔ اگر اس بات کا اہتمام کر لیا جاتا تو بہتر نتائج سامنے آنے کی توقع تھی۔

عائلی کمیشن کی رپورٹ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اس نے لوگوں کی آراء معلوم کرنے کے لئے جو سوالنامہ جاری کیا تھا۔ کمیشن نے ان آراء میں اکثریتی فیصلے کو اپنی رپورٹ یا اپنے فیصلوں کے لئے بنیاد بنایا ہے اور ہر سوال کے جواب میں جو آراء اس کو ملیں انہی کو ترتیب سے لکھ دیا۔ گویا اس طرح کمیشن نے اسلامی قانون کے بنیادی ماخذ قرآن کریم حدیث، اجماع اور قیاس سے انحراف کر کے یہ حق عوام النّاس کو دے دیا کہ وہ اس معاملے میں اپنی پسند اور ناپسند رائے کا اظہار کریں ظاہر ہے کہ عوام کی اکثریت نہ تو اسلامی فِقہ سے روشناس ہوتی ہے اور نہ ہی اسے ان ضابطوں کا پتہ ہے جس کے تحت اسلامی قانون سازی کی جاتی ہے بلکہ قرآن تو اکثریت کو بے عقل اور بے سمجھ قرار دیتا ہے بل اکثرھم لا یعقلون

اس طرح جمہوری طریقہ یا کثرت رائے سے قوانین کا وضع کرنا قطعی غیر اسلامی عمل ہے۔ جس کو سندِ قبول کا درجہ ہرگز نہیں دیا جا سکتا۔ کمیشن کی رپورٹ کے منظرِ عام پر آنے کے بعد طبقۂ علماء اور دین پسند حلقوں میں جو شدید ردعمل سامنے آیا اس کی بنیادی وجہ بھی یہی تھی۔

ہمارے عائلی امور میں ہندومت کے اثرات کتنے گہرے اور عمیق ہیں۔ اس کا اندازہ صرف اس بات سے بھی ہو جاتا ہے کہ عائلی کمیشن کی طرف سے جو سوال نامہ عائلی مسائل کے سلسلے میں جاری کیا گیا۔ اس کا پہلا سوال یہ تھا۔

”کیا نکاح خوانی کا کام صرف حکومت کے مقرر کردہ نکاح خوانوں کے ذریعے ہونا چاہئے“ حالانکہ یہ بات بڑی واضح ہے کہ نکاح ایجاب و قبول سے واقع ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے کسی خاص فرد کی ضرورت ہی نہیں۔ اسلام کی تعلیمات کے مطابق یہ سوال ہی قابلِ استفسار نہیں تھا۔

ہندو دھرم میں شادی کے بندھن میں بندھنے کے لئے پنڈت کی ضرورت ہوتی ہے اور کوئی دوسرا شخص اس کام کو سرانجام دینے کا مجاز نہیں۔

حیرت اس بات پر ہے کہ عائلی کمیشن کے ارکان میں سے کسی کا خیال اس طرف نہیں گیا کیونکہ مشترکہ ہندو مسلم معاشرت نے اسلامی تصور کو بالکل ہی دھندلا کر کے رکھ دیا تھا۔

نکاحِ ثانی کے لئے پہلی بیوی سے اجازت نامہ حاصل کرنے کی پابندی نہایت لغو اور خلاف شریعت ہونے کے ساتھ ساتھ مفاد و مصلحت عامہ کے بھی منافی ہے۔ اس سے معاشرے میں بہتری کی بجائے بے راہ روی اور بدکاری کے فروغ کے سوا کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ پہلی بیوی کے اجازت نہ دینے کی صورت میں اگر کوئی شخص کسی دوسری عورت سے اپنے تعلقات کو استوار کر لیتا ہے اور پہلی بیوی عدالت سے رجوع کرتی ہے تو مرد آسانی سے کہہ سکتا ہے کہ میں نے نکاح ثانی کیا ہی نہیں اور اس خاتون

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے میرے دوستانہ مراسم ہیں۔ ظاہر ہے دوستانہ مراسم کے اُستوار کرنے میں عدالت یا قانون کو کچھ اعتراض نہیں۔ گویا اس صورت میں جائز اور حلال راستے کو مسدود کر کے ناجائز اور حرام راہ کو کھول دیا گیا ہے جو شرعی تقاضوں سے براہِ راست عملی تصادم کے سوا کچھ نہیں۔

عائلی کمیشن نے اپنی سفارشات میں طلاق کے عنوان سے چار سفارشات پیش کیں جو یہ ہیں۔

1...... ایک نشست میں تین بار طلاق کہہ دینے کو ایک ہی طلاق شمار کیا جائے۔

2...... طلاق تین طہروں میں تین بار دی جائے۔

3...... طلاق صرف بذریعہ عدالت دی جاسکے عدالت پہلے ثالثوں کے ذریعے باہمی مصالحت کی کوشش کرے۔

4...... ایک معیاری طلاق نامہ مرتب کیا جائے جس کا تحصیلدار کے پاس رجسٹری کرانا ضروری ہو۔

ان سفارشات میں پہلی تین سفارشات باہم متضاد و متصادم ہیں۔ جب طلاق صرف بذریعہ عدالت دی جائے گی تو پھر ایک نشست میں تین طلاقوں کا ایک شمار ہونا یا تین شمار ہونے کا مسئلہ کس طرح باقی رہ جائے گا۔ اسی طرح طلاق کا حق اگر عدالت کو دے دیا جائے تو پھر تین طہروں میں طلاق دینے کی سفارش کیا معنی رکھے گی۔ عائلی قوانین میں طلاق کے ضمن میں جو ضابطے دیئے گئے ہیں۔ ان میں درجِ ذیل باتیں صریحاً اسلامی شریعت کے منافی ہیں۔

1...... عورت کی عِدّت کا آغاز اس تاریخ سے ہوتا ہے جب شوہر چیئرمین یونین کونسل کو طلاق دینے کا نوٹس بھجوائے۔ خواہ یہ نوٹس طلاق دینے کے مہینہ یا دو مہینہ کے بعد ہی کیوں نہ دیا گیا ہو۔ حالانکہ شریعت کی رو سے زبان سے لفظ طلاق ادا کرتے ہی طلاق مُؤثّر ہو جاتی ہے اور اسی لمحہ سے عِدّت کا زمانہ شروع ہو جاتا ہے۔

2...... حاملہ عورت کی عِدّت وضعِ حمل یا 90 دن (ان میں سے جو مدت بھی طویل تر ہو) قرار دی گئی ہے۔ حالانکہ قرآن حکیم کی رو سے حاملہ کی عدت صرف وضعِ حمل ہے خواہ وضعِ حمل ایک روز بعد ہی کیوں نہ ہو جائے۔ وضعِ حمل کے ساتھ عِدّت بھی ختم ہو جائے گی۔

تعدّدِ ازدواج پر پابندی یا حوصلہ شکنی کے حکم کو علماء کی طرف سے مداخلت فی الدّین قرار دینا محلِ نظر ہے۔ کیونکہ تعدّدِ ازدواج کی حیثیت بہر حال روزہ، نماز اور حج اور زکوٰۃ کے احکام جیسی ہرگز نہیں۔ اس کا تعلق معاملات سے ہے اور معاملات میں حکومت کو مداخلت کا حق حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میاں بیوی کے باہمی تنازعہ کی صورت میں قرآن نے حکومت یا سوسائٹی کو مداخلت کا حق عطا کیا ہے۔ فرمایا!

وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا إِن يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا

اس آیت کی رُو سے حکومت یا حکومت کے مقرر کردہ حُکّام کو اگر میاں بیوی کے معاملات میں مداخلت کر کے معاملہ سلجھانے کا حق ہے تو پھر تعدّدِ ازدواج پر پابندی وغیرہ کا اختیار حکومت یا سوسائٹی سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کس طرح سلب کیا جاسکتا ہے۔ تعدّدِ ازدواج کے سلسلے میں متدل آیت سورۂ نساء کی ہے جس سے غلام احمد پرویز نے یہ مطلب اخذ کیا ہے کہ یہ اجازت مخصوص حالات کے ساتھ مشروط ہے کہ اگر تم یتیموں کے ساتھ انصاف نہ کر سکو تو پھر ان بیواؤں سے شادی کر لو۔ تاکہ ان یتیم بچوں اور بیواؤں کی کفالت کا بندوبست ہوسکے۔ ان کے مطابق اگر ایسے حالات موجود نہ ہوں تو پھر ایک سے زائد شادی کرنا قرآنی حکم اور منشاء کے خلاف ہے۔ جبکہ ان کے مخالف رائے رکھنے والے علماء اس آیت کو نہ تو مخصوص حالات کے ساتھ مشروط خیال کرتے ہیں اور نہ ہی یہ مانتے ہیں کہ اس سے مراد صرف بیوہ عورتوں ہی سے نکاح کا حکم ہے بلکہ ان کے نزدیک یہ حکم عمومی ہے۔

وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ

بادی النظر میں پرویز کا نقطۂ نظر درست بھی معلوم ہوتا ہے لیکن یہ امر غور طلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس جگہ النساء کا لفظ ہی کیوں استعمال کیا جبکہ ارامل (بیوہ عورتیں) بھی استعمال ہوسکتا تھا۔ النساء کا لفظ عام عورتوں کے لئے مستعمل ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ اس آیت سے مراد محض بیوہ عورتیں ہیں۔ کچھ قرینِ انصاف معلوم نہیں ہوتا۔ دوسری طرف یہ بات بھی اپنی جگہ درست معلوم ہوتی ہے کہ آیت میں یہ حکم نہیں ہے کہ ضرور چار شادیاں ہی کی جائیں البتہ ایک امر مجاز و مختار کا بیان مقصود ہے وگرنہ بہتر یہی ہے کہ محض ایک ہی شادی پر اکتفا کیا جائے کہ اس میں عدمِ تعدیل کا شائبہ ہی نہیں ہوتا۔ اس لئے اگر ہیئتِ حاکمہ یا مقتدرہ ایک سے زائد شادیوں کی حوصلہ شکنی کرے تو اس سے کوئی خلاف شریعت فعل سرزد نہیں ہوتا۔ اس لئے اس بات کو بنیاد بنا کر تعدّدِ ازدواج کی حوصلہ شکنی کو مداخلت فی الدین قرار دینا بھی مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

میاں بیوی کے باہمی تنازعے کی صورت میں چیئرمین یونین کونسل کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ مصالحت کنندہ کے فرائض سرانجام دے۔ قرآنی تعلیمات کے مطابق یہ اختیار صرف دو افراد کے پاس ہے یعنی " حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا " ایک آدمی فیصل بیوی کے ورثا کی طرف سے اور ایک آدمی فیصل شوہر کے ورثا کی طرف سے۔

اس حکم میں بڑی مصلحت ہے کہ یہ دونوں افراد وہ ہیں جو میاں بیوی کے خراب اثرات سے براہِ راست متاثر ہوتے ہیں۔ ان دونوں کے دلوں میں ہمدردی سے فیصلہ کرنے کی خواہش موجود ہوگی۔ اگر یہ اختیار چیئرمین کونسل کو دیا جائے تو وہ اس ہمدردی کے عنصر سے یکسر خالی ہوگا جو میاں بیوی کے رشتہ داروں میں موجود ہے اور ممکن ہے کہ پاکستان کی معروضی سیاست کے پیش نظر وہ اس اختلاف اور جھگڑے میں اپنی سیاسی دکانداری کے لئے راس المال تلاش کرنے کی کوشش بھی کرے اور ایسے واقعات رونما بھی ہوئے۔ اس لئے یہ شق انتہائی غلط اور تقاضائے اسلام سے متصادم ہے۔

عورت کو حقِ طلاق تفویض کر دینا شرعاً جائز ہے۔ عائلی قانون کے تحت جو فارم طبع کئے گئے۔ ان میں ایک کالم اس کا بھی رکھا گیا جس میں نکاح خوان یہ بات درج کرتا ہے کہ آیا عورت کو حقِ طلاق تفویض کیا گیا یا نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض علماء نے اس کی مخالفت کی کہ ایسا کرنے سے معاشرے کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ یہ خدشہ بے بنیاد ہے بلکہ اس کے ذریعے عورت کو یہ حق دینے سے ایک توازن ضرور پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ پہلے مطلق طلاق کا حق مرد کو حاصل تھا اور یہ ایسی تلوار تھی جو ہر وقت عورت کے سر پر لٹکتی رہتی تھی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے معاشرے میں باوجود اس کے طلاق کے واقعات زیادہ نہیں۔ تفویضِ طلاق کی صورت میں عورت تو خود طلاق کے معاملے میں بہت حساس ہوتی ہے۔ وہ از خود یہ حق کس طرح بغیر سوچے سمجھے استعمال کرے گی۔ البتہ اس قانون میں بہتری کا پہلو ضرور موجود ہے کہ وہ اس سے فوری گلو خلاصی کس طرح کرا سکتی ہے تفویضِ طلاق میں عورت کے لئے یہی آسانی پیدا کی گئی۔ رہی خلع کی بات تو خلع کے معاملے میں بھی عورت مرد ہی کی محتاج ہے کیونکہ وہ اس سے درخواست ہی کرے گی مرد چاہے قبول کرے چاہے نہ کرے۔ قبول نہ کرنے کی صورت میں عدالت کا راستہ ہے جو انتہائی مشکل اور پُر پیچ ہے۔ لہٰذا تفویض طلاق کا پہلو بہتر ہے۔ 1936ء میں مولانا اشرف علی تھانویؒ نے طلاق کی تفویض کے معاملے کو خوب مسلمان عورتوں میں پھیلایا۔ تاکہ ان کو اپنے اس حق کا علم ہو سکے۔ اس کی وجہ یہ پیش آئی تھی کہ اس وقت ظالم و جابر شوہروں کی ستائی ہوئی عورتیں جب گلو خلاصی کی کوئی صورت نہ دیکھتیں تو اسلام کی عائد کردہ پابندیوں کے خلاف بولتیں اور اکثر تو دین اسلام ہی سے انحراف میں اپنی عافیت خیال کرتیں۔ اس لئے مولانا نے اسلام کی طرف سے عورتوں کو دیئے گئے اس حق سے روشناس کرانا ضروری خیال کیا اور حیلہ ناجزہ کے نام سے ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی۔

یتیم پوتے کی وراثت کے مسئلے میں دو آراء سامنے آئیں۔ علماء کا موقف یہ ہے کہ یتیم پوتا دادا کی میراث کا حقدار نہیں۔ جبکہ مخالفین یتیم پوتے کو دادا کی میراث میں حقدار ٹھہراتے ہیں۔ یتیم پوتے کی میراث قرآن مجید کی کسی آیت سے ثابت نہیں اور مولانا مودودی کے بقول حدیث میں کوئی ایسا صریح حکم اس بارے میں موجود نہیں البتہ خلف اور سلف کا اس پر اتفاق ضرور ہے کہ یتیم پوتا دادا کی میراث میں حصہ دار نہیں ہے۔ اگر مولانا کا یہ فرمان صحیح ہے تو یہ بات غور طلب ہے کہ آیا فقہاء کے اختلاف یا اتفاق کو کسی ایسے مسئلے پر ترجیح دی جا سکتی ہے جس کی اصل قرآن وسنت میں موجود نہ ہو یا یہ کہ نصوص کی عدم موجودگی میں فقہا کا اتفاق کسی مسئلہ میں اصل حکم کا درجہ رکھتا ہے۔ اگر ان کے اتفاق کو اجماع کا درجہ دیا جائے تو پھر بھی یہ بات اپنی جگہ قابلِ تحقیق رہتی ہے کہ ان کا اجماع کن دلائل و اسباب پر قائم ہے نیز یہ کہ ان کے بیان کردہ دلائل و اسباب وقت کی تبدیلی اور حالات کی تبدیلی کے ساتھ تغیر پذیر ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ یا یہ کہ ان کا اجماع ہمیشہ کے لئے ہے اگر ہے تو کس دلیل کی بنیاد پر۔

ملک میں پریس اینڈ پبلی کیشنز آرڈیننس کے نفاذ کا مسئلہ بھی اس لحاظ سے تحقیق طلب ہے کہ آیا یہ آرڈیننس بھی اسی دباؤ اور تحریک کا نتیجہ تھا جو ملک میں عائلی قوانین کی مزاحمتی اقدامات کے طور پر علماء و عوام کی طرف سے جاری تھا یا اس کے محرکات کچھ اور تھے۔

قرائن سے یہ بات محسوس ہوتی ہے کہ پریس اینڈ پبلی کیشنز آرڈیننس کے نفاذ میں ممکن ہے دیگر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عوامل و محرکات بھی شامل ہوں تاہم اس کا ایک بڑا سبب عائلی قوانین کے مزاحمتی اقدامات بھی تھے۔ کیونکہ اس سے قبل 1953ء میں ملک کے اندر تحریک ختم نبوت کے نام سے بہت زوردار عوامی دباؤ شروع ہوا تھا۔ لیکن حکومت نے ایسا کوئی اقدام نہیں کیا تھا کہ اخبارات پر اس قسم کی کوئی پابندی عائد کی ہو۔ اس لحاظ سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاید پریس آرڈیننس کے نفاذ کا ایک محرک عائلی قوانین بھی ہوں۔

یہ عجیب اتفاق ہے بلکہ دلچسپ اتفاق کہ پاکستان میں عائلی قوانین کی بحث اور متعلقہ معاملہ 1961ء تا 1965ء کے دورانیہ میں پیش آیا جبکہ انہی سالوں میں ہندوستان میں مسلم پرسنل لاز کی بحث چلی وہاں بھی علماء نے بھرپور مزاحمتی اقدامات کیے اور پاکستان میں بھی علماء نے مزاحمت کی۔ چنانچہ جنوری 1964ء کے آغاز میں مستشرقین کی بین الاقوامی کانگریس کا چھبیسواں اجلاس نئی دہلی میں منعقد ہوا جس میں ایک سمپوزیم کا پورا موضوع "مسلم پرسنل لاء پر نظر ثانی" تھا۔ اس سمپوزیم کی روائیداد عبد اللطیف اعظمی کے قلم سے ماہنامہ جامعہ دہلی میں شائع ہوئی۔

تبصرہ نگار کے مطابق اس کانفرنس کی صدارت عبد الکریم چھاگلہ صاحب نے کی۔ کانفرنس میں ہندوستان کے علماء کے علاوہ مصر، ترکی، ایران کے دانشوروں نے بھی اظہارِ خیال کیا اور سب نے عائلی قوانین میں حالات کے تحت تبدیلی کرنے پر زور دیا۔ صرف ایران کے عالم پروفیسر سید حسین نصر نے بڑے جذباتی انداز سے اس رویئے کی پُر زور مخالفت کی نہ صرف مخالفت بلکہ پرسنل لاء میں تبدیلی کو مغرب کی اندھی تقلید اور اس سے بے جا مرعوبیت بلکہ احساسِ کمتری کا نتیجہ قرار دیا۔ ان کے نزدیک شریعت کو دینی اور دنیاوی معاملات میں تقسیم کرنا صحیح نہیں تھا اور یہ کہ اسلام میں پرسنل لاء سرے سے موجود نہیں کیونکہ اسلام کے اندر فرد اور معاشرہ کی تقسیم کا تصور نہیں ہے۔ اس پوری روائیداد کو پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہندوستان میں بھی علماء کے دو طبقے ہو گئے۔ ایک کثیر طبقہ وہ جس نے پرسنل لاء میں تبدیلی کے خلاف بھرپور احتجاج کیا نیز اس کو دینی امور میں مداخلت قرار دیا جبکہ ایک قلیل طبقہ ایسا ہے جو حالات سے متاثر ہو کر حکومت کی ہاں میں ہاں ملانے ہی میں عافیت خیال کرتا ہے۔ مذکورہ کانفرنس میں ایسے طبقہ کی نمائندگی زیادہ تھی۔ یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ ایرانی مندوب نے تمام شرکاء کے برعکس اپنے خیالات کا اظہار کیا جو اس بات کی علامت ہے کہ اہلِ ایران مغرب کی اندھی تقلید اور حالات سے مرعوبیت کے باطل خیال میں مبتلا نہیں ہیں۔

عائلی قوانین کے سلسلے میں یہی کیفیت پاکستان میں ہے یہاں بھی دو ہی طبقے موجود ہیں۔ ایک طبقہ ان نام نہاد روشن خیال حضرات کا ہے جو حکومت کی طرف سے پیش کردہ بلکہ نافذ کردہ قوانین کو من و عن تسلیم کرنا ہی اسلام اور جدید حالات کا تقاضا خیال کرتا ہے اور یہ کہ موجودہ حالات میں حکومتِ وقت کو پورا اختیار ہے کہ وہ جس طرح چاہے قانون سازی کرے۔ حکومت کے اس معاملے میں کسی کو دخل اندازی کرنے کا اختیار حاصل نہیں۔ ایک کثیر طبقہ حکومتِ وقت کو یہ اختیار دینے کے حق میں نہیں اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نزدیک ہر ایسا حکم یا قانون جو شریعت کے مقررہ قوانین سے متصادم ہے ناقابلِ قبول ہے اور اس کے خلاف آواز بلند کرنا دینی فریضہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تعدّدِ ازدواج کی ممانعت اور یتیم پوتے کو وراثت میں حق دار تسلیم کرنے کے قوانین کی خاص طور پر شدت سے مخالفت کی گئی۔ بعینہٖ ہندوستان میں بھی یہی مسائل زیادہ متنازعہ قرار پائے۔ چنانچہ کانفرنس کے مندوب میر اقبال حسین اور مولانا سعید احمد اکبر آبادی دونوں نے سوسائٹی کے مفاد میں ایک سے زیادہ شادی پر پابندی لگانے کو حق بجانب اور جائز قرار دیا۔ نیز میر اقبال حسین نے تو یہاں تک کہا کہ "یہ بات کسی طرح قرینِ انصاف نہیں کہی جا سکتی کہ ایک شخص کے کچھ پوتے مخصوص حالت میں وراثت سے محروم کر دیئے جائیں اور کچھ پورے ترکے کے مالک قرار پائیں۔"

مغربی پاکستان کی صوبائی اسمبلی نے عائلی قوانین کے سلسلے میں قراردادِ تنسیخ منظور کر لی تھی لیکن اس کے باوجود مرکزی اسمبلی نے عائلی قوانین کو منظور کر لیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرکزی اسمبلی میں ان قوانین کی منظوری صدر ایوب کی خواہشات اور ان کے رعب و دبدبے کی وجہ سے عمل میں آئی کیونکہ ملکی فضا عمومی طور پر ایسی تھی کہ صدر ایوب کا تحکّم موجود تھا اور ارا کین اسمبلی اس کے خلاف کرنے کا حوصلہ اپنے اندر نہ پاتے تھے لیکن 1964ء میں جب عام انتخابات کا اعلان ہوا اور متحدہ حزبِ اختلاف نے عائلی قوانین کی منسوخی کو اپنے منشور میں شامل کیا تو حکومت کی طرف سے یہ تاثر دیا گیا کہ مرکزی اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں ایک مسودہ قانون پیش کیا جائے گا جس کے ذریعے عائلی قوانین کی ایسی تمام شقوں کو جو اسلام سے متصادم ہیں کالعدم قرار دے دیا جائے گا۔

حکومت کی طرف سے یہ اعلان یا تاثر غالباً اس دباؤ کا نتیجہ تھا جو ملک میں عوامی سطح پر عائلی قوانین کے خلاف علماء کی تقاریر و بیانات نے پیدا کر دیا تھا۔ یہ حکومت کی سیاسی سطح پر پہلی پسپائی تھی۔ جو عائلی قوانین کی وجہ سے براہِ راست پیدا ہوئی لیکن یہ پسپائی وقتی تھی۔ الیکشن کے بعد عائلی قوانین جوں کے توں ہی رہے۔

عائلی قوانین کے خلاف عوام اور علماء میں سخت ردعمل پایا جاتا تھا لیکن اس سخت نفرت اور جذبات کے باوجود حکومت ان قوانین کو نافذ کرنے میں کامیاب رہی حالانکہ ہمیشہ سے پاکستانی ریاست و سیاست اس بات کے شاہد رہے ہیں کہ حکومت کو جلد یا بدیر عوام کے فیصلوں کے سامنے سرنگوں ہی ہونا پڑا۔ 1953ء کی تحریکِ ختمِ نبوّت میں حکومت نے فوج کی مدد سے تحریک کو کچلنے کی کوشش کی گولیاں چلیں۔ لاشوں کے انبار دیکھنے میں آئے لیکن قادیانیوں کے خلاف عوام کو دبایا نہ جا سکا اور اس اصولی مسئلہ پر عوام اور حکومت کی صلح نہ ہو سکی۔ اسی طرح مصر اسرائیل جنگ کے دوران حکومت کا رویہ مصر کے خلاف تھا جبکہ عوام کی اکثریت مصر کے حق میں تھی۔ بالآخر حکومت کو ہی اپنی رائے بدلنا پڑی۔ لیکن یہ کیفیت عائلی قوانین کے معاملے میں نہیں۔ عائلی قوانین 1956ء میں سامنے آئے اور 1961ء میں نافذ ہوئے اور آج تک تمام تر مخالفت کے باوجود جاری ہیں۔ اس کی وجوہات قابل غور ہیں۔ ذیل میں انہی وجوہات پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عائلی قوانین کے سلسلے میں علمائے اہلِ حدیث کا جداگانہ بلکہ مخالفانہ ردِعمل محلِ نظر ہے۔ جمعیت اہلِ حدیث کی کانفرنس منعقدہ 2۔3۔4 نومبر 1962ء میں ایک قرارداد پاس کی گئی جس میں یہ کہا گیا۔

"عائلی قوانین کی حمایت اور اس کی مخالفت میں اعتدال کی راہ اختیار نہیں کی جارہی۔ کانفرنس کی رائے میں اس کی بعض دفعات تو بے شک نصوصِ شرعیہ کے مخالف ہیں لیکن بعض دفعات اصلاح طلب اور بعض قابلِ قبول ہیں۔"

یہ قرارداد اپنے نفسِ مضمون کے اعتبار سے تضاد کا شکار ہے اور ناقابلِ فہم ہے کہ اس میں انہوں نے کس طبقے کی حمایت کی ہے اور کس کی مذمت۔ ۔ کیونکہ علماء کے متحدہ تبصرے میں پورے کے پورے قوانین کو مسترد نہیں کیا گیا بلکہ اس مسودے کی چار شقوں کو خلافِ شریعت قرار دیا گیا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ ان چار شقوں کے علاوہ بقیہ تمام شقوں پر علماء کو کوئی اعتراض نہ تھا اور اس طرح وہ شقیں ان کے لئے نصوصِ شرعیہ کے خلاف نہ تھیں۔ اس لئے قابلِ قبول تھیں۔ اس صورت حال میں قرارداد میں یہ کہنا کہ "مخالفت میں اعتدال کی راہ اختیار نہیں کی جارہی کس طرح درست ہوسکتا ہے۔ ہاں اگر عائلی قوانین کی حمایت کرنے والے طبقے کو سامنے رکھا جائے جو ان قوانین کو عین اسلام قرار دے کر قبول کرانا چاہتا تھا تو ان کو اعتدال کا درس دینا تو کسی طور سمجھ میں آتا ہے۔ علمائے اہلحدیث کی علماء کے متحدہ موقف سے یہ علیحدہ روش کیوں تھی۔ اس کے بارے میں تحقیق وتدقیق کی ضرورت اپنی جگہ باقی ہے کیونکہ علماء کے متحدہ موقف کے مقابلے میں علمائے اہلحدیث کی قراردادوں کا زیادہ ہدف یہی علماء تھے جنہوں نے عائلی قوانین کے خلاف اکھٹی آواز بلند کی تھی۔ ان کو خطاب کرتے ہوئے یہاں تک کہا گیا کہ "علماء کو چاہئے کہ وہ مخالفت وموافقت میں حدِ اعتدال سے آگے نہ بڑھیں۔ نیز یہ کہ علماء کے منصبِ بلند کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ بھی عوام کی طرح افراط وتفریط کا شکار ہوجائیں"۔ علمائے اہلحدیث کے اس رویئے کی وجہ سے علماء کے اتحاد کی تحریک کو ضعف ضرور پہنچا اور عائلی قوانین کو عین اسلام قرار دے کر منظور کرانے والے طبقے کے حوصلے بلند ہوئے اور یہی محرکات حکومت کے لئے سازگار بن گئے کہ وہ ملک میں ان قوانین کو عوام کی منشاء کے خلاف نافذ کردے۔

مولانا داؤد غزنوی نے اپنی اختلافی رائے ایک ایسے موقعہ پر ذرائع ابلاغ کے ذریعے عوام تک پہنچائی جبکہ صوبائی اسمبلی عائلی قوانین کی تنسیخ کا بل پاس کرچکی تھی اور قومی اسمبلی میں اس پر بحث جاری تھی۔ نومبر 1962ء کی اہلحدیث کانفرنس میں عائلی قوانین پر غور کرنے کے لئے گیارہ افراد پر مشتمل بورڈ بنایا گیا تھا اس نے ان قوانین پر اپنا کوئی تبصرہ مرتب کیا یا نہیں اس کے بارے میں اس وقت کے رسائل اور اخبار خاموش ہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر اس بورڈ کا کوئی تبصرہ ہوتا تو ضرور پریس میں آتا۔ اس بورڈ کے تبصرے کا پریس میں نہ آنا اور مولانا غزنوی کا علماء کے متحدہ موقف سے الگ موقف اختیار کرنے کے اسباب اور وجوہات تحقیق طلب ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علمائے اہلحدیث نے عائلی قوانین کے معاملے میں علماء کے متحدہ موقف سے علیحدہ روش اختیار کی۔ اس کی وجوہات اصلاً کیا ہیں۔ اس بارے میں ہمیں کوئی حتمی ثبوت نہیں ملا۔ البتہ محسوس یہ ہوتا ہے کہ ان کی علیحدہ روش کا ایک محرک تطلیقات ثلاثہ کا مسئلہ بھی ہو کہ عائلی قوانین میں اس مسئلہ پر علمائے اہلحدیث کے موقف کی ترجمانی موجود تھی یعنی ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقوں کو ایک ہی شمار کیا جاتا تھا۔

عائلی قوانین کے سلسلے میں جب علمائے اہلحدیث کی طرف سے علماء کی متفقہ روش سے علیحدہ راستہ اختیار کیا گیا تو جماعت اسلامی اور اہلحدیث حضرات کے درمیان ایک نزاعی بحث شروع ہو گی چنانچہ اس بحث میں الاعتصام شہاب اور ہفت روزہ ایشیا میں جواب در جواب کی بحث چل نکلی۔ یہ تمام بحثیں مذکورہ بالا جرائد کی اشاعت اگست ستمبر 1963ء کے شماروں میں موجود ہیں۔ اس بحث کا نتیجہ یہ ہوا کہ دینی طبقہ عائلی قوانین کے سلسلے میں الجھن کا شکار ہو گیا۔

1......عائلی قوانین شریعت کے مطابق ہیں یا غیر مطابق، دلوں میں تشکیک پیدا ہوئی۔

2......تجدد پسند طبقہ خصوصاً پرویز کے متبعین کو علماء پر طعن زنی کے لئے مواد ملنے لگا۔

3......فرقہ واریت کو تقویت حاصل ہوئی۔

عائلی قوانین کی تنقید کے سلسلے میں یہ کہنا تو شاید مناسب نہ ہو کہ علمائے اہلحدیث کے مذکورہ رویئے کے پیش نظر حکومت نے بلاخطر ان قوانین کو نافذ کر دیا البتہ یہ بات شاید قرینِ انصاف ضرور ہے کہ اہلحدیث حضرات کا یہ رویہ عائلی قوانین کے مؤیدین و موافقین کے لئے حوصلہ افزاء ثابت ہوا اور تنفیذ کی منزل آسان ہو گئی۔

عائلی قوانین کی وجہ سے علماء کی صف پر ایک منفی اثر یہ مرتب ہوا کہ مختلف مکاتب فکر کے علماء کا (IMAGE) متاثر ہو کر رہ گیا جس کا بھرپور اظہار اس سے بہت پہلے دستور کمیشن کے موقعہ پر وہ کر چکے تھے جس میں تمام علماء نے 32 نکات پر مشتمل ایک یادداشت حکومت کو پیش کی تھی۔ اس یادداشت کے ذریعے یہ بات ثابت کر دی تھی کہ ملک میں اسلامی قانون کے نفاذ کے سلسلے میں تمام علماء متفق و متحد ہیں۔

مذہبی سوچ رکھنے والا ایک طبقہ جماعت اسلامی اور دیگر مذہبی جماعتوں کو رجعت پسند کہتا ہے جبکہ یہ جماعتیں اس گروہ کو متجددین کے نام سے پکارتے ہیں۔ متجددین کا کہنا ہے کہ رجعت پسند قوتیں اسلام کی وہ تعبیر کرتی ہیں جو گھسی پٹی ہے او چودہ سو برس پرانی ہے یہ لوگ اسلام کو نئے حالات اور نئے تقاضوں کے تناظر میں دیکھنے کی صلاحیت بھی نہیں رکھتے اور نہ ہی نئے حالات و تقاضوں کے مطابق اسلام کی صحیح تعبیر کرنا چاہتے ہیں اس لئے ان لوگوں کا رد عمل ہی حقیقت میں پاکستان کے اندر نفاذِ اسلام میں سب سے بڑی رکاوٹ کا باعث ہے۔ ان کے برعکس دوسرے حضرات ان متجددین کے بارے میں یہ رائے رکھتے ہیں کہ یہ لوگ بالکل ماضی سے رشتہ منقطع کر کے دین کی من مانی تشریحات و توضیحات کرتے ہیں اور اس طرح دین کے نام پر اپنے ذاتی نظریات کو جگہ دے رہے ہیں جس کی وجہ سے اسلام اور دین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی معنویت کھو بیٹھے ہیں۔ لہٰذا ان کی تعبیرات و توضیحات دین نہیں ہیں اور ان کو دین یا اسلام کے ناطے قبول کرنا دراصل لادینی کو پروان چڑھانے کے مترادف ہے۔ گویا متجددین دین کی نئی تعبیرات کے ذریعے دین اسلام کو حالات کے تابع کرنا چاہتے ہیں جبکہ رجعت پسند حضرات کی کوشش ہے کہ حالات کو دین کے تابع کیا جائے یہی وجہ ہے کہ عائلی قوانین کے مسودے میں جو شقیں رجعت پسندوں کے نزدیک خلاف شریعت قرار پائیں وہی شقیں متجددین کے ہاں عین اسلام اور تقاضائے شریعت ٹھہرائی جاتی ہیں یعنی

- یتیم پوتے کی وراثت کا مسئلہ
- تعددِ ازدواج
- طلاق اور نکاحِ بالغاں

جماعت اسلامی اور دیگر مذہبی طبقوں اور متحدہ علماء کی کونسل نے مذکورہ چاروں شقوں کو خلاف شریعت قرار دیا جبکہ متجددین نے انہی شقوں کو عین قرآنی سوچ ٹھہرایا اور کہا کہ قرآن کریم کی رُو سے یتیم پوتا اپنے دادا کی وراثت سے حصہ لینے کا حقدار ہے فیملی لاز آرڈیننس میں اسے یہ حصہ دلایا گیا ہے اسی طرح قرآن کریم کی رو سے ایک سے زیادہ بیویوں کی اجازت کا معاملہ بھی رجعت پسندانہ سوچ ہے اور اس طرح مردوں کو کھلی چھٹی مل جاتی ہے جو اسلام کے منشاء کے خلاف ہے۔ اس لئے عائلی قوانین میں ایک سے زائد بیویوں پر پابندی کا قانون عین اسلام ہے۔

اسی طرح قرآن کریم کی رُو سے طلاق خاوند کا انفرادی حق نہیں۔ اس کا فیصلہ ثالثوں کا ادارہ کر سکتا ہے۔

حکومت کے آرڈیننس میں کہا گیا ہے کہ طلاق کی صورت میں خاوند کو کونسل کی طرف رجوع کرنا چاہئے یہی صورت نکاحِ نابالغاں میں ہے کیونکہ قرآن کریم نکاح کے لئے بلوغت کی شرط لازمی قرار دیتا ہے۔ نکاح ایک معاہدہ ہے اور نابالغ معاہدہ کر ہی نہیں سکتا۔ حکومت کے آرڈیننس میں بلوغت کی شرط رکھی گئی ہے جو قرآنی اصول کے مطابق ہے اسی طرح کے تضادِ فکری اور متجددین کی طرف سے عائلی قوانین کی حمایت کی وجہ سے حکومت کے لئے ان قوانین کے نفاذ میں راہ ہموار ہو گئی۔

یہ بات اپنی جگہ ناقابلِ فہم ہے کہ عائلی قوانین کے بارے میں جب وزارتِ قانون نے اپنے مراسلہ نمبر 2282/79، مورخہ 15 ر جنوری 1980ء کے ذریعہ یہ فیصلہ دیا کہ تمام کے تمام عائلی قوانین کتاب وسنت کے منافی ہیں اور یہ کہ ان کے ذریعہ ارتداد کی حد تک قرآنی قوانین میں ترمیم کی جرات کی گئی ہے اور یہ کہ قوانین اسلام کے شفاف چہرے پر مکروہ سیاہ دھبہ ہیں۔ تو سرکاری سطح پر اس فیصلہ کے باوجود ان قوانین کو کالعدم قرار کیوں نہیں دیا گیا۔ جبکہ نظریاتی کونسل بھی اس قرارداد کے مطابق فیصلہ دے چکی تھی۔ ان عوامل و محرکات کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ جس کا جستجو کے باوجود کچھ پتہ نہیں چلا۔ حالانکہ جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دور میں یہ کام با آسانی سرانجام پا سکتا تھا۔ اسلامی مشاورتی کونسل کے چیئرمین جسٹس تنزیل الرحمٰن صاحب نے اس سلسلے میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ”ایسا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محسوس ہوتا ہے کہ حکومت غالباً خواتین کے ایک طبقہ کی جانب سے مخالفت کے اندیشہ کے پیش نظر مسلم عائلی قوانین مجریہ 1961ء کے بارے میں کونسل یا وزارت قانون کی سفارشات پر عمل پیرا نہیں ہو سکی۔" جسٹس تنزیل الرحمٰن کی اس رائے سے اتفاق کرنا کچھ درست معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ جنرل ضیاء الحق صدر پاکستان ایسے کمزور اعصاب کے مالک نہ تھے کہ وہ خواتین کے طبقہ کی مخالفت کے اندیشہ کے پیش نظر کوئی فیصلہ نہ کر سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ حالات پر ان کی گرفت مضبوط تھی اور اپنے مضبوط اعصاب کا ثبوت وہ سابق وزیر اعظم کی پھانسی کے فیصلے کی توثیق اور عمل درآمد کے ذریعے دے چکے تھے۔ جنرل ضیاء الحق کا ان قوانین کو منسوخ نہ کرنے کا محرّک صرف ایک ہی تھا۔ یعنی وزارت قانون اور دیگر طبقوں کا غیر ذمہ دارانہ رویہ........... اور حکومتِ وقت کے ساتھ ہر معاملے میں ہاں میں ہاں ملانے کی قبیح روش........... تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ عائلی قوانین کا نفاذ 1961ء میں ہوا۔ اس نفاذ کے بعد سے حکومت کے حلقوں کی طرف سے قوانین کے حق میں دلائل دیئے جاتے رہے اور ان قوانین کو اسلام کے موافق اور پاکستانی قوم کے انتہائی مفاد میں قرار دیا گیا۔ سرکاری سرپرستی میں چلنے والے اخبارات نے ان قوانین کو حکومت کا بہت بڑا اسلامی اور انقلابی کارنامہ بھی کہا۔ بعض علماء بھی حکومت کے اس اقدام پر تحسین آمیز تقاریر کرتے رہے۔ لیکن ضیاء الحق کی حکومت میں معاملہ بالکل برعکس ہو گیا۔ وزارت قانون جس کے وزیر نے 1961ء میں ان قوانین کا اعلان کیا تھا۔ اسی وزارت نے 15 جنوری 1980ء میں ان قوانین کو خلاف اسلام ٹھہرایا اور یہاں تک کہا کہ ان قوانین کے ذریعے ارتداد کی حدوں کو چھونے کی جرأت کی گئی ہے۔ ایسا کیوں ہوا اس کی وجہ ماسوائے اس کے کچھ نظر نہیں آتی کہ 1961ء میں برسر اقتدار شخصیت جنرل محمد ایوب خان ان قوانین کو اسلامی سمجھتے تھے اور ان قوانین کو نافذ کرنا چاہتے تھے۔ تو اس وقت اقتدار کی وجہ سے ساری ایجنسیاں ان کے حق میں تھیں۔ 1980ء میں اقتدار جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کے پاس تھا۔ ان کی اسلام کے ساتھ محبت علماء کی قدر دانی 'اسلامی نظام کے نفاذ کا جذبہ کسی سے ڈھکا چھپا نہ تھا۔ لہٰذا حکومت کی ایجنسیوں نے بھی وہی روپ اختیار کر لیا۔ ان کے نزدیک کل تک جو چیز انتہائی اچھی تھی آج وہی نجس قرار پائی۔ - - - چلو تم ادھر کو 'ہوا ہو جدھر کی۔
ہماری قوم کا یہی المیہ ہے کہ ایمان ویقین تک کرسیِ اقتدار کے ساتھ ہی انقلاب پذیر ہو جاتے ہیں۔

تحلیلی تجزیہ کے سلسلے میں کچھ تحریروں کا تذکرہ بھی ضروری ہے جو مطالعہ میں آئیں جن کا تذکرہ بغیر کسی تبصرے کے کر دینا ہی کافی ہو گا۔ ان سے نتائج اخذ کرنا یا ان کی توجیہہ کرنا قارئین کا فرض ہے۔ ممکن ہے کہ قارئین حضرات ان کی بہتر توضیحات نکال سکیں۔

اس سے قبل یہ بات واضح کی جا چکی ہے کہ عائلی قوانین میں ایک سے زیادہ شادیوں کی حوصلہ شکنی کی گئی اور ایسے احکامات اور پابندیاں عائد کی گئیں کہ جن کی وجہ سے ایک سے زائد شادیوں کا تصور آپ سے آپ ہی ختم ہو جائے۔ تجدد پسند طبقہ نے اس شق کی خوب تعریف کی اور اسے عین قرآنی فکر قرار دیا جبکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت پسند طبقہ نے اس کو خلافِ شریعت ٹھہرایا۔ **متجددین** کے نمائندہ چودھری غلام احمد پرویز نے اس شق کی تعریف میں یہ نکتہ بھی بیان کیا۔ وہ طلوع اسلام اپریل 1964ء کے شمارے میں ایک استفسار کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"قرآن کریم نے زنا کو سنگین ترین جرم اور معیوب ترین حرکت قرار دینے کے بعد دوسرا قدم یہ اٹھایا تھا کہ محارم کا دائرہ بہت وسیع کر دیا تھا۔ مثلاً مسلمان مردوں کے لئے تمام غیر مسلم عورتیں (بجز اہلِ کتاب عورتوں کے) محرمات کی فہرست میں داخل...... اور مسلمان عورتوں کے لئے تمام غیر مسلم مرد محارم کے دائرے کے اندر۔ ۔ ۔ آپ غور کیجئے کہ مسلمان مرد' کفّار اور مشرکین عورتوں کے اژدھام میں دن رات پھرتا رہے چونکہ ان سے نکاح حرام ہے اس لئے اس کے دل میں ان کی طرف سے جنسی جذبے کا خیال تک نہیں آئے گا۔ وہ سب اس کے نزدیک ماؤں' بہنوں اور بیٹیوں کے برابر ہوں گی۔ قرآن کریم نے اس ایک حکم سے ان غیر مسلم عورتوں کو مسلمانوں کی طرف سے کس طرح یکسر محفوظ و مامون کر دیا کہ یہ ان کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتے۔ اسی طرح مسلمان عورتوں کے نزدیک دنیا کے تمام غیر مسلم مرد بھائیوں اور بیٹوں کی مانند ہوں گے..... اب لیجئے وہ حلقہ جس کے اندر نکاح ہو سکتا ہے۔ اس میں قرآن کریم نے وحدتِ زوج (MONOGAMY) کو عام اصول قرار دے کر شادی کے بعد دنیا بھر کی عورتوں کو محرّکات کی فہرست میں داخل کر دیا یعنی جب ایک شخص نے کسی عورت سے نکاح کر لیا تو چونکہ اس کی موجودگی میں وہ (بجز ہنگامی حالت کے) کسی دوسری عورت سے شادی نہیں کر سکتا۔ اس لئے جب تک وہ عورت زندہ یا اس کے نکاح میں ہے دنیا کی تمام عورتیں اس پر حرام ہو گئیں۔ اسی طرح وہ مرد بھی باقی تمام عورتوں کے نزدیک باپ اور بیٹے کی طرح ہو گیا اسے کسی اور عورت سے یا کسی عورت کو اس سے شادی کا خیال اسی وقت آ سکتا ہے جب اس کی پہلی بیوی مر جائے یا ان میں طلاق ہو جائے۔

مولانا مودودی نے اپنی کتاب حقوق الزوجین میں لکھا!

"اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ کمسنی کے نکاحوں کی روک تھام کی جائے اور کم از کم ایسے نکاحوں کو لازم قرار نہ دیا جائے کیونکہ اکثر لڑکے جن سے ابتداء میں اچھی توقعات قائم کی جاتی ہیں۔ آگے چل کر سخت بداخلاقیوں اور بری عادتوں اور فاسد اعتقادات میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔"

عائلی قوانین مجریہ 1961ء سامنے آئے تو ان کی دفعہ نمبر 12 جو نکاح کی مدت کے سلسلے میں تھی جس کے تحت 16 برس سے کم عمر کی لڑکی اور 18 برس سے کم عمر کے لڑکے کے نکاح پر پابندی تھی۔ اس شق پر اعتراض کیا گیا اور مولانا نے دوسرے علماء کے ساتھ متحدہ تبصرہ یہ لکھا۔

"یہ قرآن حکیم کے صریح حکم کے خلاف اور ان کے مصالح سے متصادم ہے جنہیں شریعت نے اہمیت دی ہے۔ قرآن مجید میں بالفاظ صریح ایسی لڑکی کے ساتھ نکاح کو جائز قرار دیا گیا ہے جس کو ابھی حیض نہ آیا ہو۔ سورۂ طلاق کی آیت نمبر 4 میں بتایا گیا ہے کہ جن عورتوں کو حیض آنا بند ہو چکا ہو یا جن کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابھی حیض آنا نہ شروع ہوا ہو۔ ان کے معاملے میں عدّتِ طلاق تین مہینے ہے۔ اب یہ ظاہر ہے کہ عدّتِ طلاق کا سوال پیدا ہی اس وقت ہوتا ہے جبکہ پہلے نکاح ہو چکا ہو۔ اس طرح قرآن مجید صریح طور پر اس لڑکی کے ساتھ نکاح کو جائز قرار دیتا ہے جس کو حیض آنا نہ شروع ہوا ہو۔ ہمارے ملک میں بالعموم لڑکیوں کو 13 برس کے لگ بھگ عمر میں حیض آنا شروع ہو جاتا ہے لہٰذا قرآن کی رو سے اس سے کم عمر کی لڑکی کے ساتھ نکاح جائز ہے۔"

مولانا مودودی نے حقوق الزوجین میں تحریر فرمایا۔

"قیامت کے روز حق تعالیٰ کے سامنے ان گنہگاروں کے ساتھ ساتھ ان کے دینی پیشوا بھی پکڑے ہوئے آئیں گے اور اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا کہ کیا ہم نے تم کو علم و عقل سے اس لئے سرفراز کیا تھا کہ تم اس سے کام نہ لو۔ کیا ہماری کتاب اور ہمارے نبی ﷺ کی سنت تمہارے پاس اس لئے آئی تھی کہ تم اس کو لئے بیٹھے رہو اور مسلمان گمراہی میں مبتلا ہوتے رہیں۔ ہم نے اپنے دین کو آسان بنایا تھا۔ تم کو کیا حق تھا کہ اسے مشکل بنا دو۔ ہم نے تم کو قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا حکم دیا تھا۔ تم پر یہ کس نے فرض کیا کہ ان دونوں سے بڑھ کر اپنے اسلاف کی پیروی کرو۔ ہم نے ہر مشکل کا علاج قرآن میں لکھا تھا تم سے یہ کس نے کہا کہ قرآن کو ہاتھ نہ لگاؤ اور اپنے لئے انسان کی لکھی ہوئی کتابوں کو کافی سمجھو۔ اس بازپرس کے جواب میں امید نہیں کہ کسی عالم دین کو کنزالدقائق، ہدایہ اور فتاویٰ عالمگیری کے مصنّفوں کے دامن میں پناہ مل سکے۔ اس عبارت کو سامنے رکھئے اور حسب ذیل عبارت کو بھی دیکھئے جو آپ نے رسائل اور مسائل میں تحریر فرمائی۔

"فقہائے اسلام میں یہ متفقہ مسئلہ ہے کہ دادا کی موجودگی میں جس پوتے کا باپ مر گیا ہو وہ وارث نہیں ہوتا بلکہ وارث اس کے چچا ہوتے ہیں۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے اس میں شیعوں کے سوا کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا۔ اگرچہ ابھی تک مجھے قرآن و حدیث میں کوئی ایسا صریح حکم نہیں ملا۔ جسے فقہاء کے اس متفقہ فیصلے کی بنا قرار دیا جا سکے لیکن بجائے خود یہ بات کہ فقہائے امت خلف سے سلف تک اس پر متفق ہیں اس کو اتنا قوی کر دیتی ہے کہ اس کے خلاف کوئی رائے دینا مشکل ہے۔"

تجاویز

عائلی قوانین میں نہ تو سب کچھ غلط ہے اور نہ سب کچھ درست اور صحیح۔ اس بات کی تصدیق اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ عائلی قوانین کے ناقدین اور علماء کے متحدہ اور مشترکہ موقف میں بھی جملہ قوانین کو غیر اسلامی قرار نہیں دیا گیا بلکہ ان کی صرف چار شقوں یعنی۔

- شق نمبر 4............ یتیم پوتے کی وراثت
- شق نمبر 5............ نکاح کی رجسٹری
- شق نمبر 6............ تعددِ ازدواج پر پابندی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ شق نمبر 7.............. طلاق کے احکام اور عدّت
○ شق نمبر 12.............. نکاح کی عمر

کو غیر اسلامی قرار دے کر احتجاج کی فضاء ہموار کی گئی ہے۔ جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ تمام شقوں کو علماء غلط تصور نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے صرف ایسی شقوں پر اعتراض کیا جو اسلامی تصورات سے متصادم تھیں۔ بقیہ شقوں پر عدم اعتراض ان کے اچھا ہونے کی دلیل ہے۔ جس کا انہوں نے اعتراف بھی کیا۔ چنانچہ اپنے متفقہ تبصرے میں علماء نے لکھا ہے۔

"جہاں تک کہ نکاح کی رجسٹری کا تعلق ہے اس کی ضرورت اور اس کے فائدے سے انکار نہیں اگر اس رجسٹری کے لئے ملک میں جگہ جگہ مناسب انتظامات موجود ہوں۔ اور لوگوں کے علم میں اس کے فائدے لائے جائیں تو امید ہے لوگ خود اپنے مفاد کی حفاظت کے لئے رجسٹریشن کی ان سہولتوں سے فائدہ اٹھائیں گے۔ لہٰذا اچھی باتوں کو قبول کر لینے میں کچھ حرج نہیں۔ اسی طرح غلط اور خصوصاً ایسے امور جو شریعتِ مطہرہ سے متصادم ہوں۔ ان کو یکسر ختم کر دینے میں کسی قسم کا باک محسوس نہ کرنا چاہئے۔ اسلامی مشاورتی کونسل نے ایسے امور کی نشان دہی کر دی ہے لہٰذا ان سفارشات اور ترامیم کی روشنی میں ان قوانین کو از سرِ نو مرتّب کر کے قانون کا درجہ دینا چاہئے۔

یہ بات دلائل سے ثابت ہے کہ ایوب خان جیسے مضبوط شخص کی حکومت کے زوال کا ایک باعث عائلی قوانین بھی تھے۔ اس لئے جب تک یہ قوانین اپنی اصل شکل میں پاکستانی قانون کا حصہ ہیں اور انہیں اسلامی تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ نہیں کیا جاتا یہ چنگاری کسی وقت بھی ایک بھڑکتی آگ کا روپ دھار سکتی ہے لہٰذا ان قوانین کو شریعت کورٹ، نظریاتی کونسل اور علماء کے باہمی تعاون سے اسلام کے مطابق بنانا ضروری ہے تاکہ یہ قوانین ان تمام اسقام سے پاک ہو کر صحیح معنوں میں اسلامی قوانین بن سکیں۔ عائلی قوانین کا از سرنو جائزہ لینا ضروری ہے اس جائزہ کے لئے مختلف مکاتبِ فکر کے اہل علماء کو منتخب کیا جائے جو فقہ اسلامی پر کامل دسترس کے حامل ہوں۔ ایسے علماء کا انتخاب حکومت کو خود نہیں کرنا چاہئے بلکہ ہر مکتب فکر کے علماء کو دعوت دینی چاہئے کہ وہ خود اپنے میں سے کسی عالم کو اپنی نمائندگی کے لئے منتخب کر کے دیں۔ یہ کونسل عائلی قوانین کا از سرنو جائزہ لے کر ایک متفقہ مسودہ بنا کر دے اس سلسلے میں اسلامی مشاورتی کونسل کی سفارشات سے بھی مدد لی جا سکتی ہے۔

خواتین کے انفرادی اور اجتماعی ردعمل کا جب ہم مجموعی طور پر جائزہ لیتے ہیں تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان قوانین میں سب سے زیادہ پسندیدگی یا ناپسندیدگی کا اظہار مسئلہ تعدّدِ ازدواج پر کیا گیا۔ نہ صرف عورتوں کے ردعمل سے بلکہ مردوں کی طرف سے جو موضوع زیادہ قابل توجہ اور بحث کا مرکز بنا، یہی تعدّدِ ازدواج کا تھا۔ قطع نظر اس بات کے کہ تعدّدِ ازدواج جائز ہے یا ناجائز یا اگر جائز ہے تو اس کا تعلق مخصوص حالات کا رہینِ منت ہے یا تعدّدِ ازدواج مطلقاً روا ہے۔ ایک بات کا ضرور پتہ چلتا ہے کہ تعدّدِ ازدواج ہی وہ مسئلہ ہے جو پاکستان کی عورت کے لئے پریشان کن ہے۔ اگر کوئی مرد اپنی پہلی بیوی کی موجودگی میں دوسری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیوی نہیں بھی لاتا بلکہ عمر بھر اس ایک بیوی کے ساتھ گزر کرتا ہے۔ تب بھی اس کی بیوی عمر بھر اس خدشے کا شکار ضرور رہتی ہے کہ کہیں شوہر کسی وجہ سے ناراض ہو کر مجھ پر سوکن نہ لے آئے۔ یہ خدشہ عمر بھر اس کو مرد کی جائز و ناجائز خواہش پوری کرنے پر مجبور کئے رکھتا ہے اور بعض حالات خصوصاً دیہاتوں میں مرد اپنے اس فائق حق کو عورت پر جبر کی صورت میں استعمال بھی کرتے رہتے ہیں۔ یہ ایک ایسی صورت حال ہے جس سے عورت کو خلاصی دلانے کی ضرورت موجود ہے جو مردوں اور عورتوں کو صحیح اسلامی تعلیمات سے روشناس کرائے بغیر ممکن نہیں۔

عائلی امور میں کمیشن کی سفارشات ایک اصلاحی اقدام ضرور ہیں، اس لئے اسے غلط قرار دینا مناسب نہیں تاہم اس میں بعض ایسے امور ہیں جن میں

کلام کی بھی گنجائش ہے اور مزید اصلاح کی بھی۔ تعددِ ازدواج کے سلسلے میں بہتر یہ ہو گا کہ قانونی طور پر ایسی کوئی پابندی عائد نہ کی جائے کہ ایک شخص ایک سے زائد شادی ہی نہ کر سکے کیونکہ ایسا کرنا منشائے شریعت کے بھی منافی ہے اور شرطِ عدل کو ملحوظ رکھنے کے لئے مناسب ہو گا کہ ایسے طریقے اختیار کئے جائیں کہ جہاں شرطِ عدل پر زد پڑ رہی ہو۔ اس کا فوری تدارک ہو سکے اور متاثرہ عورت کے لئے حصولِ عدل کو آسان بنایا جائے۔ خواہ عدالت کے ذریعے خواہ معاشرتی اجتماعی دباؤ کے تحت یا خاندانی نظم کے دائرے میں۔

نکاح ثانی کے لئے پہلی بیوی سے اجازت نامے کی شرط کو ختم کر دینا بہتر ہو گا۔ البتہ حکومت اس بات کو یقینی بنائے کہ مرد اپنی تمام بیویوں میں انصاف و مساوات کے تمام تقاضوں کو پورا کرے۔ اگر شوہر ان تقاضوں کو پورا کرنے میں ناکام رہتا ہے تو بیوی کے لئے ایسی سہولتیں مہیا کی جائیں کہ وہ اپنے حقوق کے حصول کے لئے فوری اقدام کر سکے اور عدلیہ اور حکومت ایسی خاتون کی فوری داد رسی کے لئے مناسب بندوبست کرے اور ایسے تمام تاخیری حربوں کو مسدود کر دیا جائے جن کا سہارا لے کر کوئی شخص اپنی بیوی کو معلق کر کے مستقل پریشانی کی صورت پیدا کر دے۔

یہ بات بھی اپنی جگہ مسلّم ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں عورت ہمارے معاشرے کا مظلوم طبقہ رہی ہے۔ اس مظلومیت کی بنیادی وجہ ہندو معاشرے کے ساتھ مسلمانوں کا اشتراک ہے ہندومت میں عورت دوسرے درجہ کی نہیں بلکہ کسی درجہ کی بھی صنف نہیں سمجھی جاتی۔ ہندومت کی تعلیمات کا اثر مسلمان معاشرہ پر موجود ہے۔ تخلیق پاکستان کے بعد بھی ہم ان رسوم و رواج سے پیچھا چھڑانے میں ناکام رہے ہیں جو صدیوں کے اشتراک کی وجہ سے مسلمان معاشرے میں در آئے۔ ان رسوم و رواج کا زیادہ اثر عائلی امور مثلاً بیاہ شادی موت و سوگ میں ہے۔ ان اثرات کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

1......ہندومت میں بہو (بیٹے کی بیوی) کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے سسر سے پردہ کرے اور دیور اور دیگر افرادِ خانہ سے پردے کی ضرورت نہیں جبکہ اسلام میں سسر کا درجہ باپ کا ہے اور سسر کو محرمات کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درجہ حاصل ہے اور دیور جیٹھ وغیرہ غیر محرم ہیں۔ اسلام غیر محرموں سے پردے کی تلقین کرتا ہے جبکہ محرم یعنی سسر سے پردہ درست نہیں۔ لیکن بیشتر مسلمان گھرانوں میں ہندومت کے اثرات کی وجہ سے بہو سسر سے تو پردہ کرتی ہے مگر دیور وغیرہ کے ساتھ پردہ کی ضرورت محسوس نہیں کرتی۔

2...... ہندومت میں کسی بیوہ کا دوبارہ شادی کرنا بہت بڑا پاپ اور گناہ ہے۔ بیوہ عورت کے لئے ہندو مت میں دو ہی راستے ہیں یا تو وہ اپنے شوہر کے ساتھ ہی چتا میں جل مرے یا پھر ساری عمر ساس، دیور اور جیٹھ وغیرہ اور دیگر افراد خانہ کی چاکری کرتی رہے ان کی خدمت کرے اور محض پیٹ بھرنے کی آس میں ہمیشہ ہمیشہ مرتے دم تک ان کے ظلم کو برداشت کرتی رہے۔

3...... مسلمان گھرانوں میں بھی بیوہ کے رشتے کو معیوب خیال کیا جاتا ہے اور مرد حضرات بھی بیوہ سے رشتہ کرنا پسند نہیں کرتے۔ یہ ہندومت کا اثر ہے۔ اسی اثر کو ختم کرنے کے لئے ایک زمانے میں علماء نے ہندوستان میں نکاح بیوگان کی مہم چلائی تھی۔ جس کی وجہ سے اس غلط رسم کے اثرات کسی حد تک ختم ہوئے تھے۔ اس کی تفصیل پہلے باب میں گذر چکی ہے۔

اسلام نے معاشرے میں عورت کو انتہائی ارفع واعلیٰ مقام عطا کیا ہے۔ وہ مرد کی خادمہ نہیں بلکہ رفیقِ حیات یا شریکِ حیات ہے۔ اس کے اپنے مخصوص حقوق ہیں جن کی پاسداری مرد کا فرض ہے۔ وہ حقوق اس حد تک ہیں کہ اگر بیوی مرد سے علیحدہ مکان کا تقاضا کرے تو مرد علیحدہ مکان لے کر دینے کا پابند ہے۔ لیکن ہمارا معاشرہ عورت کے اس ارفع واعلیٰ مقام کا زبانی طور پر قائل ہونے کے باوجود عورت کو اس مقام پر فائز دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ اس وقت عورت کی حیثیت خاندان کے اشتراکی نظام میں ایک خادمہ سے زیادہ نہیں۔ بعض لوگ خاندانی نظام کو اسلامی قرار دیتے ہیں حالانکہ یہ ایک غلط فہمی ہے اسلام مشترک خاندانی نظام کا موید ہے نہ مخالف البتہ اس کے نزدیک انفرادی خاندانی نظام مستحسن ضرور ہے۔ اگر یہ صورتحال مستحسن نہ ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تمام ازواج کو علیحدہ علیحدہ گھر نہ دیتے اور تمام ازواج مطہرات کے مابین ایام تقسیم نہ فرماتے۔ لیکن ہمارے معاشرے میں یہ سب قباحتیں موجود ہیں اور حیرت ہے کہ ان قباحتوں کو ہم اسلام کے حوالے سے قبول کئے ہوئے ہیں۔ اپنے حقوق کے حوالے سے بات کرنے والی خاتون کو مغرب زدہ کہہ کر اپنی انا کی تسکین تو ہو سکتی ہے اور وقتی طور پر اس مسئلے سے پیچھا چھڑایا جا سکتا ہے لیکن یہ اصل مسئلے کا حل ہرگز نہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ عورتوں کو اسلامی تعلیم کے ذریعے ان کے اصل حقوق سے پوری طرح روشناس کرایا جائے جو اسلام ان کو عطا کرتا ہے۔ اور مردوں کو بھی تحریص وتحریض اور ترغیب وترہیب کے ذریعے ان حقوق کی پاسداری پر آمادہ کیا جائے۔

نیز باقاعدہ تحقیق وتدقیق کے ذریعے ان اثرات کا جائزہ لیا جائے جو ہندومت نے ہمارے عائلی نظام اور دیگر امور زندگی میں ڈال رکھے ہیں۔ اور اس طرح صحیح اور غلط کو علیحدہ کرکے عائلی نظام کی تنقیح کی جائے۔ پرسنل لاز کے سلسلے میں یہ کہنا کہ ہر فرقہ اپنی فقہ کے مطابق فیصلہ کرانے کا مجاز ہوگا۔ ملکی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلامتی اور باہمی اتحاد و یکجہتی کے منافی ہے کیونکہ فرض کیجئے کہ کسی اہلحدیث مرد کی شادی حنفی مسلک رکھنے والی عورت سے ہو جائے یا کسی حنفی مسلک کے مرد کی شادی کسی اہل حدیث عورت سے ہو جائے اور خدانخواستہ مرد تین طلاق ایک ہی مجلس میں دے دے تو فیصلہ کس فقہ کے مطابق کیا جائے گا جبکہ بیوی حنفی ہونے کی وجہ سے خود پر طلاق بائن عائد کرے گی۔ یہ مثال ہے اسی طرح اور بہت سی الجھنیں قدم قدم پر پیدا ہونے کا امکان پرسنل لاز کے مختلف ہونے سے پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے حالات کا تقاضا ہے کہ کامن لاز اور پرسنل لاز کی تفریق کو ختم کر کے پورے عالم اسلام کے لئے جنرل لاز متعین کئے جائیں جس کے لئے موتمر عالم اسلامی یا رابطہ عالم اسلامی جیسی تنظیموں سے مدد لی جائے تا کہ کسی بھی ملک کے مفاد پرست طبقہ کو اعتراض کا موقع نہ مل سکے۔ البتہ یہاں معاملہ شیعہ حضرات کے لئے مختلف ہو گا۔ ان کے لئے ہمیں کھلے دل سے یہ بات تسلیم کر لینی چاہئے کہ مسلمانوں کے صرف دو ہی طبقے ہیں ایک شیعہ دوسرے سنی جو صدیوں سے موجود ہیں۔ کامن لاز کی حد تک شیعہ اور اہل السنہ (دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث) کا اشتراک ممکن نہیں۔ اس لئے شیعہ حضرات کے لئے پرسنل لاز علیحدہ متعین کئے جائیں اور ان حضرات کے پرسنل لاز میں بھی یکسانیت پیدا کرنے کی ضرورت ہے تا کہ شیعہ اثنائے عشری، زیدی کاظمی کے لئے ایک ہی پرسنل لاء ہو۔ جہاں تک کامن لاز کا تعلق ہے وہ سب کے لئے یکساں ہونے چاہئیں۔ اب سوال ان تمام قوانین کی یکساں تدوین کا باقی رہ جاتا ہے۔ تو اس کیلئے لازمی ہے کہ حکومت اور مذہبی نمائندگان ملکی اور دینی ضرورت کی اہمیت کو سمجھیں کہ آخر نئے حالات اور نئے تقاضوں کے مطابق مسائل کی نئی فقہی تدوین میں کون سا شرعی امر مانع ہے کہ ہر طبقہ اپنی سابقہ فقہ ہی کے ساتھ چمٹا رہنا ضروری خیال کرے۔

دینی امور سے تعلق رکھنے والے ہر معاملہ کو سب سے پہلے اسلامی نظریاتی کونسل کے سپرد کیا جانا چاہئے اور ان سے موصولہ سفارشات کو مشتہر کیا جانا چاہئے اور ایک معینہ مدت تک اس پر اعتراضات وصول کئے جانے چاہئیں۔ معترض کو پابند کیا جائے کہ وہ اپنے موقف کو کونسل کے روبرو پیش کر کے دلائل کے ذریعے ثابت کرے۔

کونسل معترض کے دلائل کی صحت یا عدم صحت کو جانچ کر حتمی فیصلہ کرے اور پھر اس فیصلے کو قانون کا درجہ دے دیا جائے۔ اس طریق کار سے کوئی سیاسی ذہن کا حامل شخص اسلام کا سہارا لے کر عوام کے جذبات سے نہیں کھیل سکے گا اور نہ ہی اسلام کے حوالے سے وہ اپنی سیاسی دوکان کے لئے راس المال حاصل کر سکے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مراجع و مصادر

کتب

القرآن الحکیم

مشکوۃ المصابیح

1- اشرف علی تھانوی　حیلہ ناجزہ　دارالاشاعت مولوی مسافرخانہ کراچی　فروری 1987ء

2- انوار جی احمد بیگم　NEW FAMILY LAWS IN PAKISTAN　پاکستان پبلی کیشنز پوسٹ بکس 183 کراچی　سن طباعت مفقود

3- تنزیل الرحمٰن ڈاکٹر　مجموعہ قوانین اسلام　ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد　جولائی 1965ء

4- پرویز غلام احمد　عائلی قوانین قرآن کریم کی روشنی میں　ادارہ طلوع اسلام' 25 گلبرگ II لاہور　سن طباعت مفقود

5- ""　یتیم پوتے کی وراثت　"　"　"

6- جعفر شاہ ندوی　مسئلہ تعددِ ازدواج　ادارہ ثقافت اسلامیہ پاکستان لاہور　جون 1959ء

7- رشید احمد جالندھری　برطانوی ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم (حصہ اول)　نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد　1989ء

8- محمد ضمیر جعفری سید　شوخیٔ تحریر　الیٹ پبلشرز کراچی　1985ء

9- محمد شفیع مفتی　جواہر الفقہ　مکتبہ دارالعلوم کراچی نمبر 14　ربیع الاول 1398ء

10- مودودی ابوالاعلیٰ　حقوق الزوجین　ادارہ ترجمان القرآن لاہور　مارچ 1976ء

11- ""　مسئلہ تعددِ ازدواج　اسلامک پبلی کیشنز لاہور　اپریل 1986ء

12- مصنف کا نام موجود نہیں　مسلم فیملی لاز آرڈیننس پر علماء کا تبصرہ　ملک آرٹ پریس پشاور　سن طباعت مفقود

طفیل محمد نے مرتب کیا جس پر بعد میں ان کی گرفتاری بھی عمل میں آئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطوط و سرکاری مراسلہ جات

13۔ خط از جنرل محمد ایوب خان بنام مفتی محمد شفیع
14۔ خط مفتی محمد شفیع بنام جنرل محمد ایوب خان
15۔ مراسلہ وزارت مذہبی امور 1982-6-5 تاریخ 4-(17)-81 سیکرٹری آر۔اے
16۔ مراسلہ وزارت مذہبی امور 1978-11-29 تاریخ 78-(2)-23 اے ڈی جے
17۔ مراسلہ اسلامی مشاورتی کونسل نمبر 1979ء-13-4 تاریخ 1/588-1-سی 79(12) 6-یو-او
18۔ مراسلہ وزارت قانون حکومت پاکستان 1980-1-15 تاریخ 2289/79
19۔ مراسلہ اسلامی نظریاتی کونسل نمبر 1980-24-6 تاریخ 79/1-1-سی-آر

قانونی حوالے

20۔ پینل کوڈ ایکٹ نمبر ایکس ایل وی آف 1860ء مورخہ 1860ء-10-6
21۔ قاضی ایکٹ نمبر 12 آف 1880ء مورخہ 1880ء-7-9
22۔ گزٹ آف پاکستان جون 20، 1956ء
23۔ پی ایل ڈی سپریم کورٹ 1967ء
24۔ پی ایل ڈی سپریم کورٹ 1960ء
25۔ پی ایل ڈی ہائی کورٹ 1959ء
26۔ پی ایل ڈی ہائی کورٹ نومبر 1960ء
27۔ اے آئی آر لاہور 1945ء
28۔ پی ایل ڈی لاہور 1953ء

ماہنامے

29-	ترجمان القرآن	لاہور	اپریل 1955ء
30-	"	"	دسمبر 1955ء
31-	"	"	اکتوبر 1956ء
32-	"	"	جنوری 1958ء
33-	"	"	مئی 1960ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

34ب "	"		جون 1961ء
35-	"	"	جنوری 1962ء
36-	"	"	مئی 1962ء
37-	"	"	مئی 1962ء
38-	"	"	جولائی 1963ء
39-	"	"	ستمبر 1963ء
40-	"	"	جولائی اگست 1966ء
41-	"	"	مارچ 1969ء
42-	"	"	اگست 1976ء
43-	ماہنامہ ثقافت	لاہور	جون 1955ء
44-	"	"	ستمبر 1955ء
45-	"	"	جنوری 1956ء
46-	"	"	مارچ 1956ء
47-	"	"	ستمبر 1956ء
48-	"	"	اکتوبر 1956ء
49-	"	"	نومبر 1956ء
50-	ماہنامہ ثقافت	لاہور	اپریل 1961ء
51-	"	"	ستمبر 1961ء
52-	"	"	مارچ 1962ء
53-	"	"	اپریل 1962ء
54-	"	"	مئی 1962ء
55-	"	"	جولائی 1962ء
56-	"	"	ستمبر 1963ء
57-	دارالعلوم دیوبند	مسلم پرسنل لاء نمبر	مارچ اپریل 1986ء بمطابق رجب شعبان 1406ھ
58-	ماہنامہ طلوع اسلام		جون 1959ء
59-	"	"	اپریل 1961ء
60-	"	"	مئی جون 1961ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

-61	"	"	اکتوبر 1961ء
-62	"	"	نومبر 1962ء
-63	"	"	ستمبر 1963ء
-64	"	"	اکتوبر 1963ء
-65	"	"	جنوری 1964ء
-66	"	"	اکتوبر 1964ء
-67	"	"	اگست 1966ء
-68	"	"	مارچ 1969ء
-69	ماہنامہ فاران	کراچی	اگست 1956ء
-70	"	"	نومبر 1961ء
-71	ماہنامہ فکرونظر	اسلام آباد	جولائی اگست 1963ء
-72	"	"	فروری 1964ء
-73	"	"	مارچ 1964ء
-74	"	"	مئی 1964ء
-75	"	"	جون 1964ء
-76	"	"	جولائی 1964ء
-77	"	"	جنوری 1965ء
-78	"	"	جون جولائی 1966ء
-79	"	"	نومبر 1967ء
-80	"	"	جون 1969ء
-81	"	"	ستمبر 1969ء
-82	"	"	اکتوبر 1969ء
-83	"	"	دسمبر 1969ء
-84	"	"	فروری 1970ء

پندرہ روزے

-85	الارشاد جدید	کراچی	یکم جولائی 1956ء
-86	الارشاد جدید	کراچی	یکم نومبر 1956ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہفت روزے

87-	الاعتصام	لاہور	17؍ مارچ 1961ء
88-	"	"	9؍ نومبر 1962ء
89-	"	"	9؍ اگست 1963ء
90-	ہفت روزہ الاعتصام	لاہور	30؍ اگست 1963ء
91-	"	"	6؍ ستمبر 1963ء
92-	"	"	13؍ ستمبر 1963ء
93-	"	"	20؍ ستمبر 1963ء
94-	ہفت روزہ اقدام	لاہور	8؍ جولائی 1962ء
95-	تنظیم اہلحدیث	"	16؍ نومبر 1962ء
96-	ہفت روزہ چٹان	"	9؍ جولائی 1956ء
97-	"	"	16؍ جولائی 1956ء
98-	"	"	6؍ اگست 1956ء
99-	"	"	13؍ مارچ 1961ء
100-	ہفت روزہ خدام الدین	لاہور	3؍ اگست 1962ء
101-	"	"	10؍ اگست 1962ء
102-	"	"	12؍ جولائی 1963ء
104-	ہفت روزہ لیل ونہار	"	9؍ اپریل 1961ء
105-	"	"	4؍ جون 1961ء

روزنامے

106-	انجام	پشاور	5؍ مارچ 1961ء
107-	"	"	6؍ مارچ 1961ء
108-	امروز	لاہور	4؍ مارچ 1961ء
109-	تعمیر	راولپنڈی	8؍ فروری 1962ء
110-	روزنامہ پاکستان ٹائمز	لاہور	4؍ مارچ 1961ء
111-	"	"	5؍ مارچ 1961ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

112-	″	″	4 مارچ 1965ء
113-	روزنامہ جنگ	لاہور	8 مارچ 1989ء
114-	″	″	25 اپریل 1989ء
115-	روزنامہ سیاست جدید	کانپور	5 جون 1961ء
116-	کوہستان	راولپنڈی	11 جولائی 1962ء
117-	″	لاہور	11 ستمبر 1963ء
118-	مشرق	لاہور	24 اکتوبر 1979ء
119-	روزنامہ نوائے قوت	لاہور	9 جنوری 1959ء
120-	″	″	26 فروری 1959ء
121-	″	″	10 اپریل 1959ء
122-	″	″	22 جولائی 1961ء
113-	″	″	11 اگست 1961ء
124-	″	″	3 ستمبر 1961ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعلام

(الف)

(امام) ابن تیمیہ 33، 110 ابن حزم 110

(حضرت) ابن عباسؓ 23 ابن قیم 110

(مولانا سید) ابوالاعلیٰ مودودی 41، 68، 108، 110، 118، 137، 14140، 43، 144، 145، 146، 165، 172، 173

(امام) ابوحنیفہؒ 100، 109

(جسٹس) ابو صالح محمد اکرم 125

(حضرت) ابوہریرہؓ 20، 21

(مولانا) ابو یحییٰ امام نوشہروی 68

مولانا احتشام الحق تھانوی 43، 50، 51، 52، 67، 81، 82، 149، 153، 154، 161

(امام) احمد بن حنبل 100

(مولانا ابو البرکات سید) احمد قادری 68

(مولانا) اسلم جیراج پوری 139

(مولانا) اشرف علی تھانوی 40، 53، 118، 137، 165

(ڈاکٹر مس) افتخار احمد حسن 124

(میر) اقبال حسین 167

(مولانا) اقتدار احمد

اللہ یار 70

اللہ داد 70

(حضرت) ام حبیبہؓ 25

(حاجی) امداد اللہ مہاجر مکی 53

(سید) امیر علی 153

امیر شکیب ارسلان 144

(مولانا) امین احسن اصلاحی 81، 141، 143، 144، 146

امین اختر 125

امینہ خمیسانی 123، 124

(بیگم) انعام اللہ خاں 12

(بیگم) انوار جی احمد 43، 123، 142

(بیگم) انیس مرزا 123

(جسٹس) ایس اے رحمٰن 104، 114

(جسٹس) ایس اے محمود 114

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایم انور (بار ایٹ لا) 86، 87
(جسٹس) اے آر کارنیس 105
(بیگم) اے کے اعوان 124
"ب"
بلقیس فاطمہ 114، 129
(جسٹس) بی زیڈ کیکاؤس 114
"ت"
(جسٹس) تقی عثمانی 70، 137
(جسٹس) تنزیل الرحمٰن 125، 140، 170، 171
(علامہ) توقیر مرزا رزاقی 86
"ث"
(حضرت) ثابت بن قیسؓ 23
ثریا احمد پائی 122
"ج"
جرمی میکبر ائیڈ 125
(مفتی) جعفر حسین مجتہد 68
(بیگم) جلیل اصغر 121
(راجہ) جہانگیر جنجوعہ 145
"ح"
(ڈاکٹر) حاجرہ عبداللہ 124
حاکم علی 143
حبیب الرحمٰن 124
حسن عزیز جاوید 143، 150
(سید) حسین نصر 166
(جسٹس) حمود الرحمٰن 114، 125
(مولانا) حمید الدین فراہی 81
(پروفیسر) حمیدہ جہاں خواجہ 85، 121
"خ"
خادم ندیم ملک 70
خالد ایم اسحاق 123، 124
خانم گوہر اعجاز 23
خاور ممتاز 124
خدیجہ مستور 122
خلیل احمد حامدی 109، 147
(مولانا ابن ابوالحسنات سید) خلیل احمد قادری 68
(مولوی) خورشید احمد 141
خورشید بیگم 114، 129
خورشید زماں 115
"د"
(مولانا) داؤد غزنوی 79، 80، 81، 105، 106،
145، 146، 168
"ڈ"
ڈی جے کیلوبار 123
ڈی رونڈان 125
ڈنیشا 153
"ر"
رشیدہ اختر 70
رشیدہ بیگم 109، 115
(ڈاکٹر) رشید جالندھری 118، 130
(بیگم) رضیہ عزیز الدین 123
(حضرت) رضاعہ قرظیؓ 24
(بیگم) رفیق 122
(بیگم) رعنا لیاقت علی 124
(ڈاکٹر) رفعت رشید 123، 124
(پروفیسر) رفیع اللہ شہاب 140، 145، 146
رفیع اللہ اختر 145
"ز"
(بیگم) زری سرفراز 122، 123، 125
(حضرت) زیدؓ 19
(ڈاکٹر) زیڈ اے ہاشمی 123، 124
(حضرت) زینب بنت جحشؓ 25
"س"
(مولانا) سعید احمد اکبر آبادی 167

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعیدہ خانم 115، 130
(ڈاکٹر) سلمیٰ مقبول 124
سید احمد شہید 53
سیدہ قاضی عیسیٰ 123، 124
"ش"
(بیگم) شاہ نواز 43، 113۔ (امام) شافعی
100۔ (بیگم) شائستہ اکرام اللہ 124۔ شاہین
عتیق الرحمٰن 124
(جسٹس) شبیر احمد 114
مولانا شبیر احمد عثمانی 53
(ڈاکٹر خلیفہ) شجاع الدین 43، 44، 52
شلوت 136
(بیگم) شمس النہار محمود 43
شمس الرحمٰن 112
شورش کاشمیری 145
شہاب الدین 109، 115
"ص"
صاحب خاتون 70
(بیگم) صادقہ صلاح الدین 124
(ڈاکٹرس) صبیحہ حفیظ 124
"ظ"
(مولانا) ظفر احمد عثمانی 83، 143، 145
"ع"
(بیگم سیدہ) عابدہ حسین 124
(شہزادی) عابدہ سلطانہ 122، 142۔
عالیہ بیگم 43
(حضرت) عائشہؓ 21، 23، 24
(پروفیسر) عباس زیادی 124،
عباس علی خاں 69، 112۔
(ڈاکٹر خلیفہ) عبدالحکیم 43، 141، 144، 152
(حضرت) عبدالرحمٰن بن زبیرؓ 24
(جسٹس) عبدالرشید 141، 144 (میاں)
عبدالرشید 44
عبدالرحیم اشرف 146
عبدالستار نیازی 68
(مولانا) عبدالسلام ندوی 107، 141، 144،
152
عبداللطیف اعظمی 120، 166
عبدالغنی قریشی 145، عبدالقادر روپڑی 68
(مولانا) عبدالماجد دریا آبادی 64، 143،
150
عرفان چغتائی 145
عطیہ بیگم 144
(بیگم) عطیہ عنایت اللہ 124
(بیگم) عفیفہ غضنفر 124
(حضرت) عقبہ بن عامرؓ 29
(علامہ) علاؤ الدین صدیقی 125، 127
(حضرت) علیؓ 146
عمر احمد عثمانی 146
عمر بی بی 114، 129 (حضرت) عمر بن خطابؓ
106، 110
عنایت اللہ 124
(مسٹر) عنایت الرحمٰن 43
"غ"
غلام احمد پرویز 79، 84، 101، 108، 139، 140،
145، 146، 149، 150، 164، 172
(ڈاکٹر) غلام جیلانی برق 145
(جسٹس) غلام علی ملک 146
(مولانا) غلام غوث ہزاروی 112
(بیگم) غیاث الدین 112
"ف"
(بیگم) فاروق اے شیخ 145
(جسٹس) فضل اکبر 114
(ڈاکٹر) فضل الرحمٰن 136

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ڈاکٹر) فیروز احمد 124

"ق"

(مولوی) قدرت اللہ مراد آبادی 157، 158
قمر اشرف 158

"ک"

(ڈاکٹر) کرار حسین 123
(جسٹس پیر) کرم شاہ 70
(مولانا حافظ) کفایت حسین مجتہد 68، 83
(ڈاکٹر) کے۔ آئی۔ ترین 124

"گ"

گستاف پیٹرون 125
(مس) گلزار ربانی 124

"ل"

(جسٹس) لیاقت اللہ قریشی 143
(امام) مالکؒ 40، 100
ماہر القادری 142، 143، مہدی غلام 144
محمد ابراہیم 55، 78
(سید) محمد احمد کاظمی 41، 79
(مولانا) محمد ادریس کاندھلوی 68
(جسٹس) محمد افضل چیمہ 125
(علامہ ڈاکٹر) محمد اقبال 53، 124،
(چودھری) محمد اقبال چیمہ 138، محمد امین 114،
129 (جسٹس) محمد جان 115
(مولانا) محمد جعفر ندری پھلواروی 41، 143،
144، 145، 152
(مفتی) محمد حسین 68۔ محمد حنیف ندوی 145
محمد دین 114، 129۔ محمد رشید فیروز 136، 146
محمد رفیع 146، 147 (جسٹس) محمد رفیق تارڑ 70
(جنرل) محمد ایوب خان 55، 61، 77، 85،
111، 112، 113، 121، 128، 138، 171، 174
(جسٹس) محمد شفیع 107، 109، 115، 129
(حضرت مفتی) محمد شفیع 60، 61، 62، 72،
73، 77، 82، 92، 128، 129، 152
(سید) محمد ضمیر جعفری 155، 158
(جنرل) محمد ضیاء الحق 123، 126، 127، 142،
170، 171
(حافظ) محمد عبداللہ روپڑی 68 محمد عبدالغفار خربی
144، 145
(مولانا) محمد عطاء اللہ حنیف 68، 79، 80، 81
(مولانا) محمد قاسم نانوتوی 40، 53
محمد علی بوگرا 42، 43، 155، 161
(قائداعظم) محمد علی جناح 53، 83، 124
محمد مسیح 115، 130 (مفتی) محمود احمد 113
(مولانا سید) محمود احمد رضوی 68
(مولانا حافظ) محمود احمد روپڑی 68
(مولانا) محمود الحسن 53 (بیگم) محمود سلیم 123
مختار 70 (جسٹس) مسعود احمد 114
مصطفیٰ کمال پاشا 83، 141
(مولانا) مظہر حسین کاندھلوی 40
(بیگم) ممتاز راشدی 123، 124
ممتاز جہاں بیگم صدیقی 142
(بیگم) ممتاز یو کرامت 123
(مولانا) مملوک علی نانوتوی 40

"ن"

(بیگم) انیتا غلام علی 124
(بیگم) نثار فاطمہ 123، 124، 125
نجم الاکرام 114، 129 نجیب مفتی 110 نور محمد 70
(چودھری) نذیر احمد 86، 87 نصیر شاہ 145
نعیم صدیقی 81، 86، 143، 146

"و"

وحید قیصر ندری 142، 143

"ہ"

ہاجرہ مسرور 121 (جسٹس) ہارس 114 ہیلن کل 125

"ی"

(حافظ" یار احمد 108 (جسٹس) یعقوب علی 114

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابیات

(الف)

○ ...... ازدواجی زندگی کے لئے اہم قانونی تجاویز143

○ ...... اسلام میں عورت کا عائلی مقام142، 143

○ ...... اصلاح الرسوم 40

○ ...... آفادات ابن قیم109

○ ...... الاوطار 110

(ب)

○ ... بخاری 110

○ ...... برطانوی ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم 72

(پ)

○ ...... پی۔ ایل۔ ڈی129،130،179

(ج)

○ ...... جواہر الفقہ 72، 73، 129، 130

(ح)

○ ...... حقوق الزوجین 41،72،140،172، 173

○ ...... حیلہ ناجزہ 40،130،137،165

(ش)

○ ...... شادی کمیشن کی رپورٹ پر تبصرہ 142

○ شامی100

(ع)

○ ...... عائلی قوانین قرآن کی روشنی میں140

○ ...... عائلی کمیشن کی رپورٹ پر تبصرہ 141

(ف)

○ ...... فتاویٰ عالمگیری 173

(م)

○ ...... مجموعہ قوانین اسلام140

○ ...... محمڈن لاء153

○ ...... مسلم عائلی قوانین130

○ ...... مسلم فیملی لاز آرڈی ننس پر علماء کا تبصرہ 73، 128

○ ...... مشکوۃ المصابیح 35، 36

○ ...... میرج لاء کمیشن ایکسٹریڈ 41

(ی)

○ ...... یتیم پوتے کی وراثت139

New family laws in Pakistan

ادارے کمیشن، سیاسی و مذہبی جماعتیں اور جامعات

(الف) ......

ادارہ تحقیقات اسلامی135،136،140

ادارہ ثقافت اسلامیہ81،141

ادارہ خواتین142

ادارہ طلوع اسلام (ٹرسٹ) 140

اسلامک لاء کمیشن 55

اسلامی مشاورتی کونسل 87،125،140،170، 174

اسلامی نظریاتی کونسل125،126،127،130، 131،170،174،177

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آگرہ یونیورسٹی 107

انجمن خواتین پاکستان (اپواء) 54، 55، 60، 112، 121، 142، 154، 155

انٹرنیشنل کمیشن آف جیورسٹس 125

(ب) ......

بنڈونگ کانفرنس 120

بین الاقوامی کانگریس 120

(پ) ......

پاکستان چائلڈ ویلفیئر کونسل 121

پاکستان کمیشن برائے حیثیت نسواں 123

پاکستان ویمن رائٹس کمیٹی 122، 123

پنجاب اسمبلی 138

(ت) ......

تعلیمات اسلامیہ 63

(ٹ) ......

ٹاؤن کمیٹی 57، 60

(ث) ......

ثالثی کونسل 56، 59، 88، 90، 91، 98، 99

(ج) ......

جامعہ اشرفیہ 68

جماعت اسلامی 87، 88، 90، 91، 92، 141، 150، 169، 170

جماعت اہل حدیث 79

جمعیت العلمائے ہند 79

جمعیت العلماء 150

جمعیت اہل حدیث 78، 80، 168

(چ) ......

چائلڈ ویلفیئر کونسل 121

(ح) ......

حقوق نسواں کمیٹی 55

(بنارس) ہندو یونیورسٹی 107

(خ) ......

خاتون اکیڈمی 142

(د) ......

دارالعلوم (دیوبند) 63، 72

دارالعلوم (کراچی) 61

دستور ساز اسمبلی 63

دارالاشاعت مولوی مسافر خانہ 137

(ر) ......

رابطہ عالم اسلامی 177

(ز) ......

(بیگم) زری سرفراز کمیشن 125، 142

(س) ......

سپریم کورٹ 70، 129، 137

(ص) ......

(مغربی پاکستان) صوبائی اسمبلی 69، 112، 167

(ع) ......

عائلی کمیشن 42، 49، 50، 52، 55، 56، 60، 77، 79، 81، 82، 121، 143، 148، 149

(ف) ......

فیڈرل گورنمنٹ ویمن ڈویژن 123

(ق) ......

قومی اسمبلی 69، 70، 112، 113

(ک) ......

کونسل مسلم لیگ 113

(گ) ......

گشتی عدالت 43

(ل) ......

لکھنؤ یونیورسٹی 107

لیڈی میکلیگن کالج 12

(م) ......

متحدہ علماء کونسل 80

مجلس ثقافت 141

مجلس شوریٰ 123، 125

مسلم شادی کمیشن 43

مسلم یونیورسٹی (علی گڑھ) 107

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصالحتی کونسل 56، 88، 98، 99
موتمر عالم اسلامی 177
(و) ......
وفاقی شرعی عدالت 126، 127
(ہ) ......
ہائی کورٹ (ملتان بنچ) 70، 114
(سندھ) ہائی کورٹ 119
(ی) ......
یونین بورڈ 99
یونین کمیٹی 57، 60
یونین کونسل 56، 57، 60، 71، 87، 91، 102

رسائل و اخبارات

الارشاد جدید 72، 128، 129، 130، 143، 144، 145، 150، 158
الاعتصام 78، 79، 80، 81، 128، 145، 146، 151، 169
امروز 41، 73، 130، 147
انجام 73، 149، 150
پاکستان ٹائمز 114، 129، 130، 149
ترجمان القرآن 41، 73، 81، 128، 129، 130، 137، 140، 144، 145، 146، 147،
تعمیر 130
تنظیم 145
سیاست جدید 149
ثقافت 81، 128، 139، 141، 143، 144، 145، 146، 151، 152، 153
جامعہ 120
جنگ 130
چٹان 130، 139، 144، 145، 151، 152
چراغ راہ 86، 111، 147
خدام الدین 129، 138، 151، 158
ڈان 142
دار العلوم 130
سیارہ ڈائجسٹ 86، شہاب 169، صدق 64،
صدق جدید 150، صحیفہ اہل حدیث 146
فاران 142، 145، 154، 158، فکر و نظر 120،
130، 136، 146، 147، 158 اقدام 151
کوہستان 80، 128، 129
گزٹ آف پاکستان 72
لیل و نہار 145
مسلم 110 مشرق 130
نوائے وقت 73، 129، 144، 145
ایشیا 169
Islamic studies 136

مقامات

(الف)
اسلام آباد 158 افریقہ 120
امریکہ 63
انڈونیشیا 120
انگلینڈ 63
ایشیا 120
ایران 168
(ب)
برصغیر پاک و ہند 175 بنڈانگ 120
بھارت 113
(پ)
پاکستان 42، 63، 64، 86، 87، 91، 113، 115، 116، 120، 122، 142، 166، 174
پشاور 128، 137
(ت)
ترکی 106

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ج)

جرمنی 63

(ح)

حیدر آباد دکن 86

(ر) راولپنڈی 112، 129، 130

روس 63

(س)

سویڈن 125

(ص)

صوبہ سرحد 123

صوبہ بلوچستان 123

صوبہ سندھ 123

صوبہ پنجاب 123

(ع)

علی گڑھ 64

(ف)

فیصل آباد 70

(ک) کراچی 61، 119، 122، 128، 129، 130،
137، 142، 143، 149، 154، 158

کانپور 149

(ل)

لندن 156

لاہور 68، 78، 80، 85، 128، 129، 130،
140، 141، 142، 148، 149، 151، 152

(م)

ملتان 70، مغربی پاکستان 58، 59، 78، 121،

مشرقی پاکستان 58، 69 -

مصر 43، 110، 120، 166

(ن)

نئی دہلی 120، 166

(ہ)

ہندو پاکستان 63

ہندوستان 40، 42، 86، 120

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

○ جب پاکستان کے وزیر اعظم نے اپنی عرب نژاد پرائیویٹ سیکرٹری عالیہ خاتون سے شادی رچائی تو پاکستان میں عائلی قوانین نے جنم لیا۔

○ عائلی قوانین نے علمائے پاکستان کو تقسیم کر کے رکھ دیا۔

○ عائلی قوانین کی وجہ سے علمائے اہل حدیث آپس میں انتشار کا شکار ہوئے اور باہم نزاعی کیفیت پیدا ہوئی۔

○ عائلی قوانین نے اپوا میں ہیجان پیدا کیا۔

○ عائلی قوانین نے فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں کی مستحکم حکومت میں دراڑیں پیدا کیں اور اس مرد آہن کو صدارت سے سبکدوش ہونا پڑا۔

○ وزارت قانون نے ایوب خان کے اشارہ ابرو کو پڑھا تو عائلی قوانین کو عین اسلامی قرار دیا۔ اسی وزارت قانون نے ضیاء الحق کے تیور دیکھ کر ان قوانین کو خلاف شریعت ٹھہرایا اور منسوخ کرنے کی تجویز دی، ایک عالم نے کمسنی کی شادیوں پر پابندی عائد کرنے کی تجویز دی۔ لیکن عائلی قوانین کے نفاذ پر اس کو خلاف شریعت قرار دیا۔

340 ط 254 ع
20858-EU-64

○ عائلی قوانین کی غیر اسلامی

○ عائلی قانون کے تحت مقدمات کے فیصلوں کا اختیار چیئرمین یونین کونسل کو دیا گیا، بعض چیئرمینوں نے فیصلے کرنے کی بجائے ان عورتوں سے خود شادیاں کر لیں